

فرائدِ قائمیہ

سیمِ العلوم و المعارف حضرت مولانا محمد قائم نامی

کے
غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ عسکری الغنی پھلاؤمی رحمت اللہ علیہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امرہوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادارہ ادبیاتِ دلی - گلی قائم جان دلی

فرائدِ قاسمیہ

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم
نانوتوی کے غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ
جمع کردہ: حضرت مولانا سید عبدالغنی پھلاودی

مقدمہ و تعارف

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امر وہی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

بعنایت و شکر یہ: مولانا حبیب اللہ اختر، مولانا عبدالجبار صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرائدِ قائمیں

سیم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم اناتوی

کے
غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ عسکری پھلاوی رحمت اللہ علیہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امرتسری

ادارہ ادبیات دلی - گلستانِ جان دلی

نانوتوی - نقد جامع - مقالات

مقدمہ و تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن مجید کا یہ نثر و قطب الوقت حضرت مولانا حافظ حاجی سید عبدالغنی صاحب پبلوائڈنگ کے کتب خانہ کا ایک نادر علمی نسخہ ہے۔ مولانا حافظ سید عبدالغنی پبلوائڈنگی ایک جامع کمالات اور اعلیٰ صفات کے بزرگ تھے۔ ان کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اس نثر میں ان کے مختصر حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ قرآن مجید کی اہمیت سامنے آجائے۔

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پبلوائڈنگ تحصیل مولانا ضلع میرٹھ کے باشندے تھے آپ کا خاندان سادات رضویہ کا ایک مشہور و معروف خاندان ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۸۳۹ء بروز جمعہ ہوئی۔ آپ کا تارکخی نام محمد عبدالغنی تھا۔

مولانا حافظ سید عبدالغنی صاحب نے ابتدائی تعلیم کن اساتذہ سے حاصل کی اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ قاسم العلوم و المعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھی آپ کا علمی و روحانی تعلق تھا جس زمانے میں حضرت مولانا نانوتوی کا قیام میرٹھ میں تھا، غالباً حافظ صاحب نے اسی زمانے میں حضرت سے تعلیم حاصل کی ہوگی۔ آپ نے کس سن میں اور کتنے عرصے تک تعلیم پائی اس کا پتا نہیں سکا۔ حضرت نانوتوی کے بہت سے خطوط آپ کے نام ہیں جن سے آپ کے اور حضرت نانوتوی کے علمی و روحانی

روابط کا پتا چلتا ہے۔ مولانا حافظ عبدالغنی اور دو فارسی کے ایک بہترین اور پختہ ماہر ادیب و شاعر تھے حافظ مختلف نثر لکھتے تھے۔ آپ کی نثر و نظم کے دو مجموعے کتب خانہ پبلوائڈنگ میں موجود ہیں جو شائع نہیں ہو سکے۔ ان میں علاوہ ادبی غریبوں کے تاریخی سرمایہ بھی موجود

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲ ہے۔ آپ نے نبی تمام عقلمیں سلوک، تزکیہ نفس اور قلبی تدوین علوم دینیہ میں گزاری۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی مگر تمام علوم و فنون متداولہ تفسیر تھے۔

حضرت مولانا ناتوقویؒ کے تلمیذ رشید راس الازکیہ حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امر وہیؒ خورج ادبی وغیرہ میں تعلیم دینے کے بعد ۱۳۱۴ھ (۱۹۰۱ء) میں مدرسہ شاہی مراد آباد کے سب سے پہلے صدر المدرسین ہوئے۔ جب بہ جہاد الادبی ۱۳۱۶ھ (۱۹۰۳ء) میں حضرت ناتوقویؒ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مفتخر امر وہیؒ انجمنوں نے ترمذی شریف مسجد چشتیہ دیوبند میں حضرت ناتوقویؒ سے فریضی تھی اور جردا العلوم دیوبند کے فرزندانِ قدیم میں سے تھے، مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گئے اور وہاں حضرت امر وہیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے تھے۔ ۱۳۱۶ھ (۱۹۰۳ء) میں مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب امر وہیؒ کو مدرسہ شاہی سے سند فراغ ملی۔ غالباً حضرت حافظ سید عبدالغنیؒ کو بھی اسی سن میں مدرسہ شاہی سے سند فراغت ملی ہے۔ جب ۱۳۱۶ھ (۱۹۰۳ء) میں مدرسہ شاہی سے ترک تعلق کر کے حضرت امر وہیؒ نے اپنے وطن امر وہیہ میں مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد قائم کیا تو مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب صدیقی اور مولانا حافظ سید عبدالغنیؒ پھلاؤدی دونوں اس مدرسہ کے مدرس ہوئے۔ کئی سال اس مدرسے امر وہیہ میں حضرت پھلاؤدی نے درس دیا۔ حافظ صاحب پھلاؤدی کے قیام امر وہیہ کے زمانے میں حضرت حاجی امداد اللہ ہاجری کا مکہ منظر سے آیا ہوا ایک مکتوب گرامی پھلاؤدیہ میں موجود ہے جو مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امر وہیہ کے پتے پر حضرت حافظ صاحب پھلاؤدیؒ کو بھیجا گیا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت حاجی صاحب نے اس مدرسہ اسلامیہ کے حق میں دعا سے خیر تحریر فرمائی ہے۔

حضرت مولانا ناتوقویؒ اور حضرت مولانا امر وہیؒ سے حضرت پھلاؤدیؒ کا چلچلیق تھا اس کا پورا پورا علم ان خطوط سے ہوتا ہے جو دونوں بزرگوں نے مولانا پھلاؤدیؒ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نیز اس مجموعہ نظم و نثر سے بھی ہوتا ہے جو حضرت حافظ صاحب پھلاؤدی کے ذہن و فکر کا بہترین نتیجہ ہے اور ادبی نقطہ نگاہ سے ایک عظیم سرمایہ ہے۔

حضرت مولانا امر وہیؒ کے مدرسہ مکتوبات بنام حضرت حافظ صاحب پھلاؤدی بڑی تعداد میں ہیں جن میں سنوں سے زائد پوسٹ کارڈ ہیں اور کچھ کم پچاس نفاٹے ہیں۔ یہ خطوط حضرت مولانا ناتوقویؒ کے زاد حیات کے آخری حصے سے لے کر حضرت مولانا امر وہیؒ کی وفات تک کے ہیں۔ مجموعہ بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں ۱۳۱۶ھ (۱۹۰۳ء) سے لے کر حضرت امر وہیؒ کی وفات کے تقریباً پانچ تک کے خطوط میں امر وہیہ مراد آباد، دیوبند، انگلوہ وغیرہ کے بزرگوں کا ذکر ہے اور اس زمانے کے اہم واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ خطوط بھی اگر شائع ہو جائیں تو معلومات کی بہت سی راہیں کھلیں گی۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو حضرت ناتوقویؒ اور حضرت امر وہیؒ سے محبت کا وہ مقام حاصل تھا جسے عشق کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو چار باتیں عرض کرنا ہوں:

حضرت ناتوقویؒ نے طبع مہبتائی کے حائل کی تصحیح کی تھی حافظ صاحبؒ اسی حائل سے تلاوت قرآن کرتے تھے اور اس کے خلاف پراپنے قلم سے ان کا یضہ لکھا ہوا ہے۔
 کرد تصحیح حضرت قاسم اہل حائل کرحزیرجان بن است
 حضرت ناتوقویؒ کی تمام مطبوعات کا ذخیرہ ان کے کتب خانے میں موجود ہے، جن میں وہ اڈیشن بھی ہیں جن کا وجود بہت کم کتب خانوں میں پایا جاتا ہے حضرت پھلاؤدیؒ کو یہ فکر رہتی تھی کہ حضرت کی وہ تحریریں جو طبع نہیں ہوئیں ان کو جمع کر لیں۔ آپ حیات مصنفہ حضرت ناتوقویؒ میں سے چند اوراق کتابت و طباعت کے وقت دقیق مضمون پر مشتمل ہونے کی بنا پر پاس زمانے کے بعض بزرگوں کے مشورے سے نکال دیے گئے تھے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو ان اوراق مستخرج کے حاصل کرنے کی تدبیر جنجورا دیکر رہی۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں بھی جو حضرت امر وہیؒ کے نام ہے خاص طور پر ان اوراق مستخرج کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ حضرت ناتوقویؒ کی چھپرچوٹی اور بڑی غیر مطبوعہ تحریر کو نہایت ہی کوشش اور تلاش سے حاصل کر کے جمع کرتے رہے اور اس مجموعہ کا نام فرمائے تیسرے کتب۔

یہ فرما کر قاسمیرہ حقیقت علی جوہر کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس میں وہ تحریریں ہیں جو حضرت کی مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کے علاوہ ہیں اور میرے علم میں ان میں کی کوئی تحریر بھی ایسی نہیں ہے جو اب تک کہیں شائع ہوئی ہو۔ مجھے خیال ہوا تھا کہ اس مجموعہ فریاد قاسمیرہ کی کوئی تحریر شاہد مکتوبات قاسم معلوم میں ہو لیکن جب جست کی گئی تو اس میں بھی کوئی تحریر اس مجموعہ کی نہیں تھی حضرت امروہیؒ سے مولانا پھلاؤڈی کو مہیا کر لکھ چکا ہوں بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت امروہیؒ بھی ان کو اپنے گھر کے ایک بڑے کی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت امروہیؒ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت پھلاؤڈی سے اس طرح مراسلت کرتے ہیں جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے۔

اور اپنے تمام حالات مدرسہ سے متعلق ہوں یا گھر سے ان کو لکھ دیتے ہیں جس سے انتہائی بے تکلفی اور تعلق قلبی کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود حضرت پھلاؤڈیؒ کے خطوط جو حضرت امروہیؒ کے نام ہیں ان میں بھی ادب و احترام کے ساتھ ساتھ بے تکلفانہ انداز بیان ہے حضرت امروہیؒ پھلاؤڈی جلتے تھے تو حضرت پھلاؤڈیؒ باغ باغ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت امروہیؒ براہِ میٹھ دیوبند پہنچے اور بغیر پھلاؤڈیؒ تشریف لے جانے ہوئے امروہہ واپس ہو گئے۔ اس کی خبر حضرت پھلاؤڈیؒ کو ہوئی تو ایک شعر ان کی زبانِ قلم پر آیا جس کا پہلا مصرعہ ہے ۵

تو یہ دیوبند رسیدہ دل ما نہ زنت کثیرہ

حضرت مولانا گنگوہی سے بھی حضرت پھلاؤڈیؒ کا عقیدت و ارادت کا تعلق تھا حضرت گنگوہیؒ کے بھی بہت سے مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ نے ایک مشترکہ تصدیق حضرت انور ترقی اور حضرت گنگوہیؒ کی شان میں لکھا ہے جس کا قافیہ ایسا کی گھٹان اور غیر وہے اور ردیف دونوں ہے۔

حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا حکیم محمد صدیق قاسمی مراد آبادی وغیرہ نے بھی ان دونوں حضرات کی شان میں اس زمین میں تصانیف کی ہیں۔ مولانا پھلاؤڈیؒ کی خلافت و امیازت حضرت صاحبِ امداد اور صاحبِ ماجری سے ملی تھی۔

اب میں فریاد قاسمیرہ پر تھوڑی سی روشنی اور ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس نسخے کے متعلق پہلے ورق پر حضرت حافظ صاحب پھلاؤڈیؒ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

”قائد قاسمیرہ کفر عبد الغنی اس را بہ ہزار عرق ریزی فراہم آورده“

اس کتاب کے آخر میں دو مختصر علمی رسائل نے زبانِ عربی میں جن میں ایک اثبات جزو لا یتجزی سے متعلق ہے اور دوسرے کا نام کلمۃ اللہ ہی العلیا ہے۔ چونکہ یہ یہ دونوں رسائل دقیق مضامین پر مشتمل ہیں اس لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ انی الحال ان دونوں رسالوں کے علاوہ کل ذخیرے کو جو ۲۴۱ صفحات پر مشتمل ہے عکس لے کر شائع کر دیا جائے۔ شروع سے لے کر صفحہ ۱۴۶ تک اردو زبان کی نادر تحریرات ہیں اس کے بعد با استثنائے چند اوراقِ فارسی زبان کی نادر تحریرات ہیں۔ پھر آخر میں آٹھ سوال فریب امانیہ کے علماء کے سامنے حضرت نانوتویؒ نے پیش فرمائے ہیں جن میں پہلا سوال فارسی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ سب سے پہلی تحریر شرک کی حقیقت کے بارے میں ایک سوال کا جواب ہے۔ اس کے بعد دوسری تحریر یہاں کی بحث میں ہے۔

صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۴۱ تک تعلیمِ نفسیات کا بیان ہے کہ مباح ہے یا حرام؟ صفحہ ۴۱ سے ۶۳ تک رفع تعارض بین الحدیث والقرآن کا بیان ہے۔ صفحہ ۶۴ سے لے کر ۹۲ تک فرق مراتب تقویٰ و علم و عمل و ضمنی حدیث فضل العالم الیٰ کا بیان پڑا اور یہ تحریر ایک مکتوب ہے جو حکیم ضیاء الدین صاحب راجپوریؒ کے نام ہے۔ صفحہ ۹۲ سے لے کر صفحہ ۹۶ تک مثل بظاہر الحدیث کا بیان ہے۔ یہ مکتوب مولانا نصر اللہ خاں کے نام ہے۔ صفحہ ۹۶ سے ۱۰۳ تک پادریوں کے اعتراض کا جواب ہے جو تندر نکاح کے بارے میں تھا صفحہ ۱۰۳ سے ۱۲۲ تک تحقیق الیٰ حرام کا بیان ہے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۴۶ تک ایک مکتوب درجست امکان و امتناع نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مکتوب قاضی محمد اسماعیل منگھری کے نام ہے۔

لے جا رہا ہوں کتاب کے سطور کے بارے میں ان میں ہر ایک صفا کا ذکر کیا جائے۔

صفحہ ۱۵۶ سے صفحہ ۱۵۳ تک قرآنہ فاتحہ خائف الامام کی بحث ہے۔

صفحہ ۱۵۳ سے ۱۵۶ تک ایک خط مولانا فخر الحسن گنگوہی کے نام ہے جس میں تحقیق کلی منکر انوع کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۰ تک واسطی العروض کے موضوع پر ایک مکتوب ہے۔

یہ مکتوب بھی مولانا فخر الحسن گنگوہی کے نام ہے اور اس کے آخر میں یہ تحریر ہے:

”اس چند سطور رقم زدہ ام ہیں از لحاظ اس نام یا نقل اس نام حضرت مولانا احمد حسن صاحب (امروہی) نیز ضرور باید فرستاد“

صفحہ ۱۶۰ سے لے کر ۱۶۳ تک تحقیق مختصر در بیان حدیث متشابہ ہے اور یہ

مکتوب گرامی حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۶۳ سے لے کر ۱۶۸ تک تاکید و تردید در فضائل جماعت و سنیت بہت

رکعت در تراویح کا بیان ہے۔ یہ مکتوب منشی حمید الدین صاحب بیچو منجلی کے نام ہے

اس مکتوب کے آخر میں یہ تحریر ہے:

”در ضایع التراویح از تحریر جموخیالات فارغ شدہ ام“

صفحہ ۱۶۸ سے لے کر ۱۶۷ تک ستر و غضب کے در بیان فرق کا بیان ہے۔

یہ مکتوب بھی حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۶۷ سے لے کر ۱۶۷ تک جواب اعتراض اہل تشیع ہے۔

صفحہ ۱۶۷ سے لے کر ۱۸۳ تک ایک شعر کا مطلب ہے اور یہ تحریر ایک مکتوب

کی شکل میں مولانا منصور علی خاں مراد آبادی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۸۳ تا ۱۹۱ اشارات اہمالیہ در بحث امکان نظیر کا بیان ہے۔

صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳ تہذیب فقہ پر حل تھیازی از انالکندوس ہے۔

صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۶ ایک مکتوب گرامی ہے جس کے مکتوب الیہ کا پتا ذیل سکا۔

صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک مولانا عبدالمعز زامرو کے نام ایک مکتوب ہے۔

صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۶ نکات چند از علوم قاسمید (تفسیر بعض آیات میں)۔

صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۳ چند سوالات کے جوابات ہیں۔ صفحہ ۲۱۳ سے لے کر اختتام کتاب

ان سوالات کے جوابات ہیں جو علماء مذہب امامیہ اثنا عشریہ امروہی نے حضرت کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

حافظ صاحب بھلاؤدی نے وفات سے قبل ایک وصیت نامہ فارسی زبان میں

لکھا تھا جس کا ترجمہ امجد علی مظہر بھلاؤدی نے کیا تھا اور اس کو مع ترجمہ شائع بھی

کر دیا گیا ہے۔ یہ وصیت نامہ ایک وعظ ہے جو علاوہ اعزاء کے تمام مسلمانوں کے لئے

مفید ہے۔ اس میں انہی ملوک کتب کا خصوصاً تصانیف و تحریرات حضرت مولانا محمد تقی

ناٹوٹی و حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالمغنی بھلاؤدی نے بتاريخ ۲ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

وفات مطابق ۱۱ اگست ۱۹۱۹ء بروز چار شنبہ وفات پانی سندھ جہی کے لحاظ

سے آپ کی عمر تقریباً ۸۳ سال ہوئی۔

اولاد آپ کے ایک صاحبزادے محترم سید محمد تقی تھے۔ ان کا تاریخی نام خوشید حسین

تھا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ اپنے صاحبزادے کا نام مولانا ناٹوٹی رکھنے

نام پر رکھا تو سادہ ہی سادہ اس کا پس لحاظ رکھا کہ تاریخی نام بھی تقریباً اسی طرح کا ہو جو مولانا

ناٹوٹی کا تھا۔ مولانا ناٹوٹی کا تاریخی نام خوشید حسین تھا تو نر بھٹاکر خوشید حسین اپنے

صاحبزادے کا نام رکھا جو مولانا ناٹوٹی کی وفات کے ایک سال بعد ۱۳۳۷ھ (۱۹۱۹ء)

میں پیدا ہوئے تھے۔

ان ہی صاحبزادہ گرامی سید محمد تقی صاحب کے صاحبزادے مولانا حکیم سید عبدالغنی

زید محمد ہیں۔ انھوں نے اپنے جدِ امجد کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان کی خدمت

کی ہے آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت ہیں۔

مولانا سید عبدالمغنی سے میری ملاقات میں حضرت بھلاؤدی سے ملاقات د

کر سکا تھا۔ ان کی وفات سے ایک

دو سال قبل ان کی خدمت میں ایک عزیز روزا کیا تھا۔ اس کے جواب میں انھوں نے اپنی

سخت علات اور نقل ساعت اور معدومی بصارت کا ذکر کیا تھا۔

میں اپنی طالب علمی کے زمانے سے یہ سنتا رہا کہ حضرت پھلاؤدیؒ مدرس اسلام پورہ جامع مسجد امر دہ میں درس رہے ہیں اور ان کو مقامات حریری کے کئی مقامات زبانی یاد تھے۔ تقسیم ہند کے کچھ دنوں بعد میں اہل علم مرتبہ پھلاؤدہ گیا تو مولانا پھلاؤدیؒ کے صاحبزادے محترم محمد سید قاسم صاحب اور پوتے محرمی مولانا سید عبدالغنی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ غالباً ایک دو دن رہنا ہوا۔ مولانا عبدالغنی صاحب نے اپنی ضایات سے بہت کچھ نوازا اور حضرت پھلاؤدیؒ کے کتب خانے کی سیر بھی کرائی اور ان کے کچھ حالات و واقعات بھی سنائے۔ اُن کا اکابر دیوبند خصوصاً حضرت نافقویؒ اور حضرت امر دہیؒ سے جو ربط تھا اس کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا۔ اس کے بعد بھی میں کئی مرتبہ پھلاؤدہ حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ تقریباً ایک ہفتہ رہنا ہوا اور بہت سے نواد کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ فراتذکرہ سیدہ کو بھی یاد پڑتا ہے کہ عربی کے دورے پھلاؤدیؒ کے وقت دیکھ لیا تھا۔ مولانا حافظ عبدالغنی صاحب کے کتب خانے میں حضرت قاسم العلوم و المعارف رحمۃ اللہ علیہ کا غیر مطبوعہ کلام بھی موجود ہے جو عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہے۔ جو عرصہ ہوا احقر نے ایک مقالہ حضرت نافقویؒ کی شاعرانہ پر لکھا تھا اور اس میں اس غیر مطبوعہ کلام کو درج کیا تھا۔ یہ مقالہ رسالہ دارالعلوم پونہد میں شائع ہوا تھا۔

مولانا عبدالغنی صاحب نے بتایا کہ مولانا نافقویؒ کے اشعار کا ایک اور مجموعہ بھی اس مجموعے کے علاوہ تھا جو کتب خانے میں موجود تھا اور اب نہیں ہے۔ چونکہ یہ نادر مجموعہ تحریرات و مضامین ذی استعداد اہل علم کے استفادے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے اس لئے فارسی زبان کے مضامین کے ترجمے کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعد میں اگر کوئی صاحب اس کا ترجمہ کرنا چاہا اور ان کو علوم قاسمیہ سے مناسبت بھی ہو تو وہ ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت تو ان مضامین کا شائع ہونا ہی بسا فیضیت ہے۔

اس سلسلہ میں اکثر نگہ یائے معرفت کی جگہ یائے مجہول اور یائے مجہول کی جگہ یائے معرفت ہے۔ قدیم طرز کتابت کے مطابق ہر جگہ گول تاقہ لکھی گئی ہے۔ اکثر جگہ حروف کو جاکر لکھا گیا ہے۔ بعض جگہ شش کے تین نقطوں کی جگہ آٹھ واؤ تحریر کیا گیا ہے۔ جگہ ایک مرکز لگا یا گیا ہے۔ ناظرین اس کا خیال رکھیں بعض جگہ کچھ غلطیاں بھی ہیں جن کی نشان دہی آخریں کر دی جائیگی۔ البتہ تمام غلطیوں کا استیعاب نہیں ہو سکا۔ چونکہ خود یہ کتاب خوشخط اور کافی حد تک صحیح ہے اس لئے کسی کاتب و کتابت کر کے کا شائع کرنے کے مقابلے میں سہولت اسی میں نظر آتی کہ اس کا عکس نہ کرنا شائع کرایا جائے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت قاسم العلوم و المعارف کے مختصر سوانح حیات اور اس مجموعے میں جن حضرات کے نام کتابت میں اُن کے مختصر حالات لکھوں:

قاسم العلوم و المعارف حضرت مولانا محمود قاسم شیخ اسد علی صدیقی نافقویؒ کے بالکل صاحبزادے تھے۔ ۱۳۳۵ھ (۱۹۱۷ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی پھر دہلی جا کر مولانا ملک علی نافقویؒ کی خدمت میں علاوہ حدیث کے تمام کتب و سیر پر مشتمل حضرت مولانا ملک علی ایک جید عالم اور قدیم دہلی کالج کے صدر مدرس تھے جو رئیس التکلمین مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا رشید الدین صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا نافقویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی فاروقیؒ ہمدانی سے خانقاہ منظرہ یہ دہلی میں دورۂ حدیث پڑھا۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بھی شریک درس حدیث تھے۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرینیؒ سے بیعت تھے۔ سلوک کے تمام منازل طے کر کے ان ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ جہاد و حریتِ مشرق میں آپ نے بھی حضرت حاجی امداد اللہ کی قیادت میں علمی حصہ لیا اور شامی کے میدان میں مجاہدین کی صف میں شریک رہے۔ حضرت مولانا نافقویؒ نے امن حاصل ہو جانے کے بعد مدراس کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ بیرٹھ میں مطبع مہتابی اور مطبع ہاشمی میں

تصحیح کلام بھی انجام دیتے رہے اور دوسری حدیث و تفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن استنادِ او کی بلندی سبھی کے لحاظ سے وہ سب ممتاز ہیں۔ آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امر وہیؒ (۲) شیخ ابوبند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندؒ (۳) حضرت مولانا حفیظ الرحمن گنگوہیؒ (۴) نواب تقاضی علی الدین فاروقی مراد آبادیؒ (۵) مولانا مسعود علی خاں مراد آبادیؒ (۶) مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب صدیقی امر وہیؒ (۷) حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی بھلا ڈوہیؒ (۸) مولانا عبدالعلی فریدی تاسمیؒ (۹) مولانا محمد رفیع فریدی فاروقی منظر گرجیؒ (۱۰) مولانا سید محمد علی صاحب بجنوریؒ۔

حضرت مولانا نور توئیؒ کے مریدین میں صرف ایک خلیفہ کا بچہ ظہور ہوا ہے اور وہ مولانا حکیم محمد صدیقی تاسمی مراد آبادیؒ ہیں جو بعد کو حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ بھی ہوئے اور حضرت گنگوہیؒ کے بھی۔ حضرت نانو توئیؒ کی بہت سی تصانیف ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد تھے جو دفتوں والا عالم و دیوبند کے بہتر ہے اور آج کل حضرت مولانا حافظ محمد احمد کے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد طیب تھے۔ دامت برکاتہم و آلہم و اولادہم و دیوبند کے بہتر ہیں۔ حضرت مولانا محمد تقی صاحب کے حالات میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانو توئیؒ نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا تھا پھر اس کے بعد مولانا مناظر احسن گیلانیؒ مرحوم نے سوانح تاسمیؒ بڑی تفصیل سے لکھی جلدوں میں لکھی۔ نیز بہت مختصر اور تذکرہ طمانے ہند اور دیگر کتب تاریخ و تذکرہ میں بھی آپ کا ذکر خیر اختصاراً کچھ تفصیل سے ملا ہے۔

حضرت مولانا نور توئیؒ کا وصال ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۷ء کو دیوبند میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ شمسی صاحب حضرت نانو توئیؒ کے وصال سے ٹھیک مہینوں بعد ممیٰ ۱۹۳۷ء میں فرزند قاسم سید کا یہ نوزائیدہ شائع ہو رہا ہے۔

۱۱

مکتوب ایہم کے مختصر حالات

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امر وہیؒ

حضرت مولانا احمد حسن محدث امر وہیؒ ۱۳۵۷ھ میں سادات رضویہ کے ایک مشہور گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امر وہی کے اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد حضرت نانو توئیؒ سے یہ کتب درسیہ پڑھیں پھر مدرسہ دیوبند سے بھی علمی ربط قائم ہوا تحریر و تقریر اور اندازِ تعلیم و تدبیر میں اپنے اساتذہ کرام کے بہت مشابہ ہونے کی وجہ سے تصویرِ قیام اور قیام ثانی کہلاتے تھے چنانچہ حضرت شیخ ابوبند نے آپ کی وفات کے فم میں جواشکر لکھے ہیں ان میں آخری مصرع جواہرہ تاریخ وفات بھی ہے یہ ہے ع۔

حک ہوئی تصویرِ قیام صفحہ دنیا سے لو

آپ نے ۱۳۵۷ھ (۱۹۳۷ء) میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور جامع مسجد امر وہی کے صحن میں جانب جنوب دفن ہوئے۔

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امر وہیہ آپ کی بہترین علمی یادگار ہے۔ آپ کے کھولتے صاحبزادے مولانا سید محمد عرف مولانا تاجتے میاں تھے جن کا ذی الجوارح ۱۳۵۷ھ میں وصال ہو گیا۔ ان کے کئی صاحبزادے ہیں۔

حضرت مولانا امر وہیؒ کے خطوط کا مجموعہ جو پچھلا وہ سے حاصل ہوا ہے اور جو نام مولانا حافظ عبدالغنی صاحب بھلا ڈوہیؒ ہے اس کے شائع کرنے کا بھی ارادہ ہے مولانا کی ایک کتاب تحفہ برائے اس کے امتزاجات کے جواب میں ہے اور پچھلا وہ کے کتب خانے سے مجھے مطالعہ کرنے ملی ہے جو قلمی اور فنی طور پر ہے۔ عرصہ چھ ماہ پہلے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت محدث امر وہیؒ پر نو قسطوں میں ایک مقالہ لکھ کر شائع کیا تھا ضرورت ہے کہ حضرت کی مفصل سوانح حیات شائع کی جائے۔ اخراجاتِ حمیدہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ پچھلا وہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب اُس تحریری مناظرے پر مشتمل ہے جو حضرت امر وہیؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور مولانا محمد حسن امرتساری نے سنہ ۱۲۰۰ھ کے درمیان ہوا تھا۔ ایک کتاب افادات احمدیہ نام کی شائع ہو چکی ہے جو چند طبی و تحقیقی مسما میں پیشکش ہے اور جن کو آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد رضوی مرحوم نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تصحیح کے ساتھ شائع کر لیا تھا اب یہ کتاب نایاب ہے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں فتاویٰ ہیں جو ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے ہیں۔

اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مسافر حج میں مولانا احمد حسن صاحب دہلوی شریک مسافر تھے وہاں استاد افاضت مولانا شاہ عبدالغنی مجتہدی فاروقی و معرفت دارا ابوہرہ سے مستحضرت حاصل کی۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر جی تھے جو معظروں میں بیت ہوئے اور ان سے خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی ابن عبدالرحمن گنگوہی

ان کے حالات زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ تربیت انویاظر جلد ہفتم میں آپ کا ذکر تحریر بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ، خاں دہلوی سے طب پڑھی تھی نیز انویاظر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولانا نانوتوی کے شاگرد ہی نہیں تھے بلکہ مسافر حضرت رفیق بھی تھے۔ سنن ابی داؤد پر آپ کا ایک عمدہ حاشیہ ہے جس کا نام تلیق الحمد ہے اس کے علاوہ آپ کے کتب دسیرہ چوتھی ہیں۔ آخر میں آپ کا پورے پلے گئے تھے۔ وہاں مطب کرتے تھے اور کانپور ہی میں ۱۲۱۳ھ (۱۸۹۶ء) میں آپ کا وصال ہوا۔

قاضی محمد اسماعیل منگلوری

آپ حضرت شیخ محمد محدث تھانوی کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے قاضی عبدالغنی منگلوری تھے جو آپ کے بعد پیشین ہوئے۔ ہندوستان کے دوشہ پور و معروف بالکاشام اصغر گوندوی اور دیگر آراہادی قاضی عبدالغنی منگلوری کے مرید تھے قاضی محمد اسماعیل اور قاضی عبدالغنی اپنے وطن منگلور میں سہارنپور میں مدفون ہیں۔

فتنی حمید الدین بیچرود سنبلی

آپ ایک اچھے ادیب و شاعر تھے بیچرود تخلص فرماتے تھے۔ آپ کو مولانا نانوتوی سے بڑا رابطہ و تعلق تھا اور مسافر حضرت کے ساتھی تھے۔ آپ کے کئی صاحبزادے تھے۔ ان میں حکیم ظہور الدین بخش سنبللی دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور افادات شرح مقامات حریری کے مؤلف تھے۔

مولانا منصور علی خاں مراد آبادی

آپ کے حالات بھی زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا معلوم ہے کہ حضرت نانوتوی کے شاگرد تھے۔ اور ذریعہ منصور نام کی آپ کی ایک تصنیف ہے جو چھپ چکی ہے۔ مدرسہ عباسیہ پھراون ضلع مراد آباد میں آپ درس دے رہے۔ آپ کے صاحبزادے حکیم مقصود علی خاں تھے جو جدید آباد کن کے افسر لاقبہ اور دارالعلوم دیوبند کے رکن مجلس شوریٰ تھے۔ مولانا منصور علی خاں نے کہ معظروں میں ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب دیوبندی

حاجی محمد عابد صاحب جن کو عرفاً ب نام میں حاجی محمد عابد حسین بھی کہا جاتا ہے دیوبند کے سادات رضویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۵ء) میں پیدا ہوئے جنے با اخلاق اور درویشانہ مزاج کے بزرگ تھے۔ تذکرۃ العابدین سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے قیام کا اہام و انقار آپ کے قلب میں ہوا جبکہ آپ مسجد سجدت میں چلے نہیں تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے مجتہدین ازواج میں ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ ایک مشہور عامل بھی تھے۔ آپ نے ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۳۱ھ کو ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی معرفت ایک مکتوب حضرت نانوتوی کو موصول ہوا ہے جو اس مجموعے میں شامل ہے مگر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے۔

لے حق تعالیٰ اور عیال اور بھی آپ کی تعالیٰ ہے۔

حکیم ضیاء الدین انصاری رامپوریؒ

آپ رامپور نہیاداران ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور اب تو بی خانان سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ محمد عثمان شہید سے بیعت ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ایک کتاب اُن کے حالات میں لکھی جس کا نام مونس بہجوراں ہے۔ مدرسہ صوفیہ کے کتب خانے میں یہ کتاب حضرت حاجی صاحب کے ذخیرہ کتب میں رکھی ہوئی ہے۔ احقر نے اس کا خلاصہ رسالہ تذکرہ دیوبند میں ایک مقالے کی شکل میں شائع کروا دیا ہے۔ آپ مجلس شریٰ دیوبند کے ایک رکن تھے حضرت حافظ ضامن شہید کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ کی طرہ رجوع کیا اور ان سے عنایت حاصل کی۔ مزید حالات اور سہ واقعات کا علم نہ ہو سکا۔ ۱۳۱۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا نصر اللہ شاہ صاحب

صفحہ ۹۲ تا صفحہ ۹۹ کا مکتب مولانا نصر اللہ شاہ صاحب کے نام ہے۔ یستعین بطور پرنسپل کہا جا سکتا کہ کون بزرگ ہیں۔ لیکن ہے کہ مولانا نصر اللہ شاہ خوشیگی خوجوی مصنف تاریخ دکن ہوں۔ انھوں نے ۱۳۱۲ھ میں انتقال کیا۔

مولانا عبدالعزیز امر وہیؒ

آپ مولانا احمد حسن مراد آبادی تلمیذ مولانا افضل حق خیر آبادی کے شاگرد رشید تھے۔ مدینہ مندرہ میں رہ کر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ مہاجر سے علم حدیث پڑھا۔ حضرت نافو توئیؒ سے ایک علم سلسلے میں تحریر بناؤ اور ہاتھ جو تناظرہ مجیب کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ حضرت مولانا تلامذات علی چشتی امر وہی کے مرید تھے۔ ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا۔

معاذین و محسنین

محرم الحرام مولانا ناصر عبدالغنی صاحب پھلاؤدی نیر کو طلبہ اوقات حضرت پھلاؤدیؒ سے پہلے شکر ہے کہ مستحق ہیں جنھوں نے ازراہ کرم فرما کر قاسم کا نسخہ طباعت کے لئے میرے سپرد کیا۔ وہ اس نسخے کو دیگر خطوط طاعت کی طرح مولانا پھلاؤدیؒ کی حیات کے اُس زمانے سے جبکہ وہ انھوں سے معذور ہو گئے تھے نہایت حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے تھے مولانا پھلاؤدیؒ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالغنی صاحب زید مجدہم ہی کو اس نسخے کی حفاظت کرائی اور محض اپنے فضل و کرم سے مولانا کو یہ توفیق دی کہ انھوں نے اپنے جہادِ جمعی کی کتابوں خطوط، مضامین اور تحریرات کو حوزہ زلوجاں بنائے رکھا۔ ایک کچھ مکان میں یہ تمام اہم کتابیں نوادرا اور تبرکاتِ مقدسوں سے موجود ہیں۔ تقریباً ۹۰ سال کے عرصے میں کتنی سخت بارشیں ہوئی ہوں گی اور کتنے مکانات گرے ہوں گے جس کی وجہ سے کتنی رستائیں اور کائنات ضائع ہوئے ہوں گے لیکن اسکو اللہ کی رحمت اور حضرت مولانا پھلاؤدیؒ کی کرامت کہیے کہ آپ کی تمام کتابیں اور کائنات خصوصاً فرما قاسم کا یہ نسخہ کچھ مکان کی بچی بچت کے نیچے ہی محفوظ رہا!

میں مولانا حافظ محمد امجدی صاحب میرٹھی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مولانا کو اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مزید توجہ دلائی۔

میاں مولوی مہتاب الحق قاسمی درجہ لکھنؤی سلم نے بھی اس کتاب کے حصول کے سلسلے میں میرے برابر میرٹھا اور پھر پھلاؤدیؒ کی کچھ کتاب کو اور اس کے ساتھ تنویر النبراس اور مکتوبات حضرت محدث امر وہیؒ کو حفاظت کے ساتھ اور وہ لانے ان کے مضامین سے آگاہ کرنے میں اور پھر اس کتاب کی ترتیب میں میری بہت مدد کی۔ مولوی حافظ محمد یوسف امر وہی سلم نے اس کتاب کا مقدمہ اچھا لکھا اور فہرست مضامین کے لکھوانے اور تیار کرنے میں میری کافی مدد کی۔

میاں ڈاکٹر شامہ فاروقی سلم نے اس کتاب کا پہلا عکس اپنے اہتمام سے تیار کرایا

اور اس کی جانچ کی بیجاں افضال الرحمن فاروقی پھیرا لونی اور شیخ عبدالرحیم حسہ ناگیوری نے بھی اس کتاب کے عکس کی جانچ کی اور اوراق پر غبر ڈرائے۔

اس کتاب کے دوسرے عکس اور طباعت کی تکمیل کے سلسلے میں مکرم محمد احمد خاں صاحب مالک جتوہ برقی پریس نے پورا پورا انتظام فرمایا مگر یہ محو طبعین صاحب بن حاجی محمد حسین دانے نے بھی اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مجھے بڑی مہربانی بہم پہنچائی۔ فاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری داماد شیخ الاسلام حضرت مدنی جملانا محمد راشد صاحب بجنوری اور میاں انیس احمد فاروقی ملتان نے بھی اس کتاب کی تدوین و تکمیل میں مجھے کافی مدد دی۔

عزیز میاں نعلی عباس عباسی کے اہتمام میں یہ نسخہ جتوہ برقی پریس دہلی میں شائع ہوا۔ میرے اجاب میں ماسٹر حاجی غلام الدین صاحب بھی قابل صد شکر یہ ہیں جنہوں نے میری آنکھوں کی معذوری کے عالم میں میری رفاقت اور نصرت فرمائی اور کئی مرتبہ اس سلسلے میں دہلی کے سفر میں میرے ہمراہ رہے۔ میں ان سب معاونین کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

۲۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

۱۶۔ اپریل ۱۹۲۰ھ (پہلا شمارہ)

محمد حسن شاہ شہید، اردو بہ (ضلع امرتسار)

فیسم احمد فریدی امر وہی

الکھبر سدا منت کہ محمود بیعدیل سے ہے

فرائد قاسمہ

کفر صید بنی از ابرار مقرر فرام آوردہ

در ساک محمد آرمہ نظر زور ز قلی خستہ دل گردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ

سوال علما۔ دینین محمدی وورشائے علمین عظیمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
 ارشاد فرمایا کہ تعینت اوس شرک کی کیا ہے جسکے سبب شرک الیہا نجس
 ہو جاتا ہے کہ اوسکا ذبیحہ درست نہیں ہوتا اور اوسکا نکاح مسلم سے نہیں
 ہو سکتا اور وہ شرک ایسا امر ہو کہ مختص بہ شرکین ہو اہل کتاب میں نبایا جاوے
 اوساطے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابیہ سے نکاح مسلم کا ہی
 درست ہے حالانکہ وہ امور شرکیہ جو عام اہل اسلام میں شہود میں اذنین اہل
 کتاب اور شرکین شریک میں جیسے شرکین کا قول ہے اللّٰہُ نَدَاتُ
اللّٰہُ ایسا ہی اہل کتاب کا قول ہے عزیر ابن اللہ و مسیح ابن اللہ؟

شکرین اور کمالی غیر الٰہی کے لئے ہیں جعل الالہات الا للہ والحمد للہ
 کتاب ہی ایسا ہی کرتے ہیں انت قلت للناس اتخذوا فی وادی العین
 من دون اللہ بانکد و نون فرق اپنے معبود و نون مستقل فی التائیر او غایت
 معظّم نہیں جانتے صحیح مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے قال کان المشرکون
 یقولون لیکمال الشہدات لک قال فیقول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ولیکم قذی قد یقولون الا الشہدات حوالہ تکلمک
 وما ملک الحدیث ولئن سنئلہم من مخلوق السموات والارض
 لیقولن لخلقمن العزیز العلیم الا یہ اور عبدہ غیر اللہ کو کسی دونوں
 ذریعہ کرتے ہیں عبادت کرتے ہوں یا تعظیما مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم تعظیما اور
 تخیل کرتے ہیں اور ظاہر ہیں ہے کہ اور کمال سجدہ سجدہ عبادت نہو اسلے
 کہ اور کئی عقیدہ میں غیر اللہ غایت معظّم نہیں ہے پس یہ قصد غایت تعظیما
 نہو کا ظاہر مولانا شاہ عبد الغنی صاحب تفسیر غیری میں یہ مفہوم نہو تا
 کہ سجدہ غایت تعظیما اور ذلیل ہے لائق ہے کہ غایت معظّم کو ہوس لکر
 غایت تعظیما نہو تو سجدہ عبادت ہے والا سجدہ تخیل بالجمہ و تہیقت
 شرک مطلوب البیان ہے کہ جسے شرک اور کمالی متاثر نہو جاوی اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

لفظ تعمرسانی جو نا اہل کتاب کا بزم شکرین کا امتیاز کہنے کا فی نہیں معلوم نہو تا
 اسلے کہ اہل اسلام میں جسے جو عقائد شکر کیر کہتے ہیں باوجود اقرار اسکی
 حکم شرک اور پرگنا یا جاتا ہے علاوہ اسلے مار کا عقیدہ پر ہے ساقوز زبانی پر
 بیوا تو جروا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جواب لفظ شرک مثل لفظ تصور و معنوں میں باصطلاح اہل شرع
 استعمال نہو تا ہے جن میں سے ایک معنی دوسرے معنوں سے عام ہے اور دوسرے
 معنی خاص غرض جیسے اصطلاح منطق میں تصور کہ دو معنی میں ایک عالم ایک
 حاصل ایسے ہی اصطلاح شرع میں شرک کہی تو مقابل سوحد بولاجا تا ہے اور
 یہ معنی عام میں اور کسی اس معنی کے ساتھ مفہوم الذی لربوبت الکتاب کی
 قید پڑا کر اور اس عالم کو خاص کر لیتے ہیں اور شرک بمعنی ثانی اہل کتاب کے
 مقابل میں استعمال کرتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ تفریق ہے کہ اہل کتاب
 ذیحدہ رہتے شرک انہیں کتابی سے نکاح دیتے۔ شرک سے ذریعہ
 نہیں جو کہ ذریعہ تخصیص نہو کہ بیان سے او سطر طار ہے جیسے تصور کے
 تخصیص کی وجہ مقابل تعین یعنی جیسا وہ ان تصور معنی مقابل تعین کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۵
 بہ نسبت تصدیق کے تصور جو ناظر صاحب کو بیکہ حصول صورت و ثمان نظر ہے
 ایسی ہی بہانہ آنا شرک شریکین معنی ثانی میں بہ نسبت اہل کتاب کے ظاہر و باطن ہے
 اسکے بیان وجہ کی طرف توجہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ثانی اس بات کا
 بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفریق حکم ذیچہ و حکم کفر بطور معلوم کیوں
 کی گئی چہ نسبت سے نابکار و کفار ہم سبابت میں معتبر نہیں خدا کی باتیں خدا
 ہی جانی یا اوستکار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مگر بقدر فہم ناسا معلوم
 اول تو خیال فرمائے کہ اہل کتاب تو مثل اہل اسلام موافق تورات شریف
 علی العموم خدا ہی کے نام پر فرج کیا کرتے تھے اور اگر کسی نے شاذ و نادر کسی غیبی
 نیت سے فرج ہی کیا تو بوجہ ندرت ایسی ہی قابل اعتبار و لحاظ نہ تھا جیسے شیخ
 سدو وغیرہ کی نیت سے بہانہ اہل اسلام بعض مقامات میں شاذ و نادر فرج
 کرتے ہیں اور اس وجہ سے ذیچہ اہل اسلام میں شامل نہیں کیا جاتا دوسری وجہ
 ایمان ایک کلی شکل ہے جس کے لئے مزاج کثیر و زمین میں سے وہ مزج جس سے
 نجات عن الخلود فی النار شروع ہوجاتی ہے وہ نواہل اسلام ہی کے ساتھ
 مخصوص ہے اس صورت میں مراتب بالاتر تو کوئی نہ کرنا کسی ساتھ مخصوص نہیں
 پر مراتب اسلافہ اور اقوام میں ہی موجود ہیں غرض نجات عن الخلود اور چیز ہے

۶
 اور ایمان اور چیز ہے موافق اشارہ — آیت لا تستفیع نفساً اجماعاً
 قیامت کو ایمان تو کفار میں ہی ہوگا پرتختات عن الخلود ہوگی بالجہ مراتب
 سا فلذا ایمان برج سے جو نسبت بہ اہل کتاب میں پایا جاتا ہے باین وجہ کہ
 ایک کتاب خداوندی پر تو ایمان رکھتے ہیں اور اس مرتبہ ایمان سے عمدہ تھا جو
 مشرکین میں ہوتا ہے اور اگر فرض کروا زمین ایمان بالکل نہیں ہوتا تو ان
 ہی رعاسہل ہو گیا برحال زمین ہوتی ایمان زیادہ ہی اسکے قابلیت اتحاد و
 اختلاف ہی زمین بہ نسبت مشرکین زیادہ نکلی اور دیکھا تو سرمایہ حلت
 اصل میں تقرب الی اللہ ہے زمین بانگ و شریک نہیں اگرچہ بوجہ امور
 خارجہ وقت ارتداد اوس اصل پر نظر نہیں کجا تو خدا بوجہ ثالث سے
 انشا اللہ تعالیٰ واضح ہوا جاتا ہے سبیری وجہ یہ ہے کہ تورات و انجیل میں
 بشارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مندرج نہیں مگر یہ بات کہ آپ صدق
 ان بشارات کے ہو سکتے ہیں یا نہیں بعد ملاقات تواتر و حسب سلاطین
 و اختلافات کثیرہ تصور ہے اسکے اس قدر اختلاف روا رکھا گیا کہ کتاب سے
 نکاح جائز ہونا کہ بعد استماع اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تطبیق اون
 بشارات کی اور کو سہل ہوجایا اور ہر زمینیت کی محکومیت اور اوستکا

شاعر ہونا ظاہر و باہر ہے مگر چونکہ صورت معلومہ دوسرا اندیشہ تہام و کتابہ
 سے نکاح کر سیکے نہ سکر کو اجازت نہوی علی ہذا القیاس و کئی کہانی کہلانی میں
 ایک نوع اختلاف کی امید تھی جس سے مقصود معلوم کی امید گونہ نظر آتی تھی
 البتہ مسلمان ہو کر قرد ہونے میں وہ امید قطع ہو جاتی ہے بعد وضع منقبت اسلام
 پہل اسلام و مشاہدہ و استماع احوال سنیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص
 مرتد ہوگا تو باعث او سکا بجز لعنت و عناد اور کفر نہ ہوگا اس صورت میں وہ
 اختلاف موجود جب کشف راز اور باعث و توضیح حقیقت الحال سمجھا گیا تہا
 اسباب میں یکا نظر آیا ان اولیاء اسلام کو انکی صحبت سے گمراہ ہو جانی کا اندیشہ
 تہا اسلئے اس پر بھی نظر نہیں کجائی کہ علت علت بدستور عرض منقبت
 مقررہ جسکے طرف آیت قلی فیہا اثمہ کبیر و منافع للناس و انہما الکبر
 من فعضہا شیعہ ان احکام میں غلبہ علل منافع و مضاریر نظر ہے واللہ اعلم
 اجواب یہاں ایک سوال نہیں بقدر الفاظ مندرجہ استفسار سوالات سمجھتے
 مگر چونکہ الفاظ باعتبار اغراض و احکام متحد معلوم ہوتی ہیں اسلئے باعتبار اغراض
 و احکام سوالات مسطورہ کو تعداد اصلی سے کم میں لاکر عرض جواب کی طرف
 بنام خدا متوجہ ہوتا ہوں پر بطور تمسید اول بہر گذارش ہے کہ استعمال الفاظ

درج ذیل الفاظ میں تہا کی تفسیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرفوعہ کسی اپنے معنی حقیقہ میں ہوتا ہے کسی معانی مجازی میں پر معانی حقیقہ میں
 اگر استعمال کئے جائیں تو اوسکے پر دو صورتیں ہیں ایک تو بہر کہ سوا معنی مراد
 اوں الفاظ کے تھے اور کوئی معنی ہی نہیوں ایک ہے کہ او معنی ہی ہوں دوسری کہ
 ایک لفظ کے کئی معنی ہوں اور ان معانی میں سے کوئی معنی مخالف مقاصد شرع
 ہوں تو ایسے لفظوں کا اصل سے استعمال کرنا ہی ناجائز ہے اسی پر کچھ موقوف ہیں
 کہ معنی مخالف مقاصد شرعیہ مراد ہوں تو استعمال منع ہے تہا تو نہیں سند
 اس دعویٰ کی کلام الدین موجود ہے فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا لقولوا
 راعنا و قولوا نظرنہا دیکھتے راعنا گو عربی میں نظر نا کہ مراد ف یا مشاہدہ
 ایضے ہے لیکن یہودیوں کی اصطلاح میں یا عربانی زبان میں دشنام تھی تو ان
 منع فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لفظ سے خطاب مت کیا کرو
 بلکہ راعنا کی جا نظر نا کہا کرو دیکھتے غیر زبان کے معنی پر ایسے مواقع میں جسکے
 تو زبانکے معانی تفسیر کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا دیکھتے اسما اور اعلام مشتقہ میں ایک
 وضع جدید ہوتی ہے اور بائیمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع قدیم
 سابق کا لفظ لیا اور عبد اللہ و عبد الرحمن کو احب اللہ ما نزل یا اور ملک
 الاملاک کو انقبض الاسما علی ہذا القیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اولیٰ زبان کو گوئے ایسے ناموں کی تغیر اور تبدیل فرمائی جتنکے معانی اصل کے خلاف ناموں کو کفر
 و شرک یا بد اخلاق یا بزرگی و بڑائی کا ہونا تھا یا بد گفتنی کا موم ہونا تھا چنانچہ
 ماہران حدیث شریف پر واضح ہے الغرض ایہام مذکور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی یہی نظر ہے جیسی خدا تعالیٰ نے کما فرمایا اور سب باعتبار معانی الفاظ
 مشترکین بہر مکمل ہے تو وہ لفظ جسکے معنی واحد و جردن پر مخالف مقاصد تشریح
 ہوں ایسے لفظ کا کسی معنی صحیح میں مجاز استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا
 و جہاں وہ سب ہے کہ الفاظ کثیرۃ المعانی لغویوں کے سب معانی باہم اجنبی اور
 متباین ہوتے ہیں ایک کو دوسری سے کہہ علاقہ نہیں ہوتا اگر علاقہ ہوتا ہے تو
 اتحاد لفظ کا علاقہ ہوتا ہے اور معانی مجازی اور حقیقی میں علاوہ اتحاد لفظ کوئی
 اور علاقہ ہی ہوتا ہے جس پر مدار تجویز ہوتا ہے مگر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا خواہ
 معانی — حقیقی صحیح میں ہو خواہ معانی مجازی عمدہ میں و درحرف متصور ہے
 ایک تو یہ کہ تعین محکوم علیہ ان الفاظ کے سیاق کلام سے ظاہر ہو چکے ہوں گے
 زبیر قائم شدہ سو یہاں ظاہر ہے کہ محکوم علیہ زبیر ہے اور او میں کیں سطح کیں
 نہیں غرض ایک تو یہ کہ بالیقین موصوف ان اوصاف کا تعین معلوم ہوا
 ایک بہر کہ تعین محکوم علیہ سیاق کلام سے ظاہر ہوگا و واقع میں تعین جو سوشل

پہلے ہوں
 تو میں

پہلے ہوں
 تو میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اول میں تو ایسے الفاظ اگر ایسے محکوم علیہ کی شان میں استعمال کئے ہیں کہ ادا کی شان
 میں ایسے الفاظ کا استعمال بارادہ معنی ہیچ ممنوع ہو تو دوسری معانی حسنہ میں ہی
 اور کما استعمال بوجہ مذکور ممنوع ہے اور شکل ثانی بارادہ معانی قبیحہ تو ممنوع ہی
 ارادہ معانی حسنہ ممنوع نہیں اسلئے کہ ارادہ معنی حسن کو کہہ برائی نہیں مگر
 برابہ تو ایہام معنی قبیح برابہ جسکی وجہ سے استعمال بطور مذکور ممنوع ہے
 سو یہ ایہام جیسی متصور ہے کہ اور کو تعین محکوم علیہ کی خبر ہوا اور جب محکوم علیہ
 متعین نہیں تو کہہ برائی نہیں غرض جب کوئی فساد خارجی نہیں تو پھر شہادت
 انکار اعمال بالذنیات عند اللہ ایسی الفاظ کا معانی صحیحہ میں استعمال
 ممنوع نہیں اگر کھل اشعار دیوان حافظہ و دیگر کلمات بزرگان جو اس قسم کے ہیں
 حسنہ اور موضوع اور محکوم علیہ کوئی کلام کا خود خداوند کریم ہے تو بانو جہ کہ
 سیاق کلام سے تعین محکوم علیہ معلوم نہیں ہوتا تو بوجہ ایہام معانی قبیحہ جو اکثر مقامات
 ظاہر ہوا کی کو تحریم وغیرہ نذرنا چاہئے کہ جیسے تہنید مہدی ہو چکی تو اب التماس ہے
 کہ شہادت مندرجہ سوال متعلقہ جہ شریف میں ہو و احتمال میں ایک ہی بہر کہ تشبیہ
 عاشقانہ اور مضمون شاعرانہ ہو دوسری جہ کہ تشبیہ عاشقانہ نہ ہو بلکہ شمشادہ جو
 یا بعض الفاظ میں معنی حقیقی ہوں جیسا غار مگر عالم یا خونیر خلیق کہ کلمہ الفاظ

جہاوت وغزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اطلاق ان الفاظ کا آپ پر ممکن ہے
گویمان ہی دو احتمال میں ایک نو بیہ کہ مجھانہ ہو سو بیہ محاورات کلام سے مرکز کوئی
مراؤ نہیں کی سکتا یعنی معنی مجاہدان الفاظ کا استعمال صحیح نہیں دوسری یہ کہ دشمنانہ
چنانچہ ظاہر ہے بالجملہ پر موزون ہے اتنا فرق ہے کہ تشبیہ عاشقانہ ہو تو کفر نہیں
اور دشمنانہ ہو تو استعمال الفاظ مذکورہ نسبت ذات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کفر صحیح ہے یہی بہ بات کہ کفر نہیں تو پر لیا ہے چونکہ ایہام تو بین اور تو بین کفر
تو ایہام مذکور کلام ہو گا مثلاً لباس کفار اور شعائر کفار میں فقط ایہام کفری میں
کفر نہیں تو عند الضرر ہے علی بذالقیاس یہاں ہی پہنچتے ہاں اتنا فرق ہے کہ
ملاحظہ شعائر عند القضا موجب کفر ہو سکتا ہے اور ایہام الفاظ مذکورہ موجب
کفر نہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ استعمال الفاظ موزون جیسا معنی تحقیق میں شائع ہے
ویسا ہی معانی مجازی میں پر شعائر میں یہ بات متفق نہیں شعائر اسے کہتے ہیں
کہ کسیکے ساتھ مخصوص ہوا اور چمکداس وجہ سے ایہام میں تخفیف ہوتی ہے تو درست
میں ہی بقا پر تخفیف ہوگی مگر یابن نضر کہ نام موجب اذیت خاطر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ہو گا اور یہ ممانعت لاجل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اونکی اونی اذیت ہی
بکلم از الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ وانعم اللہ

عذابا

toobaa-elibrary.blogspot.com

عذابا ہمیں ناموجب لعنت ہے اور باعث عذاب کیونکہ اطلاق یو ذون سے
پرستم کی اذیت اسمیں بھی جاتی ہے اسلئے درجہ حرمت سے بھی اوتر کر یہ ممانعت
حکد کر امت میں داخل ہوگی بلکہ بانوجہ کہ بہندہ الفاظ موجب اذیت میں اور شعائر
میں کوئی اذیت نہیں وہ تحقیق حرمت جو بوجہ کی ایہام ہی اور شدید ہو جاوے گی
حرمت شعائر سے بڑھ جاوے گی اور اگر یابن خیال کہ ایہام تو بین ہے کوئی قاضی یانتے
ایسے گوگو کو کافر ہی تو چندکان بعید ہی نہیں ہاں عند اللہ نیت پر درکار ہے واللہ
اعلم بما فی الصدور بالجملہ ایسے الفاظ عاشقانہ کا استعمال ایسے محبوب نیرانی
کی شان بنگرہ بعد تجرید معانی باحصل سبک محبوب کمال ہے ہاں وجہ کہ موہم تو بین
اور شعر تشبیہ و تساوی معشوقان موہم ہے جائز نہیں ہاں اگر محبوبیت ایمانی مجربیت
جسمانی معنوق ہوتی تو مضافا یہی تھا کہ چر نسبت خاک را با عالم پاک محبوب بنا
وایمانی و دیہی حضرت رسول ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کہا اور مردان خوش نظر اور
زنان پری پری گیکر آخری قصود اس محبت دنی کا فضل شیع ہے اور مقصود اعظم
محبت ایمانی کا قرب خدای فریب اور ظاہر ہے کہ ایہام اسباب میں ایہام مقاصد
و شامخ سندرج ہے ہاں وجہ الفاظ متشابهہا کا ایسے موقع متبرک میں استعمال
کرنا اگرچہ نیت فاضل فاسد نہ ہی ہرگز درست نہیں اور مقضای محبت نہیں کہ

ایسے الفاظ نازیبلسے اظہار مافی الغیبر کر کے بجای التفات خداوندی صلے اللہ علیہ
 مور و من خداوندی و غضب نبوی صلے اللہ علیہ و سلم ہوں یہ تو جو اتحاشیہ
 متعلقہ ذات شریف کا جو دعویٰ محبت مثل عاشقان صوری اور کسی ترکیب سے ہی
 یعنی سائل نے ان تشبیہات راہیکے بعد ان کلمات کو لکھا ہے جو بغرض تعظیم
 نبوی جاتی ہیں بغرض اظہار محبت مثل تشبیہات مذکورہ نہیں ہونے اگرچہ بعضی خاص
 تشبیہ بہ عنوان الغرض سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ یہ کہنا کیسا ہے کہ خدا محمد کو لکھا
 اور خدا ہو گئے بہر چار سوال متواتر ان کلمات سے متعلق ہیں جو بغرض تعظیم اور
 اظہار عظمت مراتب محمدی صلے اللہ علیہ و سلم ص کے مجہان نادان بولتے ہیں
 سوان الفاظ کی اطلاق اور قسم کی بول چال کا حال اور حکم ہی وہی ہے جو
 الفاظ تشبیہیہ سابقہ کا ہی مگر ان علت مانعت میں فروجہ اور اسلئے وجہ مانعت
 میں ہی تھا و تشبیہیہ بنامی کا مانعت الفاظ سابقہ بہام تو ہیں نبوی صلے اللہ علیہ و سلم
 تھا اور وجہ مانعت الفاظ تعظیفیہ تو ہیں خداوندی ہے غرض سوائے خداوند
 رفیع الدرجات کے ہر ایک کے ترکب کی حدیث ہے اوس حدیث کہ شافعیہ میں اوسکی تو ہیں
 اور اوس حدیث سے ٹرٹنے میں جسکا ترکب اوس حدیث سے ملتا ہے اوسکی تو ہیں
 کیونکہ یہی کے رتبہ و لوگوں اگر اوپر کے رتبہ میں پہنچا یعنی نو بہر معنی ہوں کہ دو

برابر ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑو کو جو ٹوٹی برابری سے جب لکھا ہے اور یہ کیونکہ تو ہیں
 کہتے ہیں غرض رتبہ میں سے کہنا تا تو ہیں ہے اور یہی کے درجہ و ہونے برابر کرنا
 ہی کہنا تا ہی ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آرا و سلم کے رتبہ سے اوپر سوائے خدا
 اور کسیکا رتبہ نہیں سوا اگر رسول صلے اللہ علیہ و آرا و سلم کو اپنی رتبہ محدود و معین
 ذرا ہی بڑا لگنے کو اسقدر رتبہ خداوندی بن گیا و داخل کر گئے اور اسقدر رتبہ
 خداوندی کی سچو داخل سمجھا جاتا گا اور اسقدر شرک حقیقتی لانہم ایگا اور سب جاتی ہیں
 کہ شرک سب بڑا گناہ ہے اور بجز توبہ اور اسکی مغفرت کی کوئی صورت نہیں اور
 وجہ شرک سب ایسی ہی ہونیکے وہی تو ہیں خداوندی ہے جسکی توضیح میں ہے
 فراغت پائی اور ظاہر ہے کہ تو ہیں خداوندی اور تو ہیں نبوی صلے اللہ علیہ و سلم
 میں اسقدر فرق ہے جسقدر خدا میں اور رسول صلے اللہ علیہ و سلم میں مگر کسی
 اہل ایمان کو اس میں تامل نہوگا کہ رسول صلے اللہ علیہ و آرا و سلم باہم ہی غفلت و وقعت
 مراتب خدا کے ساتھ یہ نسبت نہیں کہتے یہاں اگر رتبہ بنامی تو عبد میں اور
 عبودیت میں نہ ہے جسکے حقیقت خاکساری اور بجز و نیاز اور اظہار تذل ہے
 سو جتنا کوئی سوا خدا کے عالی مرتبہ ہوگا او میں نسبت اور کوئی یہ نہیں بناؤ
 ہوگی اور ظاہر ہے کہ خدا میں من بانو نکا و ہم نہا ہی عقل کے نادانی ہے اگر

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۵

کسیکے خدا کی نسبت ایسے خیالات ہوں تو اس کے کفر میں کیا تامل ہے انھوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا اور رفیع الدرجات غنی عن العالمین سے کوئی
نسبت نہیں تساوی تو دیکھنا یہ ان الفاظ میں کہ خدا محمد ہو گیا اور محمد خدا ہو گیا
ایہا مدمد رکنا اس بات کی تصریح ہے کہ خدا اپنے رب سے معزول ہو گئی اور اولیٰ کا
رتبہ گنہ گار کیا علیٰ ہذا لقیاس اہل لفظ میں خدا جسم ہو گیا اور محمد جان ہو گئی اس لیے
تصریح ہے کہ محمد کا رب خدا سے بڑا ہوا ہے اور خدا کرتبا ونصے گستاخوں ان الفاظ
میں کسی استعارہ صحیحہ اور تشبیہ صحیحہ کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی احتمال بعد کیا
کہ بیان ہی وہی محبت اور محبوبیت مراد ہے تو ہنسنے والا کہ مراد قابل ہی ہو چکا ہے
بات انصاف طلب ہے اور قابل غور ہے اہل انصاف و فہم کو اس کے سننے
کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس میں تامل فرمیں گا کہ کلمات مذکورہ میں اگر صحیحی
محبت اور محبوبیت ہوں تو میں خداوندی بہ حال لازم آتی ہے وہ بات ہے
کہ باہم کے خطبات میں لفظ تو اور تم اور جناب اور حضرت اور قبلہ وغیرہ الفاظ
خطاب میں فرق کرتے ہیں تم کو نسبت تو کے اور جناب کو نسبت تم کے اور
حضرت کو نسبت جناب کے بہتر سمجھا کر موقع تعظیم میں استعمال کرتے ہیں اور
ہر لفظ میں بہ نسبت سابق کے تعظیم اور بہ نسبت مابعد کے تو میں خیال کرتا ہوں

مظہر

مقصود بہ حال ایک ہوتا ہے یعنی مصداق کلمات مذکورہ ہر طرز ذات واحد
مخاطب ہے بہر بہ تعظیم اور تو میں بہ تحقیر الفاظ اور یکہ نہیں کہا جاتا معنی کی طرف گزرتا
منسوب نہیں کر سکتے بہر جب ہم اور تم باوجود اس اتحاد نوعی اور اشتراک مقام
بشری اور حوالہ ضروری اور عیوب مقرر کی کہ ایک نہوڑی ہی ہوتے کسی پتے
اپس میں اتنے اتنے بار یک فرقوں پر نظر رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر لڑتے
رتے ہیں تم کی جگہ اگر کوئی تو کہہ دے تو اس کے چہری مارین یا آپ نہ کہہ پاتین
تو خداوند مجید مالک ہر جزو کل رفیع الدرجات غنی عن العالمین ہا رہا کہ جو جس کے
ایک کن میں لاکہ ایسے عالم پیدا ہوں لاکہ ایسے ایسے غارت ہو جائیں اسی الفاظ
یا ذکر ناخنکے معنی تحقیق ہے جاتین تو میں تک کفر تو میں لازم آتی کیونکہ جو تو میں
نہوگا انھوں نے الفاظ مذکورہ میں اول تو گنجائش استعارہ و تجویز نہیں اور نہ ہی
تو ایسی جیسی بی بی خلیفہ یا مذکورہ باپ اور باپ بیٹے کو بوجہ شہر گری و نور و نوش
جو اصل میں باپ کا کام ہے یا بیٹے کو بوجہ محبت و ہزارگی نہ جہ کی بی بی
بوجہ نگہداری آتی نان مالک لہلہ کا رسے اب یہ فرماتے اس میں تو میں اور استہزا
نہیں تو اور کہتا ہے اور کون سے عاقل نے اس قسم کی باتوں کو بی ضرورت روا
رکھا ہے لیکن اس قسم کے الفاظ کے استعمال کی وجہ مبالغت جو اس کے کہ نہیں

کہ اگر خداوندی بی تو ایاہمیکا تو ایہام تولد ہوگا علی بذالقیاس کوئی صاحب
 فرماتین تو ہی کہ اگر ایہام مذکور اسقدر موجب مانع ہے اور ایسا موجب استہزا
 اور توہین سمجھا جاتا ہے تو کیا استہزا اور توہین سے احتراز فقط آپس ہی میں ضروری
 خداوند فرج الدرجات کی نسبت اقسام استہزا اور توہین سے احتراز ضروری نہیں
 باہم کی ان رشتہ دار توہین اگر فرق ہے تو ایک رشتہ کا ہی فرق ہے اور سب یا توہین
 اشتراک ہے انسانیت اور لوازم انسانیت ضروریات بشری جو اچ امکانی میں
 برابر ایک رشتہ رشتہ کفر و پرہیز استہزا اور توہین بھی جاتی اور خدا کے ساتھ
 باوجود اس فرق کے کہ کسی بات میں اشتراک تو کیا نسبت اور نسبت نہیں ہیں اس
 ایہام چھین کہہ استہزا اور توہین نہوا لغرض حسی زوجیتہ ورنہ ہونا یا باپ ہونا
 یا زوجیت اور بہن ہونا وغیرہ باعتبار حکم شرع کی سطح جمع نہیں ہو سکتا اور
 اس وجہ سے ایہام مذکور ہی موقع ہے خدائی کے ساتھ نہ ہونا اور ہم ہونا اور
 محمد کے ساتھ اس خدائی کی ہوتی بندہ نہ ہونا اور خدائی اور وہ ہونا اگر ممکن تھا
 نہیں ومان تو بہ احتمال ہی ہے کہ خدا اپنے حکم کو بدل ہی بیان کی بات ہی نہیں
 جو بدل دیتی اور نظر ہے کہ خدا تعالیٰ کی توہین اور اسکے ساتھ استہزا سب میں
 بڑو ک حرام ہے شرک میں برائی ہے تو اسی بات کے برائی ہے فعوذ باللہ من

خدا تعالیٰ

ہذا الخرافات اہل ایمان کا کام نہیں اور بی ایمانوں سے کلام نہیں لیکن تماشائے
 کہ آج کل عیان ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل اور توہین سے
 تو اسقدر مخترزہوں کہ خدا کی سلفی ہی عاجز نگاہوں خدا کی توہین میں ہجرت
 کہ اللہ اللہ خداوند کریم ہدایت کری اور اسی لغویات سے بچائی علی بذالقیاس
 اس لفظ میں کہ خدا میرا منہ چوم لیتا ہے اول تو خداوند پاک سبح قدوس کی
 نسبت اس بات کا ایہام ہے کہ اوسکے جسم اور لب اور منہ اسی میں جیسے ہمارے
 دوسری خواہش ہوس کرنا کا ایہام علی بذالقیاس خدا کے عاشق اور اپنے قریب
 ہونے میں خدا کی طرف تو فیقاری کا ایہام ہے اور اپنی طرف خدا کی مخالفت کا ایہام
 ہے ہی بھہ بات کہ عشق معین مجھ ہے جبکہ خدا کی نسبت ثبوت کلام اللہ
 میں موجود ہی ہوا اسکا جو ایسی ہے کہ اتحاد معنی محض خیال تمام مردمان کو ہم
 جنکو ہم مراد و بھیتی ہیں وہ باہم مراد و کم ہوتے ہیں نظار میں حسن و جمال
 میں مراد و ہی گر نظر غور سے دیکھتے تو مراد و میں تفاوت حسن و صفت
 اصنافی ہے اگرچہ نظار معلوم نہوا اور جمال صفت اصنافی نہیں شرح او کی ہے
 کہ جمال اوس کیفیت کو کہتے ہیں جو جملہ اعضاء یا ارکان ضروریات کے کئی
 پیدا ہوتی ہے چنانچہ جملہ ہونیکا مقمور ہے لفظ جمال سے ظاہر ہے مویہ

toopbaa-elibrary.blogspot.com

کیفیت تو شریعی میل کے ساتھ رہتی ہے اور جن اوصاف کیفیت کو ادراک کو کے
 خوشی اور محفوظ ہو سکتے ہیں جنہاںچہ حسن لائق ہونا اس بات پر شاہد ہے
 اور ظاہر ہے کہ یہ بات دوسروں کی دیکھنے یا لائق ہوتی ہے اور دوسروں کے مستحق
 مگر چونکہ خدا کی صفات دوسروں پر موقوف نہیں تو جمیل تو خدا کو کہتے ہیں اور جن میں
 نہیں کہتے سب سے ہی بہانہ تراویں معلوم ہوتا ہے اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ تراویں
 نہیں ایسے ہی اور انفاظ میں جو نہیں کہ تراویں معلوم ہوتا ہوا واقعہ نہیں ہو
 جب تک بقیداً تراویں معلوم نہیں ہو تک عرف ظاہر پر ہر دو سا کر کے ایک لفظ کی جگہ دو
 لفظ کو خدا کی نسبت بولتے ہیں احتمال تو میں ہے اور توفیق شرعی کے ہی
 میں یہ ہر دو جتنی دین مقرر ہے کہ اسمی الہی توفیق میں تو اس کی ہی وجہ ہے
 سوال تو احتمال تو میں ہے اس مانع کی لئے کافی ہے دوسری تحقیق مفہوم
 عشق اور محبت سے ہی ہوتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں لفظ جہدی جہدی ہونے کی
 موضوع میں ان بوجہ تلامذہ یا قاعارن جو اکثر مواضع میں مشہور ہیں ظاہر ہو
 تراویں معلوم ہوتا ہے حب اور جذبہ دانہ کو کہتے ہیں اور نرم کو بولتے ہیں جو وسط
 اور تہہ دل میں ہوا کرتا ہے سو محبت تو اوصاف کیفیت کو کہتے ہیں جو وسط قلب اور
 تہہ دل میں دوسری چیز کی نسبت ہوتی ہے اور عشق اور جذبہ کو کہتے ہیں جو ہوا

افرن

عرو میں عشق پیمان کہتے ہیں جو جیسے سبزہ مذکورہ و جوار کی ایشیا پر
 چاروں طرف سے لپٹ جاتا ہے اور جن چیزوں پر لپٹ جاتا ہے اگر وہ از قسم
 سبزہ ہوتی ہیں تو اسکو سکھا دیتا ہے ایسی ہی کیفیت مذکورہ تہہ دل کے
 جوش مار کر کیفیات باقیہ کو دبا لیتی ہیں اور گویا نیت نابود کر دیتی ہے اور
 اور شخص کو جس کے دل میں عشق ہوتا ہے سکھا دیتی ہے غرض اوصاف کیفیت کو فقط
 لپیچتے تو محبت ہے اور اس مفہوم کے ساتھ لپیچتے کہ اور کیفیات کو دبا لیتی ہے
 اور صاحب کیفیت کو سکھا دیتی ہے تو اسکو عشق کہتے ہیں سو اول اول گرد آتے
 خداوندی میں ہوتو ایسا ہے جیسے اور اضافیات علم اور قدرت اور نیک تسلیم
 میں جیسے تردد نہیں بوجہ شہادت کلام ربانی امر اول کی تحقیق میں ہی قابل
 نکرنا چاہتے اور ارشاد ثانی کو خدا کی ذات پاک میں تسلیم کیجئے تو یہ میں ہوں
 کہ خداوند پاک نغوذ باندہ مجبور اور معذور ہے تعالیٰ اللہ عنذ اللہ علو
 کبیراً الغرض استعمال لفظ عشق میں ایہام تیسراری اور اضطرار ہے جس سے
 خداوند پاک مندرہ اور پاک ہے باقی رہا بہر حال کہ میری مغفرت گناہ کرنے سے
 ہوئی اگر میں گناہ نہ کرتا تو میری مغفرت نہ ہوتی اس جملہ کو اس بات مجبور
 کرنا چاہئے کہ بخشش گناہوں کی معافی کو کہتے ہیں فقط جن میں داخل کر سکتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۱
 نہیں کہتے اور یہ بات چونکہ جی نہیں سوائے الفاظ اگر کسی گنہگار سے نکل جائیں
 تو درگداز نہ رہے اور یہ احتمال کہ نسبت میں داخل کرنا گناہ پر تو توجہ اگر سبب
 کلام سے ظاہر ہو چنانچہ ایہام شاعرانہ اسی غرض سے ہوتے ہیں تو یہاں ہی وہی حکم
 کیونکہ اس صورت میں اس بات کا ایہام ہی لازم آئیگا کہ گناہ خدا کے نزدیک توں ہے
 او طاعت مردود اور زمین قطع نظر مخالفت قرآنی اور احادیث متواترہ اور یہاں کی اور
 استخفاف شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کفر کا انوار اور منکر ہے
 جو صفات کفار اور منافقین اور شعا مخالفان دین میں ہی ہے واللہ اعلم و علم
 اتم و اسلم و لہجہ مگر یہ ہے کہ اس جملہ میں اور باتوں ممکن ہیں اس طرح کی
 تکفیر اور تفسیق چاہتے مگر کہنے والوں کو خود احتراز لازم ہے اور اس بات میں بزرگان
 ریس چاہتے کہ اونکی تاویلات اور خیالات کو عوام کی عقلیں نہیں پہنچتی علاوہ دین
 بزرگان دین سے اگر اس قسم کے الفاظ صادر ہوتی ہو گئے تو غلبہ مجال میں دراصل جو
 او غلبہ مجال ہو جبر و مال عقل انسانی فروع القلم جو جاتا ہے باقی تقریباً سے اہل فہم
 فراست خود سمجھ گئے ہونگے کہ بعد ایہام نہ کور اور سب علاج قیض مفہوم و صحیح است
 مانعت شدید و ذہبیت ہوگی اس صورت میں استعمال الغضب اور ضم و غیرہ الفاظ
 قبیحہ کے معانی اصلیکہ قبیحہ میں کہہ نائل نہیں اور الفاظ باقیہ کی توجہ سے انکا

قبیحہ جہاں ہر کلمہ سے نسبت اور الفاظ کے زیادہ تر ممنوع ہوگی وللاعلیٰ
 تکفیرہ الامشارۃ
 در تحقیق تسلیم طغنیات کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم صباح ازہم اجرام
 الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین
 و خاندانہ النبیین والہ وصحبہ اجمعین بعد حمد و صلوٰۃ بہرگز اثر ہے کہ وجہ
 استغنا کہ پہر سبب میں آتی استفسار اس امر کا کیا کرتے ہیں جس میں کہہ چننا اور استغنا
 کسی وجہ سے مخفی و مستتر ہو جو بات بہر پہلو سے ظاہر و باہر ہو اسکا استفسار
 کیا کیجئے بائیان در رسد کی نیت اجہی مدرس کی نیت اجہی معقود علیہ یعنی در صورت
 و ادب و علم معانی و اکثر انواع معقولات مثل حساب و ہندسہ منطوق خمین نہ
 مخالفت عقاید اسلام ہے نہ ضروریات دین اسلام کا بیان بالیقین صباح و کلام
 محدود و معلوم بہر نہ معلوم باعث اشتباہ کیا چیز ہوتی جو استغنا کی نوبت آتی
 ثان وقت کار اگر غیر محدود و یا غیر معلوم ہونا تو وجہ استفسار جمہولیت معقود علیہ
 البتہ خیال بطلان اجارہ کا موقع تھا معقود علیہ اگر کوئی اجرام ہوتا تو مثل
 صدر الصدوری و منصفی و ڈوچی کلکری وغیرہ مناسب حکومتیں خلاف
 ما انزل اللہ حکم کر کے شرط ہے یا مثل تحصیل مسکرات و شراب و روشی ذرا کار

وغیر چنین جو کوئی گناہ یا وسایل گناہ پر اچارہ منعقد ہو کہ ہے تو کرمی و رسی ہی
 حرام ہو جاتی ہے اور اسی مدرسہ میں شریعتیہ جانیہ ہونا اور جو ہے یوں کہہ سکتے
 کہ چندہ دینا اور اسکے وصول میں کوشش و سعی کرنی گناہ کی تائید ہے بہر جا نیز ہو
 تو کوئی نہ ہو اور ایسے مدرسہ کے طالب علم کو زکاۃ دینے سے روکنا کہ ایسے لوگوں کو زکاۃ
 دینے میں سے شیعہ اور مجرہ می تصور ہے تائید میں یا اطاعت رب العالمین کی
 اس میں جو اصلی غرض عبادتِ مابلی ہے جسے کہیں کہیں اعمالِ شہادت خلقِ مکمل
 فی الارض سمیٹا ہمارے لئے مخلوق ہوئی۔ اور ہم شہادت و مسما
 خالقیت الحن والانس الالبعبدون عبادت کے لئے پیدا ہوئی تو یہ لایا
 قعد ہو گیا جیسے یوں کہتے کہ گھاس دانہ گھوڑی کے لئے اور گھوڑا سواری کے لئے
 سو جیسی ہر عاقل اس ارتباط سے بہرہ مند ہے کہ گھاس دانہ ہی سواری کے لئے
 ہی جو ہے کہ جو گھوڑا سواری ندی او سلو گھاس دانہ نہیں دیتے بلکہ گولی
 حوالہ کرتے ہیں ایسے ہی ہر عاقل دونوں آئینوں کے ارتباط سے بہرہ مند ہے کہ ان
 اصل میں عبادت کے لئے ہیں یہی جو ہے کہ جہاں بہر غرض بالیقین منعقد ہو جاتی
 وہاں سلبِ اموال کے اویان سابقہ سے لیکر اس میں تک اجازت ہے اور
 زکاۃ جو حکم خداوند خالق اموال و عبادت ہے کہ گھاس دانہ سے محروم رکھنا ان

صدقاتِ نافذہ میں خدا کی حکم کا واسطہ نہیں اگر کفار کو دی جائیں یا حیوان کے
 کام میں صرف کئے جائیں تو بتاویجہ جائز ہوتی کہ خدا کے حکم سے ہوتی تو خدا کی اطاعت
 کی جاتی اور چونکہ احکامِ شرع صفتِ حکومت و معبودیت سے متعلق ہیں تو اگر زکاۃ
 کفار کو دی جائے یا حیوان کے کام میں آئے تو یہ معنی ہوئے کہ اطاعتِ خدا و اہل عبادت
 میں جو معبودیت حقیقیہ اور حاکم حقیقیہ کی طرف سے بطور تقاضی اور کی بہر امانت ہو
 مان وجود عالم صفتِ خالقیت و ربوبیت سے مربوط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود
 حیوانات و بی آدم غذا پر موقوف اس لئے مقناصی صفتِ خالقیت بہرہ مند ہو
 یا کافر حیوان ہو یا آدمی آدم غذا سے اس کی امداد لازم ہے غرض ربوبیت عام ہے
 اس لئے رب العالمین ہونا خدا کا ضروریہ اور معبودیت بالنعلم خاص ہے اس لئے معبودیت
 کہلائیگا معبود المؤمنین و انکافین نہ کہہ سکیں گے بالاصل صدقاتِ نافذہ کا کاغذ نہ
 کی پیشکاری ہے اس لئے کفار و حیوانات ہی اور جسے شیعہ ہوں تو چند ان عبادت
 نہیں گواہی تو یہ ہو کہ مؤمنین ہی کو ملین اور زکاۃ و صدقاتِ واجبہ حکومت
 کی کارگذاری اور خدمت گاری ہے اس لئے منبگان عبادت شعا یعنی ہونا
 زراعت زراعت اور اسکے مستحق سے غرض تعلیم و تعلم علوم مذکورہ اگر غرض
 ہوتی تو یوں کہہ سکتے ہی کہ گوہر مومن کو مطیع ہو یا عاصی بوجہ ایمان جو اصل عبادت

زکاة دینی جائز ہے پر لحاظ اصلی اس طرف مشیر ہے کہ جو لوگ اموجور میں نہ تک پہنچ سکیں
 اوکھا محروم رہنا سے اولیٰ چہنباغی حدیث پر یا کمال طوعاً مکاتلاً الا شقی اسیر
 شاید اور اسی لئے زکاة کے تہہ ہی وہی لوگ اولیٰ میں جو تفتی و پیر نگاہوں
 علیٰ بذالقیاس معقود علیہ رس منقولت و علوم دین ہوتا تب ہی پر شہید ہو سکتا تھا
 کہ جب سے ملازمان سرکار کو لیکر کار پر اوکھے سے کہ لینا ممنوع ہے ایسی ہی ہوتی ہو
 جو ملازمان خاص اور بندگان باانتقام رس اللہ میں تعلیم علوم دینی پر جو
 بالیقین کار خدو ندی سے اجزہ کا لینا جائز نہ ہو سکتا ہے جو متاخرین نے
 اسپر اجزہ کے لینے کا فتویٰ دیا اور ابناہی روزگار اوکھے ہر وساپی اجزہ کو جائز
 سمجھیں اور چندہ دینے والے اور وصول کرنے والے باوجود حرمت نقد مذکورہ لے
 نواب تاید ہون الحاصل یا عبادات پر اجزہ کا لینا ممنوع ہے ہی وجہ ہوئی اجزہ
 صومہ معلولہ و ذکر شغل وغیرہ حرام ہوئی یا معاصی پر اجزہ کا لینا حرام ہے
 ہی وجہ ہوئی کہ اجزہ زنا و کبائتہ وغیرہ کی ممانعت ہوتی اور وجہ وہی ہے
 کہ محکوم کو نہ حاکم کی مخالفت پر کچھ لینا روا ہے بلکہ خود ہی الفت سے روا نہیں اور
 نہ حاکم کے تمیل حکم پر کسی سے لینا درست ہے کیونکہ وہ حق حاکم ہے تیسری مرتبہ عقد
 اجارہ یعنی نوکری ضروری کی ایک بہ صورت ہے کہ کار معقود علیہ کو اس مباح ہو

پر کسی امر حرام کا ذریعہ ہو مثلاً تعمیر کو کا مباح ہے پر تو بندہ رس و شوالو کو جا وغیر
 معاہدہ مخالفان دین اسلام یا جو جانا جائز ہے کہ وہ ذریعہ عبادت غیر اللہ سے
 یا لون کہتے کہ تعلیم ریاضی یعنی حساب و ہندسہ صرف و نحو و ادب وغیرہ علوم
 میاں اگر چہ مباح ہے پر ملازمین اسلام کے سوا ہی اور اس میں بطبع نوکری جا کر
 علوم مذکورہ کا تعلیم کرنا اس لئے جائز ہے کہ اجارات میں نیت ستمبر کا اعتقاد
 ہونا ہے ہی وجہ ہوئی کہ تو معاہدہ غیر اسلام ناجائز ہوتی اور ظاہر ہے کہ بحساب
 نیت بانیان مدارس الیہ اعلیٰ عبادات و حسنات تو معلوم البتہ بہ احتمال
 قوی ہے کہ ارتفاع علوم شرعی مقصود چہنباغی تنزل علوم شرعیہ جو بہ ترقی مدار
 جو سب کو معلوم ہے بعد لحاظ مخالفت دینی بانیان مدارس مذکورہ پر شاید
 اور اگر بد نیت نہ ہو تب ہی تنزل مذکورہ بوجہ ترقی مسطورہ احترام کے لئے
 کافی ہے اور اسے ہی جملے دیکھئے اگر نیت مدرس ہے تعلیم علوم مذکورہ سے
 تاید ذرا سب باطلہ یا ترویج عقاید فاسدہ ہوتی تب ہی احتمال حرمت
 عطا چندہ و سعی چندہ بجای خود تھا اگر جب مستفتی خود بہر کہتا ہے کہ وجہ
 تخصیص علوم مذکورہ مدرس کی طرف سے فقط احتیاط ہے تو موافق ارشاد
 المنفق من تنفق الشبہات البسائس تو اس قابل ہے کہ اوکھے قدم یعنی اور جا

تذقیق پر ایسے مدرس سے بہک ہو سکتا ہے کہ اوکے دل میں خیال ابطال غناید
 دین ذوالجلال آئے بائمبر وقت معین کا مجدد و پر خدا جانے وہ کونسی بات ہے
 جسے مستفی خواہان تفسیح اوقات موجب ہو ایسے ہی سوالات لائق تر شرفی
 ہوتے ہیں جنہاں حدیث قطب جو سائل نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
 شترگم شدہ کی نسبت پوچھا کہ اسکو بکرا لین یا بون ہے چوڑو دین تو اپنے پیغمبر کو
 پوچھا یا فرمایا مآلک و معہ خذاء و سقاہما او کما قال مان بہد بات البند
 قابل استفسار تھی کہ لفظ معقولات ایک لفظ عام ہے فقط ریاضی و منطق ہے
 اوسکے تلی داخل نہیں طبیعیات اولکلیات اور الہیات حکمتہ ہی اسمین داخل ہیں
 اوظاہر ہے کہ اکثر مسائل علوم مذکورہ مخالف عقاید اسلام میں بہراونکا تعلیم
 و تعلم جائز ہو لوگوں کو جو تصحیح عقد مذکورہ کیجئے اور چندہ دینے میں نامل کیجئے
 اور اگر فرض کرو لفظ مذکور عقد میں علم نہیں یا تعلم تعلیم علوم مذکورہ حرام نہیں
 تو ہمیشہ میں نیست کہ سباح ہو مضمون بعد سے پہر ہی دوسرے جواب کی اسکا
 پہر ہی گنجائش نہیں ہاں کیسی طرح تعلیم و تعلم مذکور کا عبادت ہونا ثابت ہو تو
 کیون نہیں سوتستی نے تو نہ پوچھا ہم خود بنوعصی صحت عرض کرتے ہیں سنتے
 اگر کوئی باوجہی بہ شرط کرے کہ میں گوشت وغیرہ سالن بچاؤ کرونگا روٹی

نہ بچاؤ کرونگا تو کوئی دیوانہ ہی خیال عموم لفظ گوشت بون نہ بچاؤ گا کہ اس میں سگنہ نہ ہوگا
 یہی گوشت انگیا اور اسکا کھانا پکانا حرام ہے اسنے باوجہی مذکور کے نوکری نا جائز ہو
 ایسے ہی عموم لفظ معقولات سے خیال بطلان علوم مذکورہ مقدم درس مدرس مذکور کے
 حلت میں متامل ہونا کو دینوں اور ہمیوں کا کام ہے عقد سے اگرچہ جاہل ہی کیون نہیں
 افس قسم کی تین با پنج منوع نہیں البتہ پھر بھیج کہ امور سباحہ بذات خود مستوجب ثواب
 ہوتی ہیں نہ موجب عذاب مگر جب امور سباحہ وسیلہ حسنات یا ذریعہ سیئات ہوں
 تو ایسی طرح حسنات و سیئات کی ذیل میں منسوب ہو جاتی ہیں جیسے او بول کر ٹری
 کہانیکے حساب میں بیٹے جیسے مہینی پر مشلہ کہا نکا حساب کرتے ہیں تو او بول کر ٹری کے
 دام نکا کر بون کہا کرتے ہیں کہ کہنا ناغہ میں ٹیڑا اور کہنا میں اتنا صرف ہوا سب کا حاصل
 بہہ ہوتا ہے کاشیاء مذکورہ ہاں وجہ کہ ذریعہ حصول طعام ہوتی ہیں طعام ہی کے میں
 داخل ہو جاتی ہیں ایسے ہی امور سباحہ بعد تو مسل حسنات و حسنات کے میں داخل
 ہو جاتی ہیں اور بعد تیسب سیئات کے حساب میں محبوب ہوگی جنہاں سب کد طرف
 رفتار اور ناز کے لئے انتظار پر جو ثواب ناز ملتا ہے اسکی ہی وجہ تو ہے کہ امور مذکورہ
 ذریعہ حصول ناز یعنی نفاصلوۃ با جماعت ہیں ورنہ کون نہیں جانتا کہ رفتار کسی کام
 ناز ہے اور نہ انتظار کیسی طرح ناز یا نیا زہ علی بذالقیاس لینا دینا پڑنا کھانا

گواہی شہادت جو بالیقین اصل سے صباح و روزہ امر و مذکورہ کسب طریح کسی مرتع میں
 جائز نہ ہوتی اگر ذریعہ اکل برہا و سود و خمر یا ہجرت میں تو اسے لغت کے مستحق ہو جائیں جو
 اصل میں شایان سود و خمر اور ان کے اسطرح بوس و کثرت کی مباحث پر جو از پلا کے استجاب
 پوسر اولاد و شہادہ کے ذریعہ نہ ہو جائیں تو موافق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہا
 کے مساب میں و افضل ہو جائیں اور شرح کس طرف سے اطلاق نہا اور پھر کیا جائیگا حالانکہ
 بالبدلت ہر وہ غیر زانیہ تو یہ مکان سجد ہو جو عبادت سجدی جاتی ہے تو کیوں سمجھ جاتی ہے فقط
 اسلئے کہ وہ عبادت و تحاشیہ ہے جسکا حاصل ہے کہ وہ سامان عبادت اور ذریعہ اطاعت ہے
 تعمیر عبادت ادا یاں بالذکر جو نخل معاصی شمار کیا گیا تو کیوں شمار کیا گیا فقط اسلئے کہ وہ
 ذریعہ عصیت اور سامان شرک و کفر وغیرہ ہے غرض کہ ان کی گنتی ہزاروں نظریں
 قرآن و حدیث میں موجود کتب فقہ و اصول و عقاید و تصوف میں مذکور ایک ہی ٹکٹے
 کہاں تک کہتے ہیں تعلیم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب و ریاضی و منطق میں کیا قصور کیا
 جو یہ ذریعہ علوم دین ہو کر ہی و افضل حساب علوم دین اور مستوجب ثواب کار دین ہوں
 صرف و نحو و ادب و معنی و بیان مختلفہ اور بد نولات اضافات متعددہ مثل فعالیت
 و مغولیت میں محتاج الیہ علم ادب الطالع لغات و صلوات و محاورات میں مفید اور
 علوم معانی و بیان قدر شناسی فصاحت و بلاغت یعنی حسن عبارت قرآن و حدیث

میں کار و ادب علم منطق کمال استدلال و دلائل خداوندی و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نافع
 اور ظاہر ہے کہ جو نسبت عبارت و معانی میں ہے وہی نسبت حسن عبارت اور خوب انداز
 میں ہوگی کیونکہ جو نسبت متعلق ہے تو یہ معانی سے مربوط ہے کیونکہ کلمہ کلمہ علم معانی و بیان
 تو جائز ہوا و منطق نا جائزہ صرف و نحو و ادب و معانی و بیان میں اگر مخالفت میں آسکا
 نہیں تو متعلق ہی اس عیب سے پاک ہے اور اگر اشتغال منطق ہو گیا وہ بعض افراد کے حق
 میں موجب محرومی علوم دینیہ ہو جائے تو یہ بات صرف و نحو وغیرہ علوم مسلمہ اللہ
 میں ہی بالبدلت موجود ہے غرض اگر تحصیل صرف و نحو و معانی و منطق سے توسل
 علوم دینی ہے تو یہ نیک علوم مذکورہ مستوجب ثواب ہوگی نہیں تو نہیں سو یہ بات نسبت
 بانیان مدرسہ و نیت معلوم و متعلین پر موقوف باقی کر کے فیض بزرگان دین میں کسٹھن
 بڑا کہا ہے یا بیان نظر کہا ہے کہ کہ فہموں اور کم فہموں کے حق میں اسکا مشغلہ تحصیل
 علوم دین میں حاجت ہوا سو اس وقت وہ ذریعہ غیر نزا و وسیلہ شر ہو گیا اور یا یہ ہے
 کہ خود بوجہ کمال فہم منطق کی ضرورت نہ ہوتی جو مطالعہ کی نوبت آتی اور عدم مخالفت
 معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ علم بظاہر ایجاد کردہ حکمای یونان ہے اور اولی ایجاد کئے
 ہوتی علوم کی مخالفت کس قدر یقینی ہی اسلئے ہے خیال دل میں ہم کیا یہ علم میں مخالفت
 دین اسلام ہی ہو گا ورنہ اس علم کی حقیقت سے آگاہ ہوتی اور اس زمانہ کے ہم ملانوں کے

الہام کو دیکھتے جو چوتھے ہی قرآن و حدیث کو لے بیٹھے ہیں اور باوجودیکہ قرآن کتاب میں اور اسکے آیات و اقصیٰ بینات میں فہم مطالب احکام میں ایسی طرح دھکی کہاتے ہیں جیسی فتنایہ روزی ہوتی انہی دھکی کہاتے ہیں اور پرانوں خرابیوں دیکھتے جو ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں واقع ہوتی ہیں تو ہرگز یوں فرماتے بلکہ علمای جامعین کی برکات اور فیوض کو دیکھکر تو غیب میں شہرت و حسنیت بوجہ تو مسلم مذکور غیب سے فرماتی اور کیوں فرماتی وجہ علوم فلسفہ الہامی تو مخالف ت دین اسلام ہے چنانچہ فقیر حیات فقہا اسپر شاہ ہے سو فرماتے تو سہی منظر کا وہ کو مستلہ ہے جسکو یوں کہتے کہ مخالف عقاید دین اسلام و احکام دین و ایمان ہے مگر جب مخالفت نہیں اور وجہ مخالفت مخالفت تھی تو پورا اور کیا کہتے کہ بوجہ مخالفت حقیقہ علم مذکور فقط اتساب فلسفہ سے اور فقہا کو جو کا ہوا جو اسکو ہے ہمسنگ علوم مخالف سمجھ گئے رہا فتوایحییٰ الہام مستغنی آء با و راقہ اس سے حرمت منظر پر استدلال کرنا ایسا ہے جیسے یوں کہتے کہ ڈیڑھ ملیوں سے استخارنا جائز ہے اسلئے ڈیڑھ ملیوں کا الہام کرنا جائز نہیں اور اگر بالفرض والتقدیر تحصیل منظر بھی ہمسنگ تحصیل علوم مخالف دین و اسلام ہے یا لفظ معقولات ایسا عام ہے کہ ہر جگہ علوم مخالف کا مراد ہوا ہر فرد ہے تو یہ کیا حرمت محمد پر ہی لازم نہیں آتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیونکہ بعض اہل توحید جو غیر مشروع ہوتے ہیں جیسے زنا اور قتل ناحق اور بیعت اور ایک جہ سے غیر مشروع ہوتے ہیں تو ایک جہ سے مشروع ہی ہوتے ہیں مثلاً شکر مانعت کی طرف آیہ والشعراء یتبعہم الفأور والذوالنہم فیکل واد یتبعون وانہم یقولون ما لا یفعلون اور نیز آیہ وما علمناہ الشعر وما یتبعنہ اور سوا انکی اور آیات میں تفسیحات اور اشارات موجود ہیں اور حدیث لان ممتلی جوف احدکم فیصحا یرید خیر لامن ان یمتلی شعرا۔ اور نیز اور احادیث جو اسکے قیاس المعنی میں یا سپر شاہدین گریا انہم رسول الصلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا کے زمانہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہم ہر پڑھ کر اشعار پڑھا کرتے تھے اور سوا ہی اونکے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور جبریل قاصدہ باتت شعراء وغیرہ اصحاب کا آپ کے سامنے اشعار پڑھنا اور آپ کا خوش ہونا کتب احادیث میں منقول ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات حضرت سروکانات حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور ان لوگوں کو جنکے طرف بوجہ استماع و حفظ نصیحت اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور ان لوگوں کو جنکے طرف بوجہ استماع و حفظ نصیحت احتمال ملل جو تاہا ہر فقرہ ناما کہ حصہ صحاح المسلم اکثر ذکو معلوم کتب احادیث

مثل تجاری فیض و صبح مسلم اشعار مذکورین کتب فاسرین مثل فیضی شریف و
 مدارک و تفسیر کبر اشعار مسطور اور ہزار اولیہ کتب اور اولیاد و علمائے شعر گوئی اور
 شعر خوانی کا ثبوت مسلم و جہاں سکی کہ ہے وہی ہے کہ شعر و شاعری جمیع الوجہ منوع
 نہیں در نہ بعد از شاہ و الشعراء بیدبھم الغاؤن و جعلی العموم قسم کے اشعار
 مذمت پر دلالت کرتا ہے اور بعد مائتیلان کیمتلی المزج علی الاطلاق قسم کے
 اشعار کی مخالفت پر شاہد ہے ایسی مخالفت صریح اول سے آخر تک تمام اسناد
 اسناد میں شایع و ذالیح نہ جو جاتی اور ایسے ایسے ارکان بن یون مخالفت ظاہر ہو کر
 نہ بانہی مگر یہ ہے تو یہ کلام فقہار سے بنسبت علوم فلسفہ ایسی مخالفت علمائے مطلقہ
 سمجھ لینا اور نہیں کا کام ہے جنکو فقہ نامق خدانہ عالم فی عظام نہیں کیا صاحب جنوں
 زمانہ سے لیکر آغاز سلطنت عباسیہ تک جس علم فلسفہ یونانی سے عربی میں
 ترجمہ ہوئی لاکھوں اولیاد و علمائے ہیں اور گذر ہی جنکو علوم مذکورہ میں بھارت
 کا مہتمم اور ہی مولوی بار شاہ حسین صاحب راجپوتین اور مولوی عبدالحی صاحب
 لکھنؤ میں اور مولوی شکر الدین صاحب مراد آباد میں باوجود فتویٰ و دیندار کی علوم
 مذکورہ میں کمال رکھتی ہیں دلی میں مولوی ذمیر حسین صاحب ہی جنکو صلاح و
 تقویٰ میں اکثر و کچھ نہ تو یک ضرب البشاش کہتے تو جمہا ہی ان علوم سے خالی نہیں علمائے

ضلع بہا بنپور کی چھ ماہیتہ خود شہر ہے پہلی زمانہ کی سنتے مولوی شہید الدین صاحب
 مرحوم مولوی عالم علی صاحب مرحوم بدنون تک مراد آباد میں درس محفولت میں
 مشغول رہے مولانا عبدالحی صاحب مولانا اسمعیل صاحب شہید مولانا شاہ
 عبدالقادر صاحب مولانا شاہ فریح الدین صاحب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 مولانا شاہ ولی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا کمال علوم مذکورہ میں شہرہ آفاق
 حضرت شاہ عبدالحی صاحب محدث دہلوی اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 کا کمال علوم مذکورہ میں انکی تصانیف سے ظاہر ہوا ہے حضرت علامہ محمد اللہ
 تقی رانی اور علامہ سید شریف مصطفیٰ شرح مقاصد و شرح موافق اور علامہ
 جلال الدین دوانی مصنف شرح عقاید ملاحظہ لاجل جو تینوں کی تصنیف امام علم عقاید میں
 علوم مذکورہ میں ایسے کامل کہ لاکھوں کوئی ہوگا حضرت امام فخر الدین رازی حضرت
 امام غزالی حضرت شیخ محمد الدین عربی یعنی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہم جمعین کا
 علوم مذکورہ میں کمال ایسا نہیں جو انوی سے اعلیٰ تک کسی چھٹی ہو جب علیہ ایسے
 علمائے ربانی اور اولیاد کرام اور سلاو کوئی اور اکابرین دین علم مذکورہ کی طرف سے
 ملنقت رہے تو یا تو یوں کہتے کہ سب کے سب علمائے اتم و صحیح و حرام کے باہر
 مرتکب ہو کر مستوجب غصب الہی ہوتی یا یوں کہتے کہ مثل اشعار اگرچہ علوم مذکورہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ممنوع اور اصل سے مکروہ و حرام میں جیسے شعر میں انہماک اور اسکے چھپی ٹر جانا اور اسکو متعصود اصلی اور طلبو باہم بتائنا ممنوع ہے مطلقاً مشغلہ شعر میں نہیں جتنا پنجہ حدیث میں لفظ تملی اور سکی طوت مشیر ہے اور آیت میں استثنای الا الذین امنوا اس پر شاہد ہے ایسے ہی قبلہ ہفت اور کعبہ طلبنا لینا تو خشک نوع پر بفرض تشخیز اذنان یا بنجیال بدعتا بد باطلہ علوم مذکورہ کا حاصل کرنا یا بنینہ ہوا بطلان علوم مذکورہ کو ایسی دستاؤ کامل سے حاصل کرنا جو وقت و سزا سے کا بطلان ثابت کرنا جاتا ہو مگر ممنوع نہیں بلکہ شرط ایافت و حسن نیت اگر مستحب ہو تو بجا ہے جیسے بفرض انتصار یا تمیض بھلے بن تا تید علم تفسیر مشغلہ شعر مستحب ہو جا لے چنانچہ ابن فرہم پر شاہد عمری اور بدیہ عبد اللہ بن سعید سے ظاہر و باہر ہے مگر حرمین حبس کے مانعت قرآن و حدیث میں منصوص ہو جو بد مذکورہ یہ استنبہا آجاتا ہے تو وہ نہ نوعات جنکی مانعت قرآن و حدیث میں صریح نہ ہو فقط قیاس فقہا شعور ممنوعات پر اسکی مانعت کا منظر ہو کہو کہو بد مذکورہ شرط ایافت و حسن نیت مثل تشخیز ذہن بخصہ ذہن کو یا ایک قسم کی عادت ڈالنے میں سے یہ خالیو غماضہ عقاید و احکام کو جو بھیسے مستحب ہو جائینگے ہاں اگر کسی میں ایافت علمی ہو جیسے راج کل کہ وہ صاحب علم جو بد سوچی سمجھی شعور و علوم مذکورہ کو عملی اہللاق و حرام تبتلا میں

بجز انہ

یائیت درست نہ ہو مثلاً قبل طلب انہیں علوم کو بنا لے بطور مذکورہ لغو نہ بنائے یا ذریعہ بنائی تو علوم باطلہ کی تائید کا بنائی جیسے فرض کرو اور مذہب والی بغرض تائید مذہب یا مقابلہ اسلام حاصل کریں تو اونکے حق میں اگر مشغلہ علوم مذکورہ مکروہ یا حرام مطلق ہو تو بجا نہیں اور اس وجہ سے انکی حق میں درس علوم مذکورہ اگر اجرت لینا جائز ہو گا وہ آمدنی اگر کج بیع الوجوہ مکروہ یا حرام ہی تو دور از نقل نہیں اور اونکی حامی اور موثر تائید امر حرام کی مصداق ہوں تو لائق قبول ہے خاصکہ اور صورت میں کہ مستاجر مسلمان نہ ہو کسی اور مذہب کا آدمی ہو کہ کج فعل اجیر تابع نیت مستاجر ہو لے مثال درکار ہے تو بھیسے کار سہا فری چند و آخیز مگر کوئی شخص شوالہ مند جنوا تو کار تعمیر حرام ہو جائیگا اور مکان و مسجد تعمیر کرتے تو او حکم ہو جائیگا ہاں اگر نیت اچھی ہے اور ایافت کا مباحیغ خدا واد موجود ہو یعنی معلم و تعلم بفرض تشخیز ذہن یا بدعتا بد باطلہ مشغلہ اختیار کریں اور بد ذہنوں سے بیا بھی ہو مسلم اہلما بطلان پر قادیانہ و اہل ابطال کے بھیننے کی ایافت رکھتا ہو تو تحصیل علوم مذکورہ و اصل ثنوبات و حسنات ہوگی جتنا پڑھتے گزشتہ اس میں کافی ہے مگر جب یہ ہے تو بھیسے چندہ دینے والی ہوگی کہ وہ مول کر نیوالی اس وجہ مصعب بہ ثواب ہوگی اور پورا اسکے ساتھ یہ وہ جدیدی ہی کی جیسے ہند یوں کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ سنہ میں پہنچنا سنا۔ بعد ریاضہ از دین ملکن شریعہ ہے درس علوم دینیہ مراد آباد میں
 بعد قیام عالم علوم دین ممکن نہیں ہے جسے کوئی شخص مل کر لایا یا جہاز کا نول دیکھے عارض
 بیت المدکور میل یا ہند پر سار کرادے تو کوئی نادان ہی اس میں تامل نہوگا کہ کرادینے والی
 امداد کوچ کا ثواب نہیں ملتا اور یہ کوئی کھلیگا کہ اندر ریاضہ جہاز عرب میں پہنچ جائیکو تو یہ بلا غم ہی
 کہ سوار ہو جو اللہ سبحہ کی ہدیٰ اور سپر جائزہ والا میل والے بعض قول و حصول دنیا سو
 کرتے ہیں اور سپر میل اور جہاز میں چکر لگائیں جہا کوئی عبادت تبدیل نہ ہو صورت میں کہ فریضہ
 کو ثواب ملی تو کوئی کلمہ ایسی ہی کوئی عاقل اگر حجاب ہے کیوں نہوا سو میں تامل نہیں سکتا
 کہ در ضمن ندامت ہی بعض خوف و غم و پروردگار کو یہ قیام عالم شازادہ ہوا حرکت
 دینی و الیکو ثواب امداد دین اور روح نفوٹات نہ لینگا اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بعض
 درس فنون دانشمندی اگر کیم قیام ہوتا و سکونہ لازم نہیں کہ علوم دین کی درس کا ہی
 اتفاق ہوا کری اور سپر درس علوم دانشمندی کوئی عبادت نہیں سمجھتا مدرین بعض
 وصول خواہ درس میں مشغول رہتا ہے اس صورت میں خواہ دینے والیکو ثواب ملی تو کوئی
 گریہ ہی تو ہر سچی کریم الوان اور در بند بہر وصول کریم الوان کو شریعت حسنیت ثواب
 نطقے لے کیا سنی اگر یہ وہ ہے کہ سوال حرام ہے تو لپٹے لپٹے میضرت حرام ہے
 دوسروں کی تے سوال کرنا اور سعی اور غیب کر کے دلانا حرام نہیں اگر یہ ہی حرام ہوتو

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیمات خاص کر وہ جو اپنے زمانہ کے تمام جوان
 اور فلسفوں کی فریادی میں نغوذ باہر داخل سوال حرام ہو جائیں سو اس بات کو کھنڈل
 اہل اسلام میں سے سکھو جرات ہے اور جب دینے والوں اور دانی والوں اور سعی
 کریم الوان اور وصول کریم الوان کو جو وہ مذکورہ بالا ثواب ملا تو بے شک بہہ کار ایسا کہ بجز
 اور یوں نہوا شامت علوم ربانی اور تائید و تقاددا احکام حقانی تہذیبیہ اللہ بھلا سبیل اللہ
 میں ہی اول درجہ کا سنے کہ تو امداد قیام دین بلکہ علوم دین و تائید علوم دین و در عقاید
 مخالفہ عقاید دین تہذیب میں اگر تمام عالم مسلمان ہو جائی تو اعلیٰ کلام الہی حاجت پز
 یر علوم دین کی حاجت جو کئی تون رہتے ہے محض دیکھ تو میں اصل اور محتاج اللہ
 فردی علم دین سے بہرہ کوئی چیز نہیں اسلئے اسکی تائید اور ترویج میں صرف کرنا اسلئے
 درجہ کافی سمیل اللہ ہے اور اگر فرض کرنا تائید علوم اور ترویج عقاید یقینی کوئی فی سبیل اللہ
 نہیں کہہ سکتے بہر اطلاق اعلیٰ کلام اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کا رخا نہ کو
 اعلیٰ کلام اللہ ہے ہی بہرہ لگنا پھر لگا اور اسلئے اسکی بر بادی کے دینی ہونوالوں کو
 تہذیبیہ و عن سبیل اللہ جسکی خدمت سے قرآن و حدیث پر ہے سمجھنا لازم ہوگا
 یا اونسے ہی بہرہ لگنا سمجھنا جائیگا مگر میری سمجھ میں نہیں آتا ایسے مدرسہ کو کون بہرہ
 کہتا ہوگا اور کون اسکے دینی تخریب ہوگا کہ جس میں اکثر سبب نفوٹات کے طریقے جلتے ہوں

اور دوزخ میں مستحقوں کے بھی بڑھاتی جلتے ہوں اور اذیتیں کہیں کسی موقع میں لگ سکتی
 مسئلہ مخالف عقائد اسلام بلکہ مخالف راسے اگر برائیاں گویا مخالف اسلام نہ ہوں تو اسکی
 تروید کیا یعنی کجا ہی مان کوئی گنہگار و مدسین با بدخواہ و دین پانی آنکھ نہیں خاک ڈالکر ایسی بات
 کہنے لگے تو کہنے لگے ہاں افسوس جہان دین کی ترقی اور علوم و دین کی ترویج کا کوئی سامان کہیں
 خدا کی تمنا ہے برہا ہوا تو شیطان یہ شیعہ و با زبان کہتا ہے کہ دیتا ہے جسکو مل جہاں ہے
 یہ زیادہ عزیز ہے اور کوئی دین کے لئے ایک سامان ہو جاتا ہے اہل ایمان کو لازم ہے کہ پھر تو فعل
 زمین اور زمینوں اور زمینوں اور زمینوں کو کوئی کہتا ہے اور کون تیز روئی کی باتیں کر کے
 دین میں رشہ انداز نہ رہتا ہے کیا قیامت ہے کہ ظلمت پناہ میں تو ہوں سہ سگری ہو گا میرا مہم چہ
 سہی کے جاتیں اور دین میں بہت کچھ ہے چھلین یا چھلین با جو خدایا ہی ماں ترقی ناسخ کے
 مجتہدین کفالی جاتیں اگر ایسے لوگ اپنی دلکوشیوں میں تو یہی نظر جو میں کہا ہوں یعنی ایسے
 کارخانہ کو کارخانہ تشریح میں سبب تخریب ہوں مگر نہ اور صلوات پر شل مجتہدین میں ہی
 و یحییٰ ہے اور کون نہ ہو سکتے سے عداوت ہے کسی محبت کا نتیجہ تو ہے وہ اہل محبت ہونا
 عزت کی محبت ہو یا کسی اور چیز کی محبت ہو یہ یہ سبب تین ذہن نشین ہو چکی تو اسکی
 کیا جاوے کہ ایسے ہر مسکے طالب علم کو نہ زکاۃ دینے یا نیچے شخص سمجھ گیا ہو گا کہ انکا ما
 فی سبیل اللہ ہے کہ قرآن میں مصارف زکاۃ کے مابین ذوی الارحام کا ذکر ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

انکے لئے کہ فضیلت اگر ہے تو امداد دین ہے اور فی سبیل اللہ خود قرآن میں بیان مصارف
 میں موجود ہے اسلئے یا خود کہ قرآن تخریف حدیث تخریف پر قدم ہے فی سبیل اللہ والی
 جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکورہ اللہ عزوجل کو تحصیل
 کرنے ہوں ذوی الارحام پر قدم ہوگی علاوہ ہر عقل اگر مسلم ہو تو اس پر شاہد ہے کہ ایسی بات
 سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے انہوں سے اللہ والی اہل دین تو بہتر ہے اور یہ کہ
 وہ لوگ جو ذوق ایمان رکھتے ہیں خدا کو واسطہ دار و کوا ہے عزیز تر کسی تخریب ہے میں
 انصار رسولیغ مباحرین کے ساتھ جو کچھ سلو کیا وہ انہوں کے ساتھ کہی گیا ہو گا یہی مباحر
 وہ اگر انہوں کو قدم رکھتے تھے تو انکے اپنے ہی فی سبیل اللہ ہی عزیز تر ایسے مدرسوں کی مالک ہو گے
 دینا انہوں کی دینے ہی زیادہ اولیٰ معلوم ہو سکتے ہوں دینی والی زیادہ دیکھیں برابر ہی کہیں
 برابر دیکھیں انکے تخریبوں پر کہیں کو دین تو ہی جو فعل ہی ہی سخر ہوں دینہ ایسا ہو سکتا
 حساب ہے حدیثوں میں آیا ہے خلاف فرمائے لگی کہ میں ہو گا کہ تہا ہے بھی کہا گیا ہے حدیث
 شریف میں آیا ہے کہ جن بندوں ہی یہ خطاب ہو گا وہ کچھ ایسا عرض کرینگے تو یہ کوک
 پیاس سے پاک کھانے پیسے سے برا اس پر خداوند تعالیٰ شانہ فرمایا گیا فلا تمیر اندہ ہو گا
 تو اگر اسکو کھانا نہ میری حساب میں ہوتا اتنی آب اہل فہم سے بہرہ بخش ہے کہ ایسی
 جینکا کھلا یا خدا کے حساب میں محسوب ہو سوا انکی اور کون ہو سکتے ہیں جو خدا کے

کام لگے ہوتی ہو یعنی وہ کام کرتے ہوں جن میں نیابت کی تجاویز ہوں یعنی خدای ہی وہ کام سرزد ہو سکے سو ایسی باتیں ہی تعلیم و ہدایت و قہر اعداء وغیرہ میں عبادت نہیں کیونکہ خدای عبادت متصور نہیں البتہ ہدایت اور تعلیم اور قہر اعداء اور نصرت اولیاء اور سکا کام ہے کون نہیں جانتا کہ موافق ارشاد و علم اہم الامماء معلمہ اصلی خدای ہے اور موافق ہدایت واللہ ھدی من لیسأ اللہ نادى اصلی خدای ہی اور موافق فرمان واجب بلذمان آیت ثلاث الا یام نذا ولذابین الناس اور آیت ان تصروا لیلہ ینصکھم ولقد نصرکھم اللہ بیدہ وغیرہ آیات نصرت ہی جسکا حاصل وہی متقابلہ ہے کہ بعد قہر اعداء ہے اصل میں خدای کا کام ہے باقی رہا جو شہید کھڑا علم علم کیلئے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اسکا جو اسی میں کہ جس نے اس کوئی شے کہے پھر کھڑا ہو گا اور کوہدایت کو روکنا اور یہ نہیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لوگ تو یہ پڑنا پڑ لینے اور دیکھنے حساب میں ہو جائیگا اور جسے سلمان اعلاء کلامہ کا صرف وہ اعلاء کلامہ اندی کے حساب میں محبوب ہونا ہے ایسے ہی یہاں ہی ہو گا مگر یہ صیاد باہا تملیک شرط ہے اسلئے چند تھوڑے مدین میں زکاہ دیا جائیگی تو زکاہ ادا نہ کی جانے میں مدین کو وہی باطلہ علم کو شرط لگا دے معرف زکاہ میں بعد تملیک اہو جائیگی اس سے زیادہ کیا ضرورت کچھ فضائل طلبہ علم اکثر اہل اسلام کے گوش خورد دہن اسلئے یہاں ہی تم لازم ہے

الحمد لله رب العالمین تمام شد فقط لتمامت احادیث الخیر المیزان اہل عرب
 ریح تعداد فی بسم اللہ الرحمن الرحیم آیات احادیث
 سوال اول حدیث کتاب بخاری شریف صفحہ ۴۴۳ سطر ۷ عن ابوہریرۃ عن النبی
 صلعم قال یلقى ابراہیم اباہ اور یوم القیمة و علی وجہ اور عنبرہ وقتہ
 فیقول لہ ابراہیم المر اقل لک لا تعصنہ فیقول ابوہ قال یوم لا تعصیت
 فیقول ابراہیم یارب انک وعدت انی ان لا تخیر فیوم یبعثون فانی خیری
 فیقول انی لا یعد فیقول ان فرحت الجنة علی الکافرین ثم امرت
 میں اور آیت فلما تبیین لہ انہ عدو اللہ تبڑ منہ میں تعارض ہے اور نیز آیت
 لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا اور آیت من الذی ینفخ
 عندنا الا باذنہ میں حدیث اور آیت اول میں اس طرح تعارض ہے کہ حدیث سے
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے اور آیت سے دنیا
 ہی میں تبری فرمانا ثابت ہوتا ہے اور جو تبری کی دنیا میں عدالت اور واقع ہوتی
 پہ آخرت میں آذر کو کونسی اللہ سے محبت ہوگی شہی جو اس کے محبت حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے دل میں ایسی مٹائی کہ بلا استعراج و اذن سفارش فرمائے گئے اور حدیث اور آیت میں
 میں اس طرح تعارض ہے کہ بدون ارشاد خداوندی کوئی شخص کسی سفارش نہیں کر سکتا

اور حضرت سے سفارش جاؤں میں غرض نفسہ کرنی معلوم ہوتی ہے مدد

جواب بلا لا انا عدو الله یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آؤ کہو خدا سے عداوت ہی
 پر نہیں کہ خدا کو اور اس سے عداوت ہی مگر قیامت میں آؤ کہ عداوت سبب محبت ہو جائیگی
 اور کیوں نہ ہو خدا کی محبت سب سے بڑی ہے دنیا کی محبتیں اور کسکو دبا یعنی ہن پر قیامت کو
 تکمیل تک نسیب و صہرہ نہ قطع ہو مگر القیامۃ اللہ اور آریہ جو بعض المومنین
 اخیرہ دل بہر محبت خدا سے دنیا کی محبت ایسی طرح زایل ہو جائیگی جیسے راکب لگا کے
 اوپر سے اتر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ روز قیامت کو کفار کے حق میں یوم الموعود کہا جرت
 ہے محبت مقصود نہیں اور محبت طبعی قابل زوال نہیں اپنی محبت طبعی ہی اور خالق کی محبت
 اور سے مقدم کیونکہ خالق تکمیل نہ ہو جو صرف یا جو صرف ہیں و نہ واجب میں اور
 نہ معدوم محض یا عدم محض میں و نہ متمنیہ یا محال ہونے میں مثل خطوط فاصلہ میں نیز فی الواقعہ
 وہ حدود و فاصلہ میں الوجود و عدم میں الوجود و المعدوم میں اور ظاہر ہے کہ اس
 صورت میں جسے خط فاصلہ کی حقیقت ایک لہ اضافی ہے یعنی انتہا۔ تو رشتہ اور کسکو
 کہتے ہیں اور اس سے زیادہ اسکی تعریف نہیں کیے ہی خالص تکمیل امور اضافی یعنی ہما
 وجود صرف ہونگی اسلئے اور کیا تعلق ذی شہنائی نفس پر موقوف ہوگا اور کیوں نہ ہونے کا
 تصور ہے تصور ذی شہنائی تصور نہیں اس سے زیادہ اور کیا چیز اس کے اضافی ہونے چاہیے

کر گی مگر یہی تو کمالات کا تعلق اور ذی شہنائی تعلق پر موقوف ہوگا اسلئے اپنی محبت ہی
 اپنے ذی شہنائی محبت پر موقوف ہوگی اور جو کہ ذی شہنائی جو ہر حق ہی اور اور کلمات خداؤ
 سے ایسی ہی نسبت ہے جسی شہنائی کلمات آفاقیہ کے ساتھ تو جیسے شعاعیں ہیں نسبت آفاقیہ
 اضافی ہیں کیونکہ کلمات کی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا بیان میں آسکتی ہے کہ وہ ایک پر تو آفاقیہ
 ایسے ہی وجود و موصوف ہیں بہ نسبت ذات خداوندی کی ایک لہ اضافی ہوگا اور اس وجہ سے
 اور کما تعلق ذات خداوندی تعلق پر موقوف ہوگا اور اسکی محبت ذات خداوندی کی محبت
 موقوف ہوگی اور کیوں نہ ہو اپنی محبت سب سے بڑی ہے کہ اپنا تعلق اپنے ہی ساتھ ہی ہو سکتا
 اپنی موقوف علیہ میں بہر جا ولی اور اول ہے بہر تفریق و تعلق ہی توجہ تعلق ہی ہر قوم ہے
 سستے خدا کا یہاں شادان اللہ لا یعجب الکا کہ میں موقع و شروری جو حقیقتی واقعہ ہی اسکا
 صد ما و اسکی جو سکنا ہے سبکی دلین خدا کی محبت ہو کیونکہ شروری جو محبت ہے سب ہی کا
 دل ٹرپ سکتا ہے اجنبیوں کو تو اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ نہیں محبت تو ہماری بلا سے
 اس صورت میں آؤ روز قیامت معدن و معدن سب کا بلکہ سب کا بلکہ سب کا بلکہ سب کا بلکہ
 تیزی زایل ہو جائیگی اور جو جنائت ہاتھ لگی تاشو کون نہیں جاتا کہ محبت خداوند
 فی صد ذات ایک عمدہ بات اور محبت خداوندی بہر طور لاپی تراعات باقی عبادت خداوند
 مانع محبت مذکورہ نہیں بلکہ بہر عقاب خود اور سی محبت پر ہی ہے البتہ مقصدنا ہی محبت

کہ مجھ کو اس کا حال نظر نہ عنایت ہوتی مگر اسکے ساتھ یہ یہی شرط ہے کہ رضامندی
 و نزو و محبت زیادہ تر سرمایہ عتاب ہوتی ہے گرجیسے یہ بھلا گفت نہ ضرور جبر عتاب
 ہو جاتی ہے جیسا ہی ہے و محبت اکثر باعث سفارش ہو جاتی ہے بالکل برسرِ کج خلقی یعنی
 عتاب و عنایت اور سفارش مقصودان طبیعت میں سے ہے اسکی مخالفت بالارادہ
 کیا جاتا ہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ اہل دل اور وقت سفارش سے باز رہتے ہیں جبکہ اوپر
 ہمانت ہو جاتی ہے وجہ ہوتی کہ کفار ک شفاعت کیجا آئیگی یہ نہیں کہ کوئی شفاعت
 نہیں ہو سکتی یعنی محال ہے بالکل مراعات محب خداوندی اور طبعی ہے پر کافر تو جو چہ
 سمانعت خداوندی شفاعت کی گنجائش نہیں مگر مراعات کہ شفاعت ہی میں نہیں
 یہ پیراہات حضرت ابراہیم علیہ السلام و اصلو و اسلام غور سے دیکھتے تو افرتم
 شفاعت نہیں بلکہ از قبیل طلب حق ہے یعنی ذرکی کیفیت معلوم کی جاتی سوائی
 سمجھ کر یہ عرض کیا کہ مجھ سے یہ وعدہ تھا کہ روز قیامت تجھ کو سزا نکر و گنا شفاعت
 ہوتی تو وعدہ کے خلاف کیا حاجت نہ ہوتی وعدہ کا جتنا خود اس بات پر شاہد ہے
 کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے حق کے طالب ہیں کیونکہ وعدہ سے الٹ کم کا حق
 وعدہ کہ نوالی نیتاں ہو جاتا ہے یہی ہے کہ انسانی وعدہ ضرور ہے اور ظاہر ہے
 کہ شفاعت میں اپنے حق پر نظر نہیں ہوتی اور اس وجہ سے قبول نہ کرنے سے وہ شخص

مترجم

جس سے سفارش اور شفاعت کیجی اور عتاب اور نشانہ تیرا دست میں ہو سکتا ہو
 سوال دوم حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲ پر عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
 ما من یخصد یدخل الجنة یحيا من یحجج الی الدنیا ولما قالوا ان الایم من الشہید
 یتفق ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشہ مرات لما یوی من الکرامة یتفق علیہ
 فاطلع علیہ یربعہ لاطلاعة فقال اهل لشتہون شیئا قالوا کئی شیئ فشتہی
 ونخن نسج من الخنی حیث شیئا تفعل بہ ثلاث مرات فلما راوا انہم لہ
 ینکو امن ان یساوا یارب نوزدان تدر اور لحنانہ فیجسا و نخی فقتل
 فی سبیلک مرۃ اخری فلما رای ان ایس لہم حاجۃ تزکوار و لو مسلمہ سوتہ
 کے الفاظ سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ شہداء خود بخود بلا استفسار اپنی سزا کو ظاہر کرتے
 اور نہ اپنی دس مرتبہ شہید ہو جاتے کیونکہ جس کے لیے کفر و شوق شہادت ہوتا
 ہوتا ہے اور دوسری حدیث کے لیے ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خود خداوند کریم کر
 سکر راز شاہد فرمائینگے اور اس قدر اصرار فرمایا جاتا تھا کہ شہداء جان چاہینگے کہ بدون اس
 کہ ہم کو یہ کچھ چاہے بن ہمارا چھپانہ چھپی گا ناچار ہو کر کہہ دینگے خدا بارادوں میں اس
 با کجا جاتا ہے کہ دوبارہ پرتیری راستہ میں شہید ہو جائیں پس اس سے نہ وہ لہزنگی خود
 سائن سے معلوم ہوتی ہے اپنی آرزو نہنگی خدا کا ذکر بلکہ لفظ مرۃ اخری ہے کہ جس سے

foobaqa-elibrary.blogspot.com

ایک مرتبہ ثابت ہوتا ہے اور نیز جو کہ جملہ امرا ہی تم یعنی جب شہداء ہر سوال کرینگے
 کہ چاہتے ہیں کہ دوبار تیری راستہ میں اپنا سر دین تو اسکی کوئی ایسے لئے ضرورت نہیں
 جا سکی کیونکہ دوبارہ پر شہید ہون تو میں انکی تہی ہی وجہ بلوغت کے دوبارہ دنیا میں پہنچ کر
 شہید کرانے کی کچھ حاجت نہیں اسلئے ہر ان سے سوال کرنا سو فو ہو گا اس جملہ کے معنی میں یہ
 شبہ ہر جو تہا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات بے نہایتی ہے اور اسکی سبکداری ایسی نہیں
 کیا اور اسکو قدرت نہیں کہ علاج غیر ختمی دنیا چلا جاوی دوسری بہرہ کہ جتنی تھی وہ
 کہ قولکم فیہا ما اقصتہ فیہ الا انفس اب یا تو یہ کہو کہ شہداء کا ہر عرض کرنا تہ
 دے تہ اور نہ وعدہ اور قدرت اعطاء علاج غیر شہداء کا کیا جواب ہو گا علاوہ
 یہ کہ بالخصوص شہداء انہی ہوائی نظائر سمجھنا مشکل ہے کیونکہ انکو جو تہنا کا باعث ہوا
 وہ تو وہ نہ ہے جو وقت شہادت کی ملا ہے یا درجہ آخر تک ہی اگر شہادت کا فرہ واد
 تو کوئی شی عبادت میں سے نہ ہی قابل نہیں چنانچہ لفظ قرہ عنین فی الصلوٰۃ آجہ
 شہداء کے علاوہ اگر عزت کا دوسرا ہی تو اور جتنی کسی شی کے جسے ستمی جاتی ہیں
 نظائر قرین قیاس تو یہ ہر تہا کہ جو شہداء بھی درجہ کے لوگ ہیں وہ اپنی ترقی علاج کی
 ستمی ہوں کہ خدا یا کون دنیا میں ہر وہ انفس وانا کہ ہم ایک مرتبہ بڑی ہی مجاہدہ کریں
 کیونکہ جب لوگ بہرہ کہیں گے کہ جسے ہوتی ہی عبادت میں بہرہ کہیں نہ پایا ہے تو اگر

toobaa-e-library.blogspot.com

ایکی مرتبہ بڑی ہی کھمشل جیادگی کرینگے تو اور علاج میں سے غرضیکہ سچے کے لوگوں کا
 تمنا کرنا مناسبت ہے اگر کریں اور جو لوگ پہلے ہی سے اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ کر چکے ہیں اب وہ
 کس بات کی تمنا کرینگے اگر کسی وجہ سے یہ لوگ ستمی ہوں تو یہی کہ جسکی لوگ بدرجہ اعلیٰ
 تمنا کرتے ہیں اور نیز قوال استفسار یہی ہے کہ وجہ دہالی باعتبار انہی قلیل انصاف کی
 میں نہ اور بہرہ کے وجہ دہالی کیونکہ بہرہ تو کسی ہی علاج علیا پر پہنچ چکی ہو تو جواب
 تمنا ایک مرتبہ ہے اور تمنا ایک فعل زبان مثلاً اسلئے بہرہ ضرور نہیں کہ زبان پہنچتا
 دفعہ ذکر اور ہی بلا لیکہ قہری ضرور نہیں خاص کر یہاں کیونکہ وہ امام قیامت علیہ
 اول سب وجہ سے کہ توقع مرا جمع نہیں انہا تہ تہالی سو دمجھا جائے ہر سے استفسار
 نہ کرنا ہوا انہا صورت اسید کی نظر اتنی ہر اپنی ہی اگر تہری اور عرض کر چکی ہوں اور
 تو کیا کریں علاوہ برین حدیث میں مذکور نہ ہونے سے بہرہ لازم نہیں آتا کہ وقت
 استفساریہ ذکر نہیں آیا لفظ قرہ و آخری اگر تحدید کی تہ ہونا تو مضائقہ نہ تہا مگر
 اسکو نہ کہیجئے کہ تمنا انفس شہادت سے متعلق ہے نعداؤ تو او میں کہہ کرہ دل نہیں اور
 کہ اگر جو جیسے محبوب رہتا ہے یعنی یہ ممکن نہیں کہ عجب میں ملا محبت ہوا اور جو میں
 شان مجاہدیت اور پیراؤ سکاؤ اس سے محبت نہ ہو سکتی ہوگا تو یہ ہوگا کہ ایک محبت
 دوسری کی محبت کو دہالی گرد ہالینا اور سکا وجود پر دلالت کرنا ہے نذوال پر گرجب

نفس شہادت لایق نہ شایری اور تعداد کو کچھ دخل نہ تا تو پر نہ مزہ آخری ہی وحدت
 مراد ہوگی غمخسرات ہی تقدیراوس سے تکرار اس سکتے نہ مراد ہوگا اور اگر مزہ آخری
 وحدت ہی مراد ہوناو سکی ہرچیز میں کہ ایک ہی دفعہ کی شہادت اور محبت آرزو ہے
 بلکہ ہرگز غمخسرت ہے کیجیے لہذا کہا نام غمخسرت محبوب سے ہر ایک بار اوتنا ہی کہا جا سکتا ہے
 جسماعدہ میں آسکتا ہی ایسی ہی شہادت کتنی ہی باکیوں نہ ہو غمخسرت سے ہر ایک بار
 دس شہادتیں با زیادہ اکٹھی نہیں ہو سکتی وہاں اگر قصور وعدہ ہی قصور نہ تھا نہیں
 ہی وجہ ہے کہ بعد قصور معدہ پر ہی نوشا نوش تو یہاں ہی تصور محفل شہادت ہی باقی
 و جہت طبعی نہیں کہ نواب زیادہ سے یا اوس میں موافق قول شاعر ۶ بہا خون کوئی قابل
 مراد ہو سیکو توں بہا بھی وہ ذائقہ ہے کہ اور دن میں نہیں ہوش بہرہ فرورہ اردو ہو
 اصل وجہ یہ ہے کہ اور سے یا تو جس حدت میں لدا ہو سکتی میں وجہ یہ موافق ادا کیجی تین
 نو دوسری بات ہے چچا و جنت میں کل نہیں اور نہ شہادت وہاں تصور ناز و روزہ
 حج و زکوٰۃ اگر کنت میں ہی فرض ہوتی تو وہاں ہی ادا ہو سکتی تہی پر جنت میں کافر
 نہیں جو جہاد ہو و فرخ میں جا نہیں سکتی اور جانتیں تو کافر اب کانہ نہیں رہے یعنی
 وہ انکار وجود نہیں جو او نہیں سے جہاد کو تہی اور نہ شہادت یعنی تہی اسلی کہ وہاں
 جانتیں بہر بات تصور نہیں کر رہی تو سوائی شہید اور سکوا آرزوی مراد جنت نہا ہوگی

ناز و لوت کو کچھ پیلا وہ لطیف ناز ملا وہ وہاں ادا ہو سکتی ہے علی ہذا القیاس زکوٰۃ
 و صوم و حج کو خیالی کیجئے تو کہ نسبت المعروف جو وہاں موجود ہے غماز کو کہ سیدہ میں
 ادا بہر بات مقرر ہے کہ تحت الشری سے ظلم اللطائف کہ یکے مقابل میں قبل ہی تو ہی
 غرض ادا ہی جملہ عبادات سوائی جہا جنت میں ممکن ہے اور یہی ظاہری کہ کس کس کو کسی
 راہ سے کوئی نعت مٹی ہے وہ اوس راہ کو نہیں چھوڑتا نامقدور اوس میں نہ کر سکتا ہے
 ہی وجہ ہے کہ ناجور کو زراعت اور زراعت کو تجارت کو کوری مستون کو فیضداری کو
 نو کوری دشوار ہو جاتی ہے بہا تاکہ کہ سالوں سے باوجود اوس ذلت اور خواری اور
 دور و پیش پیش کے اپنا انداز نہیں چھوڑتا تا اسلئے شہدای کو بہر آرزو ہوگی باقی
 آسکہ فیہا کما کنتہا سبب الانفس میں لفظ فیہا سے بہر ظاہر ہے کہ وعدہ کل
 تولون چیز کو کتا ہے جو جنت میں ہیں دنیا کی چیز کو کتا وعدہ نہیں اور فیضداری الہی نہیں
 اسے طرف اشارہ ہے اور کوین ہو فظ حاجت خود اس پر اشارہ ہے اسلئے حاجت
 اسی کہتے ہیں کہ کوئی چیز ضروریات دین و دنیا میں سے ہو اور توام بنیاد بشری اور
 موقوف جو حسی غذا وغیرہ یا قیام دین کا اور مدار جو حسی علم اور ہر اس وجہ سے
 اوسکی خواہش ہو آرزو کو حاجت نہیں کہتے ہیں لفظ ہر سے کہ جنت میں اس قسم کی
 چیزیں جنسی حاجت متعلق ہو سب موجود ہوگی اور دنیا میں جانا اور ادا جانا اس قسم کی

چیزیں، سوال سوم حدیث شکوہ صفحہ ۴۳ سطر ۴ عن عائشہ ؓ قالت دے رسول اللہ صلعم الحجاز، حصہ من الانصار فقلت یا رسول اللہ طوبی لعلنا عصومہ من عصا فیر للجنۃ لہ عمل بسوء ولیرید کہ فقال او غیر ذلک باعائشہ ان اللہ خلق الخبیۃ اھلھا خلقھم لھا وھد فی اصلاح اباہم وخلق الناراھلھا خلقھم وھد فی اصلاح اباہم وھد واہ سلم صفحہ ۴۳ سطر ۲۲ عن عائشہ ؓ قالت قلت یا رسول اللہ قدراری المشرکین قال ھم من اباہم فقلت یا رسول بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملمین قلت قدراری المشرکین قال ھم من اباہم قلت بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملمین طراہ ابوداؤد صفحہ ۲۲۳ سطر ۱۱ الملوذ فی الجنۃ پہلی حدیث کا یہ معنی ہے کہ اسی عائشہ اسکو بائین جنبی کہنا چاہتے تھے کیونکہ یہ ارشاد علم ہے کہ اسکو اللہ نے دوزخی کہہ دیا ہے یا جنسی جیسا کہہتا ہے وہ باپ کی پشت میں ہونگی وقت لکھا ہوتا ہے اس سے بہر معلوم ہوا کہ مسلمان کے مری ہوئی ہوگی تو طبیعتی جنمیں اور دوسری حدیث سے بہر ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بھی تو طبیعتی اور شرکین دوزخی ہیں اور تیسری حدیث کے جملے سے بہر ثابت ہوتا ہے کہ جسکے طبیعتی جنمیں ہوں وہ بھی دوزخی اور دوسری حدیث میں جو دونوں فرمایا ہے کہ جنکی دوزخی اور جنسی جنمیں ہونگی نسبت لفظ اللہ

۱ علمہ کا انو عاملمین تو ایسا ہے بہر ہی نظائر مشکل ہے کیونکہ دوسری جگہ ہے کہ جنمیں کہ خیر و شرک قسم کا عمل انسی زرد ہوگا بہر ایک فریق کے چونکہ قطع جنسی اور دوسری فریق چونکہ قطع دوزخی فرما دینا کس طرح ٹھیک ہوگا اور نیز قبل اسکے کا دوزخی فعل کی حدیث وہ فطرت اسلامی پر ہی بین دوزخی کس طرح صحیح ہو سکتی ہیں جواب حملہ ھم من اباہم جواب طبعی ہے مگر اسکی بیعتی جنمیں کہ موضوع اور معمول میں خلاف طبعی یعنی جیسے آدمی کے آدمی اور گنہگار کے گنہگار پیدا ہوتا ہے اور بدو اول طبیعت ہے اگر اسکے مخالف ہو تو وہ بوجہ تغیر اصل طبیعت ہوتا ہے بوجہ اصل طبیعت نہیں ہوتا نیز اصل طبیعت کو تو طبیعت لازم ہے اور اسوجہ سے جیسے ہوں کہہ سکتے کہ آدمی کے آدمی ہوا کرتا ہے ایسی ہی ہوں گی کہہ سکتے ہیں کہ ھم من اباہم کہ جیسے بوجہ احتمال معلوم کئی خاص حمل کے نسبت بہر جنم میں ہونا کہہ مرقع طبیعت اصل ہے ہوگا ایسے ہی خاص کسی ہووونگی نسبت بہر جنم میں کہہ سکتے کہ یہ جنمیں ہوگا یا دوزخی ہوگا اور اللہ اصل ہے کہ انو تکلمین سے بہر غرض ہے کہ جیسے ہمارے قیمت زرد نقرہ اصل حقیقہ ہے کہ سوئی پر لگانا فقط اسکے دریافت کرنے کے لیے ہے تو اب و عذاب اور مقدار تو اب و عذاب اصل طبیعتی ہے اعمال فقط اسکے مظہر ہیں نہ لفظ سوئی فقط بغرض امتحان مظہر جنمیں چنانچہ لیبیلو کہ ایک کبر احسن عملہ اس پر شاہد ہے مگر چونکہ امتحان

toobaa-elibrary.blogspot.com

دو عرض سے ہوتا ہے کہ پہلے اپنے اطمینان کے لیے جسمی شہتری کا زور نافرہ کو کسوٹی پر رکھا
 اور کبھی دوسری کی امتحان کے لیے جسمی باقی زور نافرہ کا اور کسوٹی پر لگانا اور کھڑا
 یہاں پہلی صورت تصور نہیں کیونکہ وہ علم خیر ہے تو خواہ مخواہ دوسری ہی صورت کا
 اقرار کرنا بڑی لگا کر یہی تو چھوٹی طرح کی امتحان کی کج مزورت نہیں خدا کو پہلی ہی اپنی
 حقیقت کی خبر ہے خود انکو مثل بالعمونگی اسکے کھنکی گنجائش نہیں کہ لو ان الله هدا
 لکننت من المنتقین کیونکہ اصل طبیعت کو موجود پر سامان کار گزار ہی طبیعت موجود
 نہیں یعنی جسے سانپ بہیڑی کے کچی میں پیدا ہوتی ہے طبیعت نوعی یعنی خاصیت
 اجاتی ہے براسوت کو جو بضع جنہ و کئی قوت ابنا کام نہیں کر کے انسان کے کونکوی
 سمجھتے اسوقت تعین طبیعت نوعی کے لیے جو نتیجہ امتحان ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی
 طریقہ نہیں کہ او کی اصل کو ٹوٹی موڈہ ہم من ان ائدہ سے مفہوم ہر چکا القصر
 ہم من اباہ ہم اس پر شلہ ہے کہ امتحان کی حاجت نہیں بہد بات تو موافق
 مفہوم ظاہر ہی ہی اور غور سے دیکھتے تو یہ معنی میں کہ وہ اپنے آبا سے پیدا ہوتی میں
 او کی طبیعت نوعی کو او کی طبیعت نوعی میں داخل ہے او کی طبیعت تخصیص کو اپنی
 طبیعت تخصیص میں داخل ہے وقت معلق بابا یکے طبیعت پر جو کیفیت عارض ہوتی
 نطق کی جبلت میں داخل ہوجاتی ہے اور سوچہ سے حواض لائقہ سامان ذاتی

tooba-a-libRARY.blogspot.com

ہوجاتی میں اور زور با شیعہ میں شمار کے جاتے میں اور وجہ دیکھ کر ہوتی ہے کہ وہ اللہ
 ولد کے ضمن میں پیدا اور سبب ہوتے میں اور سبب کا بہ کام ہے کہ وہ اپنے کوئی چیز نکلا دے
 طرف جاتی تو جسے سبب انوشاد آفتاب اور اسکے روبرو کوئی سرخ یا سیاہ ترنہ نہا
 اور اسکا نور اس میں کو نکلا جاوے تو آئینہ آفتاب کے حساب او پر کی چیز ہے برائے
 دوسری طرف رنگت کو کوئی ذات میں داخل ہوجاتا ہے ہی وجہ ہے کہ جہاں ہنر کے
 ایسے ہی کیفیات معلق والدین کے تو میں تو عارض ہوتی میں پر اولاد کی حق میں عوارض
 میں جن جناتی میں ای بنا پر اختلاف شکل و صورت و مزاج و انداز میں ہے مگر یہی تو پر عمل
 ارشاد ہرہوگا اور وہ اپنے والدین سے پیدا ہوتے میں او کی حقیقت اور اسوقت کی کیفیت
 معلوم ہو سکتا ہے کہ او کی کیا حقیقت اور کیا قدر و قیمت باقی عمل کی کہ حاجت میں عمل فقط
 امتحان کے لیے ہوا اور خدا کو امتحان کی حاجت نہیں اسکو معلوم ہے کہ اس سے اثر ظاہر ہو تو
 بہتر کہ جلائی او پانی سے اثر ظاہر ہو تو بہر ہوجامی او چونکہ او کی حقیقت کی استحقاق کے
 موافق اونسے معاملہ کرنا اور کیا تو نہ فال کیوم لا تظلم نفس الف کسغاف ہوگا اور نہ
 روایت اولی کے معارض و ادعا علی پہلے معنوں میں من کو تصغیر یا اما ان معنوں میں من کہ
 ابتداء اور اگر پہلی معنوں میں ہی ابتداء ہی یعنی تو کج حرج نہیں فقہ سوال چہام و
 حدیث مشکوہ شریف صفحہ ۱۵ سطر ۴ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله

علیہ وسلم الواضحة والمؤددة في النار ووضوۃ ۳۲ سطرًا والوضوۃ في الجنة
 پہلی حدیث ہی مودہ جو کوزندہ وخن کردیا ہو دوقی ہونا ثابت ہو جائے اور دوسری حدیث
 جملہ سے منتهی ہونا معلوم ہوتا ہے صحیح معارضہ و فنی جو تکلیف کوئی وجہ بیان کرتی چاہے
 وہ تو معصوم مجرب میں اور کئی طرف سے کیا الزام ہے اگر کوئی پہلے ہی کہے کہ چونکہ اور سکا پیدا ہونا
 والدین کو باعث البغی فعل شنیع کا ہوا اس واسطے وہ دوقی ہوئی ہے جواب یہی چہ بیان
 نہیں ہوا کیونکہ اور سکا لپٹے پیدا نہ ہونا سکا اختیار نہیں ہے جو اول طرف کہہ لزام عاید ہو
 جواب الواضحة والمؤددة اور علی ہذا القیاس الوضوۃ من اللہ علیہ السلام
 تو کہہ معارض ہی نہیں اول حدیث میں اول فرد ہو گا اور دوسری میں اول فرد اور اگر طبیعت ہی
 مراد ہے تو احتمال اختلاف زمان کو ہم ہو سکتا ہے کہ پہلی دوقی میں جانی اور چہ جنت میں
 آجما ہی اور صورت اولی بہ ہو کہ جس سے وہ باتیں جو انبیاء کی گئی نگہبان تیں اس میں جنت میں
 بطفیل المنال جنت میں جانی تکلی اور کئی ہی اس میں جنت میں جنت میں جنت میں
 کہیں جو انبیاء تکلی ہی ہی وہ باتیں جو انبیاء کی جو کوزندہ وخن کردیگی یا نقل کردیگی اس صلاوت
 و مستند کہ باعث دوقی میں جانی ہی اور کئی ہی اس میں جنت میں جنت میں جنت میں
 جنت میں اور کئی دیکر دوقی میں جنت میں اس حدیث کے باعث جو ہو جو جانی تکلی سبب ظہور میں
 آئیگی یہاں اشارہ ہو کہ الواضحة والمؤددة في النار کہ چونکہ مودہ کا بہر کلام ایسا ہو گا

جیسا ملکہ کرتی ہیں تو اس وجہ سے وہ بشر لہ ملازم اس کا ہی ہو گی جہاں ملامت
 جیسا نہ پر ما ہو جو تین جیسی نکو اس وجہ سے کہ وہ اہل تعذیب میں اور کار پر دازان
 تکلیف ہوتے ہیں جیسا نہ کہ کہہ تکلیف نہیں ہو جتی مایسی ہی مودہ ہی خدا بنا سے
 محفوظ رہنگی اور یا را سکونہ ستا آئیگی ورنہ ایسا قصہ ہو کہ ایک ملازم دوسری ملازم کو
 مستانی اس قسم کے الفاظ کا ساتھ میں معنو کی ادا کرنے سے غرض یہ ہو کہ اس تعریف
 لو کوئی دوقی خوف پیدا ہو جو جیسا ہی رہنگی کہ مودہ ہی دوقی میں جانی تکلی تو ان ہی ہم
 کی موافق ہی جیسا کہ اس فعل شنیع کی نحو سے کہ سبب یہ بلا اور سکون میں آتی اس میں نہیں
 انکو یہ اندیشہ ہو گا کہ جیسا ہی فعل شنیع کی باعث مظلوم معصوم تک مایسی ہی ہو کہ جیسا
 کہ اسکا وبال ٹروس تک ہی پہلے ہی جیسا کہ ہے اس سے شخص مظلوم ہو گا
 اور تعریف کا اس غرض کے لئے جانی جو بلا لانت نفس اس سے شایعہ کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض خویش طبعی ایک بوڑھے سے یہاں اشارہ کیا کہ ٹھہرا جنت
 میں جانی تکلی جب وہ آرزو ہوتی تو توین فرمایا کہ جو ان ہو کہ جانی تکلی ٹھہرا لکی صورت
 میں جانی تکلی القصد یہاں اشارہ کہ ٹھہرا جنت میں جانی تکلی باعتبار معنی مطالعہ قرآن ہے
 ولانت میں کرنا کہ جو بیان ٹھہرا ہو چکی و جنت میں جانی تکلی کرنا یا جنت بال کہ وقت کلام تو
 وہ ٹھہرا ہی اس طرف دوقی دوقی ایسا جیسا نہ ٹھہرا ہو چکی و جنت میں جانی تکلی اس طرح

لکھائی انداز باعتبار سنی مطابق تعذیب پر دلالت نہیں کرتا مگر کچھ کثرت آدم کا دفع میں
 جانا باعتبار اصل وضع بعض عذاب ہی ہوگا تو اسطرح ذہن دوزخ ہے اور اس
 قائمہ منع بمعاصی اور نہی عن المنکر حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وہ بات ہے
 جو اصل بعثت انبیا اور غرض ارسال اسل ہے جب نراخ و خوش طبعی کے لئے بغیر
 جائز ہو تب حالانکہ انکو غرض بعثت نہیں کہہ سکتے تو نہی عن المنکر اور تحویل کے لئے جو
 مثل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اغراض بعثت ہیں کیونکہ جائز نہ ہوگی اور اگر لفظ
 فی النار سے تعذیب ہی مقصود ہو تو یہ ایسی صورت ہوگی کہ جیسے اپنی نسل اور اپنی اعضا
 قطع کی باعث قاتل و قاتلہ کو بھیج اجزا سے دفع میں جانیگی شتر متولی اور طبری اور
 عمرو مقطوع ہی اور باقی بدن ایسی ہی دیدیو جبکہ تہوڑا استغنا من الام اور استغنا
 میں نہیں آیا یہ و تیدیر مثل اعضا مقتول نہ کر کے بعض ضروری اسکے اعضا اپنے قیام و قیام
 وغذا وغیر میں مستغنی اور مستقل نہیں بدن کے تابع میں ایسی ہی بودہ ہی و اندھل تابع
 او سکا قتل کرنا بمنزہ قطع اعضا و قطع اس دوست و پاسے اسلے او سکا تعذیب
 ہی حکم حکمت ضرور ہے نہ بنا جو یہ کہ فعل تابع قتل کو او اس سے تعلق ہے جو بہر شہرت
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بہر شہرت است کیوں نہی بہ حال اگر تعذیب ہو تو اس جو بہر
 ہو کہ چونکہ مظلومین ستمی و تحمل جنت ہے تو بعد چندی سو دہ ہی اس سے جدا ہو کر
 تشریح

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنت میں آجاوے اور بعد عذاب راحت پائی اور کیوں نہی مریح الوجہ عدم استقلال
 عدم استغنا نہیں تعدد روح سے ظاہر ہے کہ من و جہر استقلال اور استغنا ہی جہر نہ کرنا
 میں بالکل تابع نہیں حصول غذا ہی بنی توسطہ الہی تصور ہے اگر کو بھیج الوجہ استقلال ہے
 تو یہ جہداتی ہی ہوتی علی الدوام و اندہ کے ساتھ ہر روز خیر گذرتے ہو تو سو لا نعیم -
 جہد حدیث کتاب شکوہ تصفیر وہ سطرہ فانطلق لئلا جبرئیل حتی لے السماء الدنيا
 فانقطع قبل منہذا قال جبرئیل قبل ومن معك قال صحو قبل وقد ارسل
 الیہ قال نعم قبل مہجبا بفتح المہج ما ففتح الہ اسکے معنی سے یہ بات معلوم ہوتی
 کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی مہراج کی اسانوں پر شہرت نہی کیونکہ اگر شہرت ہو ہوتی
 تو ہر آسمان کے دربان تعجب ہوتی دریافت کرتے بلکہ دروازے ہی بند کر کے کہوں گے جو
 کوئی اپنے مکان یا سیر باع کو بلاتا ہے اور بلاتا ہی تاکہ ہو کہ خاص شخص لینے جائے
 پھر دروازہ کھانڈ کرنا تعجب کی بات ہے اور نیز اشتیاق ملاقات پر ہی حرف آتا ہے
 جواب دربار علم کی وقت ابوان شامی کی دروازہ کھولی جاتے ہیں و نیز مقتضای
 وقعت منزلت اور شوکت سلطنت یہ ہونا ہے کہ دروازہ بند رہی مگر کہیں تاکس
 نہ آتے ہاتے اور دیکھنے والوں کو یہ اشارہ ہو کہ ہمتاسی بلا شامی کوئی نہیں جو دروازہ
 کھلا رکھتے اور رسم ملاقات جاری ہوا اسکے بعد اگر کو بلاتا ہو تو وہ کہوں نہا خواہ خواہ
 سب

شاید جوگا کر جس کے لئے کہو نا گیا ہے بشرای فیض المنزلت ہی جو یوں ملاقات کی شہری مگر یہ
 ولالت او سی وقت کامل ہوگی جو وقت پر دروازہ کھلی دینے پر اس کی خصوصیت کی سمجھنے کا
 کوئی صورت نہیں ملے۔ دماغ میں تو دروازے برابر کھلی رہتے ہیں کیونکہ وہ وقت بزنہ
 وقت دریا بہا م ہوتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلی تک کہو نا گیا بلکہ اپنی خصوصیت
 معلوم ہو جاتی اور یہی وجہ ہوتی جو دریا تو نگہمہ اطلاع ہوتی کماچ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 آتے ہیں نا دکھتے دروازہ کہو نا گیا کہ شہرت و فعت منزلت عمومی پر فراغت کی نابل
 حکم انکا نام سنکر کہو نا گئے۔ والو کی لئے آپ کے قریب منزلت کے پہچانی کہ لئے دریا کمال
 ہو جاوے یعنی اس وقت اگر پہلے سے حکم دیا جاوے تو وہ دریا تھما نہ کہو نا دیان یوں کہو نا ہی اور
 عجب تھا کہ ہیتے ہم کیا جانیں تم کون ہو حکم ہوا تو تعمیل کر دی اسے کچھ بھٹ گئے ابو الابرار
 یا چوٹا ہی اتفاق سے اسی طرح بلایا ہے جس کی سفرو ت میں کم تر بلا زون اوغلا کو
 بلایا کہو نا میں جیسے ہے دیان کو کچھ حکم نہیں ہوا اوپر نام سننے ہی دروازہ کہو نا گیا تو رسول
 ک قریب منزلت عمومی کہوں ناس کو معلوم ہی اور یہیں وجہ سے دریا تو کوا اطلاع کی ضرورت
 نہوتی تو اور کوئی وجہ ہوتی جو اس کو اطلاع کیجی تھی چھو ارکان دولت ہوتی اور زوارا یا مجلس
 میں سے ہوتی تو یوں ہی ہی سوال ششم صفحہ ۵۸ عن الہم سیدۃ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود ولد علی الفطرۃ فابواہ

یہودانہ او نصرانہ او مجسانہ کا اذبح البھیمۃ بعدہ جمعہ اہل حقون
 یہاں منجھد عام ثمر بقول فطرۃ اللہ اللی فطر الناس علیہم الا بتدبیل
 لخلق اللہ - آیت او حدیث سے ہر انسان کا فطر پر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن
 جب اللہ تعالیٰ نے فطر پر پیدا کیا تو فطران اسلامی یعنی اصل طبیعت جس کو جبلت کہتے
 تھے یہی کہو نا کہ معنی لغت جیلہ اللہ کے خلفہ آتے ہیں اور ایک جگہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی
 بچہ کی کر پیا اپنی جگہ سے مل گیا ہے تو اعتبار کر لینا مگر اس بات کا اعتبار کرنا کہ کوئی اپنی
 جبلت سے مل گیا ہے دونوں جنہوں میں بظاہر تعارض ہے اور دوسری یہ کہ جب ہر مولود
 قبل پیدایش شقی یا سعید لکھا جاتا ہے پھر فطر پر پیدا ہو گیا یعنی وہ تو اسی اپنی
 سعادت یا شقاوت مکتونہ پر پیدا ہو گا جو اب فطران او کچھ ہے او طبیعت اور فطر
 او کچھ ہے مرتبہ فطر مرتبہ مخموم علیہ ہے مرتبہ نہیں مرتبہ اول مقدم بالذات ہے اور مرتبہ
 مؤخر بالذات ہر زمانہ کی اعتبار سے کہو نا مقدم و تاخر نہیں ابتدا ہی زمانہ ذات ہے دونوں متاہر
 ہیں ہر زمانہ کی جس میں سخاوت اور غصہ کے متحرک کے لئے اسباب معلوم کی ضرورت ہے اور اصل
 صفت کے وجود کے لئے کسی ایک حاجت نہیں ایسی ہی متحرک مرتبہ مخموم کے لئے جو مرتبہ
 ہے اسباب عاجیہ کی ضرورت ہے والدین کی صحبت اور دکھا اغوا او اسکی متحرک با
 ہو جاتا ہے اسلئے بہرہ رشا دہو کر فابواہ یہودانہ لہم القدر مرتبہ فطر مخموم علیہ

اور ستور تہا ہے اور مرتبہ تمام ستارہ مرتبہ خیمہ کی جہ سے مرتبہ فطرت نرائین میں ہو جاتا
جو یہ شبہ ہو کہ صفت اصلی کو با یک طرح نرائین کو تہا میں حالانکہ یہ ارشاد ہو چکا ہے
لا تبدیل خلق الله مگر مرتبہ فطرت وہ اعتقاد توحید ہے خاص کر اس مقام میں بظاہر ہے
اور ظاہر ہے کہ وہ تدوین سے نرائین میں ہو سکتا کیونکہ جب ایسی حقیقت کو خدا کی نسبت ایک
انترامی کہا اور بقرہ درہوب جو ایک سطح نورانی اور تہا میں اشعہ ہوتا ہے وجود بعض کے
حق میں ایک صدف اصل خیال کیا تو لایب یہی کہنا بیڑیگا کہ جیسا سطح شرط ادراک سوا
اوجن کے جسکی وہ سطح ہے اور سیکو اپنا مشا سو جود اور لایق نیاز نبھینگے تو پھر تہا میں
یہی بشرط ادراک سوا یعنی نشا انترامی کے اور سیکو اپنا سبدا اور قابل نرائین میں ہو سکتے
سوا انسان کے اور اک و شومین تو مائل ہی نہیں تو اس اعتقاد کی تدوین ہونے سے بھی
انکا نہیں ہو سکتا اور جو کلمہ ایسی حقیقت اولیٰ ہے ادراک میں کوئی چیز خارج نہیں تو اور کسی
چیز کا علم ہو سکے یا نہ ہو سکے پر لے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہو سکتے یعنی کوئی چیز حجاب
فیہا میں نہ ہوگا اور بیٹھے علم کا بہ حال ہی تجس چیز کے علم پر اپنا علم ہی ہوتو ہوا اور زمین
اور ادراک میں کوئی حامل نہ ہوگا اور اسکا علم ہوا تو ایسی شامی سامنے ہوگا کہ وہ اپنا سبدا
اور جو ہم ہی اور سوا اسکے اور کچھ نہیں تو پھر اعتقاد توحید میں کیا کلام ہے اس اعتقاد کا
مقتضی ہے تہا کہ اسکی اطاعت میں سبب تفاوت نہ ہوا انکار وجود تو درکنار اگر جو کہ

خصوصاً معلوم ہوا انکا وجود ہی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ فعلیت ہے تو بالعموم اس فعلیت کے
ایک مرتبہ قوت ہوگا اور سیکو مرتبہ خیمہ خیال فرمائی اور ظاہر ہے کہ مرتبہ قوت ذات کو معلوم
حدا نہیں ہوتا مگر لوازم ہوا کہ اسے اسلئے آگروں کہا جاوی کہ یہ مرتبہ جو اصل تھا وہ
اور اسکے مقابل کا مرتبہ جسکو سعادت کہتی مائی بیٹ ہی سے سائبر تہا میں تو غلط نہ ہوگا
سراسر صحیح و صواب ہوگا وادھ تعالیٰ اعلم ۱۰ ذوال قعدہ ۱۲۸۵ھ مولود فی الخیر
جو نسبت ہم بن اباء ہم اور نیز ان الله خلق لظنہ اھلا۱۰ رکھا قال بظاہر معلوم
ہونے سے یا نہ ہونا اور بعد اختتام یا و آیا تو جہاں اسکا موقع تھا جگہ تہا باقی حاشیہ پر کر کہ
لکھنا شروع کیا نہا مگر آخر کار گنجائش نہ کھلی اسلئے آخر میں لکھنا پڑا اور پھر جو دیکھا تو بعض
وجہ سے یہی کہا ہوا کیونکہ بعض پلو تقریر متعلق مولود فی الخیر تہا جہاں سوال
اخیر ہو قوت میں بالجمالیٰ ہے موقع پر لکھنے کا اتفاق ہوا لہذا بطور تقریر میں لکھنا ہوا
مولود میں بشرط صحت حدیث اگر الگ لام عہد ہوتو کو پھر تعارض ہی نہیں ورنہ دو
صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ فرق افراد ذاری و مولود جو سبب فرق حقیقت کیا جاو
دوسرے یہ ہے کہ ہم بن اباء ہم کو خیر انکشافی اور مولود فی الخیر کو حکم دی فرار ذری
پھر چرکی انکشافی ہوتی ہے یہی دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ جواب طلبی سوال ہوا ظاہر میں ہی
اور واقع میں ہی اس صورت میں تو یہی چرکی انکشافی بدلت الترامی جواب سوال پر

دولت کرگی کر جو نگہ بیز از امر میں مطلق نفی تو ارشاد اولو المود فی المؤمن سے اوکلی اصلاح
 کی گئی اور دوسرا احتمال ہے کہ یہ کلام از قبیل تعریف ہے جو اب واقعی جو صورت جواب ہو
 تفصیل اس اجہل کی ہے کہ وہ کہہ دیتے کہ انسا تو اس وقت جائز ہو جبکہ از صحبت والدین کہہ
 نہ کہہ چکا ہو او قبل وصول نسا کو ذریعہ کہنا باعتبار لغت جائز نہ ہوا جائز ہی ہو تو
 اس اعتبار سے ہو کہ وغیر و فوش وغیرہ امور ضروریہ میں تابع والدین ہے کیونکہ ذریعہ
 معنون اتباع مطلق ہے مگر لفظ ذریعہ فی المؤمن اور لفظ ذرا کا تکرار نہیں باعتبار حقیقت
 اس طرف تاویل ہے کہ وہ اتباع شرک و ایمان میں ہے سو یہ بات قبل وصول از صحبت متصور نہیں
 البتہ قبل وصول مگر لفظ ہو لود کہنا صحیح ہے سو ذریعہ تو جو قبول تازہ کو یہ مصداق قسم
 من اباء ہم ہوں گے جو کہ جو بعض معلوم قبل بلوغ زمانہ معتد بہ نہیں تو بلا عمل کہنا
 درست ہوا غصہ اس وقت میں جس میں بڑا تاثیر اعتقاد لہوہ صغر سنستی عمل کی نوبت ہی
 تاتی ہوا اسکے بعد ارشاد اللہ اعلم بما کانو عاملین اس عرض کے لئے
 کہ اگر تکرار واقعی ملکات ذریعہ کے بعد عقیدہ عمل صحیح صحیح معلوم ہو سکتا ہے
 ہی حدیث رفع القلہ عن ثلاثہ وہ بظاہر عارض ہوا غصہ ذریعہ معلوم ہوتی ہے
 مگر غور سے دیکھتی تو یہ مطلب ہے اس ناسی عمل کا عدم عمل کا اعتبار ہوگا پر وقت اعتبار
 یعنی وقت بلوغ ہوگا اور نہ سز ہوگا اسی استعداد کا اثر جو پہل سے کنون تھا ہر حال

tooba-e-librariy.blogspot.com

عرض ہے کہ اس مسئلہ پہلی سے ہی اس پر نظر ہوا اسکی ہوائی تہنیت ہو جائیگا کہ یہ ہے
 تو بہر المود فی المؤمن کی ہر بیسی ہوگی کہ تہنیت فطرہ تو فعلیہ تک ہے جو ہوا اور تہنیت جو ہی
 تو تہنیت تہنیت ہی ہیں ہی ہر تہنیت تک نہیں ہو چکا اسلئے جو ہر بیکاری تہنیت تمام اور
 فعلیہ تہنیت فطرہ ہو لود تو تہنیت ہے ہوگا اور اس وقت تہنیت شفاوت سے عام ہو سکتا ہے
 ظاہر سے حاصل اس تقریر کا تو یہ ہے ہوگا کہ ہو لود اور ذریعہ اور مگر اس وقت تو تقریر
 جو متعلق سوال ہو ہے کہ سید غلط ہوگی پر حدیث میں کسی سبب باعتبار مدلول صحیح ہو
 اور اگر جملہ ہم من اباء ہم تو جو خبر کاشافی نہ کہتی اور تعریف کچھ تہنیت ہی صورت ہی
 کیونکہ اس صورت میں اصل مطلب تو اتنا ہی ہوگا کہ ذریعہ باعتبار حقیقت ہی نوم
 آہا میں بظاہر یہ ظہر اسپر ہی دلالت کرتی ہے کہ وہ جتنی در ذریعہ ہوتی ہیں ہی آہا کے
 شریک حال میں حاصل کر کے ہوں کہا جاوے کہ اصل سوال اس کا تاہا کہ وہ جتنی ہیں باور
 اور اس دلالت ظاہری سے جسکے اعتبار سے اوس تعریف کہہ سکتے ہیں غرض وہی جو کون
 اور خود یہ ہونا کہ حسن والی شریکوں کی صحبت پٹورین اور پٹورین کے صحبت اختیار کر کے
 اس صورت میں ہی باعتبار مدلول سب حدیثین واقعی ہوگی اور اگر یہ کہتی ہے کہ کاشافی
 خلوک کی بنا پر آپس میں اباء ہم قرار یا اور طلب یہ ہو کہ ذریعہ کو شریک نفع آیا
 سمجھا کہ شرکت عدا ب صواب کی طرف اشارہ فرمایا تاہا تو اس صورت میں کاشافی تو

صحیح حکم اشتراک فی العذاب والاعواب غلط اور قسم کی غلطی انبیاء کرام
 علیہم السلام سی مکلف ہے بر اصلاح او سکی ضروری ہے اسلئے بطور اصلاح حکم حق بہ
 ارشاد ہوا ہو کہ الملو فی الجنتہ او یہی احتمال ہے کہ غلطی ہو چکا دل اول دی حکم ہو
 مگر آخر کا یہ مقتضای کرم ہے ارشاد ہوا ہو کہ الملو فی الجنتہ غرض و صورت صحت
 جملا حدیث انطباق سب طرح ممکن ہے اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ دراری کے باب
 میں اختلاف عظیم ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال لفظ
 فرق را تقریبی موم من جسد اللہ الرحمن الرحیم و من ہریت مثل مام لو
 حسب درخواست جناب حکیم ضیاء اللہ تصدیح تہذیب الدین ایا ناعلی الصراط المستقیم
 جو تہذیب کے مخدوم و کرم ہیں طبع تاریخ ساریوں متقاضی ہے کہ دریا بقضیل علم باعبادت
 ایک قول قبیل واضح ایسا لکھتے کہ جس سے ظلمان یک نعت اہل انصاف کی دل سے
 اور بلے اونچی صیح واضح ہوجای اسلئے اول بطور دعویٰ بیہر و من ہے کہ
 یا یہ نفس انسانی کل ترین چیز ہیں علم اوقوی اور علم جسے عبادت کہتی ہیں پران
 نینون بن سے اصل اور عمدہ تقویٰ ہے بعد از ان علم بعد از ان عمل جیسے
 دعویٰ شرح ہو چکا تو اب لازم ہے کہ اسکے دلائل نقلیہ و عقلیہ دونوں قسم کے پیش
 کیجئے تاکہ موجب غرط اطمینان ہو مگر جو تک بیان دلائل دعویٰ مذکورہ موقوف ایک

فصل

تفصیل ہے جس اسلئے بطور تہذیب اول گوش گذار اہل انصاف ہے کہ خداوند میں مثال شال
 اور شنگان سرا یا امتثال کی مثال ایسی ہے جیسی کوئی تہنشاہ دی جاہ جو حسن جمال
 اور وجود و خفا اور حسن اطلاق اور قہر کم کے کمال میں یکتا ہوا اور ادھر کس طرح کی حاجت و کرا
 عارض حال نہ ہو بلکہ وہ بے نیازی اور بیغرضی میں ہی ہتا اور با انہما و سکی ذات طبع
 کمالات جمیوت سے منزہ اور برابر یعنی ہر قسم کی وہ خوبان جسکے سبب دوسرو کو
 محبت پیدا ہوتی ہے موجود ہون اور علی ہذا القیاس ہر طرح کی وہ باہین جسکے اور کو
 خوف اور اندیشہ ہوا و سکی ذات میں حاصل ہون انظار ہے کہ رعایای بادشاہ
 میں سے جو کوئی صاحب عقل صاحب دل صاحب نظر ہوگا اور اس پر نظارہ جمال اکمال
 بادشاہی اور اطراف تہنشاہی سے بہرہ ور اور اسوا اسکے اور کمال سے مطلع ہوگا
 تو بیشک وہ مرد سلیم قرینہ جمال اور ولادہ ہر کمال ہوگا محبت حسنی اور احسانی
 اور کمال سے شیفستا و فریفتہ ہو کر ہر دو جو باہمی رضای باہمی رہیگا اور بالطبع عافیا
 محبت خلاف رضا بادشاہی سے متنفر اور مجتنب ہوگا معہذا خیال شوکت و
 سلطنت و بیغرضی اور بے نیازی سے ہر دم خائف و ترسان رہیگا اور اس سبب
 ہی رضا کا طالب دینا خوشی سے مجتنب ہوگا مگر چونکہ طلب رضا اور اجتناب امور
 غیر رضنیہ و خوف علم فضیلت اور علم غرہ فضیلت پر ہے تو لاجرم تو انہی ادب اور

دیگر احکام صادر ہو کر محفوظ اور مستحکم کر کے ہر دم و ہر خطبہ باندہ تو ان میں ابدیہ را حکام صادر
 ہر بیجا اور جبراس مثال کی شایع ہوئی خداوند و اجلال والا کرام اور بندگان خاصین علیہ السلام
 کیونکہ خداوند کریم کا جامع جمیع کمالات ہونا خواہ جہاں خواہ اور کمال اسحق علیہ السلام کا خاتم
 خصوصاً اہل اسلام ہے اور علی ہذا القیاس خداوند کرام الاکرامین کا جمیع جبر و نقصانات
 سے نترہ اور قدس ہونا بھی ہر فرد بشر خصوصاً ائمہ خیر البشر علیہ السلام کی
 نزدیک علم بلکہ کسی بادشاہ وغیرہ کا جامع جمیع کمالات ہونا اور عریب سے نترہ ہونا تو
 ایک فرض محال ہے البتہ خداوند بخیل کا جامع جمیع کمالات ہونا اور نام عریب سے نترہ ہونا
 اترختی ہے انسانوں میں تو جامع جمیع کمالات انسانی ہونا اور عریب نامی ہی بہتر
 ہی ایک عجوبہ ہی بہتر ذات مصطفوی علیہ السلام اور کسی کو کہا نہیں جاسکتا
 سو شوکت سلطنت اور شہم و خدمت لو کا نہ کا ہونا بظاہر وہاں ہی نہ تھا مگر تقسیم
 کے تے ایسے لو کی فرض کر لینے میں کچھ حرج نہیں ان فرض جناب یاری ہوا سو کیا جامع
 جمال و جلال اور نترہ از عریب اور خوف بہر کمال ہونا سب کے نزدیک محقق اور مسلم
 علی ہذا القیاس بندگان خاص کا جمال خداوندی پر عاشق ہونا اور بے افتادہ محبت
 جو بای رضائے اولاد و خونی ہونا سے اندیشہ مند نہ ہونا اور اس طرح او سکی
 بیغرضی اور بے نیازی اور شوکت ملی و جبر سے اس کے غصہ سے خالی ہونا اور اپنی

بظاہر

toobaa-e-library.blogspot.com

یہاں فکر میں گزارنا سب کے نزدیک خصوصاً اہل اسلام کے نزدیک محقق اور مسلم ہے
 جب بہر بات و تہذیب و چوٹی تو اب اہل فہم کی خدمت میں بہر گزارش ہے کہ بندگان خاصین
 احوال کی تصحیح اور تہذیب کرنے سے چند باتیں مرتبہ معلوم ہوتی ہیں اول تو خداوند جل
 جلال و جمال و کمال کا یقین ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر خدا کے اوصاف کمال اور جل
 کسی وہی ہے اطلاع نہ ہوگی تو نہ خدا سے محبت ہوگی اور نہ اس سے خوف پیدا ہوگا کیونکہ
 محبت کا درجہ جلال اور اوصاف کمال ہے اور خوف کا درجہ غرضی اور جلال ہے ہر حسب
 اتنی اطلاع ہی ہوتی تو محبت اور خوف کا نام و نشان ہی نہ ہوگا نہ تہذیب سے کہے تو غرض
 ہوں کہ اگر شہر اندیزی میں باس کراہا ہوا آدمی اور سکو علی سے گای ہو چاہی تو ہرگز اس
 خوف نہ ہوگا علی ہذا القیاس اندیزی میں اگر حسین بے نظیر کسی عاشق فرج کی باس ہو کر
 اور وہ اس کو سبب اندیزی کے قبیحہ لفظ سمجھے تو بوی محبت ہی اس کے دل میں آئے
 اور یہ محبت ہوتی اور نہ خوف تو طلب رضا وغیرہ منیات سے احترازی کوئی صورت نہیں
 چنانچہ ظاہر ہے کہ نفس آرام طلب بغیر ان دو موکون کے کارشوار عبادت و تقویٰ
 کو ہرگز سر نہیں اوشا سکتا اس لئے خداوند کریم ہی فرماتے ہیں و انھا الکعبیۃ
 ہا علی الخ اشعبین الذین یظنون انھم ملا تو ربہم و انھم الیہ رجعت
 یعنی میک نماز ایک ہمارے گنہگاروں و انوں پر جو بوجہ تہذیب میں کہیں خدا

بنا ہے اور ہم اسکے طرف جانی والی ہیں فقط اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ادا کرنا
 بے خشوع بہت دشوار ہے اور یہی معلوم ہوا کہ خشوع ان دو جہانوں پر موقوف ہے
 کہ جس خدا سے ملاقات کرنی ہے اور اوسکی طرف جاننا ہے سو اس میں سے تنہائی حاصل
 اور اندیشہ باز پرس جو محبت اور خوف پر موقوف ہیں دونوں نکلنے میں اور اگر کوئی
 اس ضمن ملاقات اور جمع کو فقط باعث خوف ہی قرار دی اور جو جس سے مربوط نہ بھی تو
 اے یقل ان کے تتمہ محبوبوں اللہ فانہ یغوی تو اس باب میں یہ صحیح ہے کہ محبت
 سہولت اتباع شرع کا باعث قوی ہے کیونکہ امتحان محبت نبی بہرہ ہوا کہ اتباع کی
 دہلا دو علی ہذا القیاس فاما من خاف مقام ربه وضم النفس عن الهوی
 فان العبد ہي المملوٰی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خوف خداوندی کی سبب
 نفس کو اوسکی خواہش سے روک سکتی ہیں اسلئے اول خاف فرمایا بعد از ان وہی النفس
 اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کا خواہش نفسان سے روکنا یہی ہے کہ کیونکہ اتباع شرع
 اور مجاہدہ اور عبادت میں جو اشکال ہے تو اس سبب کہ خلاف خواہش کرنا پڑتا ہی
 العقصتا وفتیکہ جمال وجمال خداوندی پر اطلاع اور اوسکا یقین نہ ہو محبت اور خوف کا
 ہونا موجود کر دین اور سبب امکان اتباع شرع متین متین نہ ہوں اور جب یہی ہو
 تو نفس کا ذکر کیش تو خود ارام طلب ہے عبادت و تقویٰ اوسکی بلا کر کی تو لاہر ہم زندگان

منہما

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاص کا حلال و حلال خداوندی پر بالیقین مطلع ہونا ضروری ہے اگر اطلاع یقینی و واضح
 ہو سکتی ہے ایک تو دیکھی بہالی دوسری سنی سنائی ہے چنانچہ ان دونوں ترغیب کی طرف
 جہاں مندرجہ حدیث متفق علیہ صحیحین میں اشارہ موجود ہے وہ جہاں یہ ہے از الاحسان
 از تعبد بہک کائنات تر انا فانہ یکن تولا فانہ - میرا اہم طلب ہے
 کہ احسان یعنی عبادت کی نوعی یہ ہے کہ خدا کی عبادت تو اسی طرح کرے جو انو تو اسے
 دیکھتا ہے اور جو دیکھنا نصیب نہ ہو تو یہی ہے کہ یوں بھی کہ وہ بھی دیکھتا ہے سو معنون
 اول اول کی طرف مشیر ہے اور معنون دوم معنون دوم کی طرف باقی رہا ہے جب کہ
 کائنات تراہ بل فقط تشفیہ فرمایا ہے سو اس سے عین رویت نہیں نکلتی جو معرفت کی
 طرف اشارہ ہو کیونکہ معرفت کے باب میں اوس یقین کو مگر شرطوں سے معتبر کر لیا ہے جو
 دیکھتے بہانے سے پیدا ہوتا ہے بلکہ اوس سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ ایسی حالت ہو جو
 مشابہہ ہو جسکے ہوسا اسکا جواب ہے کہ رویت کا لفظ صرف میں ختم ظاہر ہی سے
 دیکھتے کو کہتے ہیں سو اگر کسی دیدار کی کیفیت اس آئینہ سے حاصل نہ ہو بلکہ کسی اور واسطہ
 سے جو جسمی جواب میں باسعاضا دیکھا شدہ میں تو اور ذکی سمجھا گیا بطور تشبیہ کہہ دیا
 کرتے ہیں جانوں یوں دیکھتا ہوں وہ نہ حقیقت میں رویت ہے چشم قلب متعلق ہے آئینہ
 فقط بشرعینکے ہی مدد کہیں چنانچہ سبب انہم جانتے ہیں اسلئے رسول الصلوات علیہ

کانک تراہ فرمایا فقط تراہ فرمایا لکن نظر کا خدا جل جلالہ میں جس قدر وضاحت اور یقین ہوتا
 نظر ظاہری میں نہیں ہوتا اس لئے کہ نظر ظاہری بوسیلہ نور آفتاب وغیرہ کام دیتی ہے اور
 نظر باطنی اس میں نور خداوندی سے کام لیتا ہے جسنا پختہ حیرت میں موجود ہے انشوا
 قرآستہ المومن کذبہ یظہر نورہ اللہ یعنی مومن کی فراست ہے بچو کیونکہ وہ بوسیلہ
 اس کے نور کے دیکھتا ہے العصرہ مدہ باطن کا شاعر جن معیار پختہ ظاہری جو نسبت
 اجسام و اشکال الوان کے ہوتا ہے بڑھ کر ہے سو معرفت حقیقت میں ایک قسم کی روایت
 دور جواب بہرے کہ خدا کی تحدیدات کا کپور ٹیکنا نہیں ایک سے ایک بنا دہ واضح ہی ہو سکتا
 میں گور ویلے کیوں ہو قیامت کو جو دیدار ہو گا تو اس جہلی کے سامنے معرفت کی بجلی
 ایسی ہے جیسے شمع فانوس کے پردہ میں نظر آیا ہے پردہ ہو سوا اس لئے آپسے کانک تراہ
 فرمایا تراہ فرمایا کیونکہ تراہ جہلی میں موع پر ہو گیا یہ طرح کا صحابی ثانی نہی جیسے خدا نصیب کی
 قیامت کو جو گا کہ یہ ہی واضح ہے جیسے شمع کی بجلی کو فانوس میں دیکھنا کہتے ہیں سو
 خدا کی بجلی کو جو معرفت میں جہا بوں کے چھی سے ہوتی ہے اسی رویت کیوں نہ کہتے ہیں بہ
 معلوم ہو چکا تو اتنا اور بھی سمجھنے کہ ہم اول کو معرفت کہتے ہیں اور سنی سنائی لغین کو اعتقاد
 ان فرض خداوندی طبع کے علاوہ حال کا علم یعنی ہونا بندگان خاص کے لئے ضروری ہے اور اسی علم
 کی طرف آیت انما یخشیہ اللہ من عباده العالما میں اشارہ ہے کیونکہ ان کے پیش میں کہ

خدا سے عالم ہی ڈرتے ہیں سو اگر عالم ہی عالم جلال و جلال مراد ہو بلکہ عالم اسما لہم و صلوة
 و دیگر احکام مراد ہو تو قطع نظر اس کے کہ صدہا جا ہی اسکے خلوت شہو ہے عالم اسما
 فاسق و فاجر میں اور بہت سے جا بل خاصاً ہی ڈرتے ہیں غور کو علم اسما سے کپور علاؤ فی
 تو نہیں ہاں جیسے علم ذات وصفات شہرہ جو جہ خوف شہرہ سے ایسی ہی علومات و صفات
 خداوندی جو علم جلال و جلال ہے البتہ تعجب خوف خداوندی ہے اس صورت میں بیٹھی ہو
 کہ خدا سے جاننی واسے ہی ڈرتے ہیں جو اسی جانتے ہیں انہیں کے دل میں اور اسکا
 خوف ہے الغرض حال اول بندگان خاص کا تو یہی علم یعنی جو سنی معرفت و اعتقاد ہے
 اس کے بعد بقدر قابلیت و ادراک محبت اور خوف پیدا ہو کر دل میں فکر رضا جوی
 اور غیر رضایت سے احتراز و اجتناب کا عزم پیدا ہوتا ہے اسکا نام تقوی ہی خود خوف
 جیسا کہ شہوری تقوی نہیں کیونکہ تقوی اور تقاہ عربی میں بجا و کو کہتے ہیں سو بجا کا
 مضمون خوف پر متفرع ہوتا ہے وہ خوف کسی طرح کا ہو خواہ بوجہ محبت ہو یا بوجہ
 خیال بے نیازی و قہاری و جباری دوسری حدیث صحیح میں وارد ہے الخلفہ
 من ینفخ النشہات یعنی متقی وہ ہے جو شہادت سے ہی بچی اس سے صاف
 واضح ہو گیا کہ تقوی ہی کا مومن سنی کو اور اپنے بجا و کر لینے کو کہتے ہیں ڈرنی کو
 نہیں کہتی ہاں بے ڈر کے تقوی البتہ ہو نہیں سکتا تقوی خوف ہی پر متفرع ہوتا ہے

اب ایک اور گذارش ہے کہ صبر اور شکر اور توکل اور احسان جیسے شرح بحوالہ حدیث نہ کہو
 ہو چکی اور محبت اور خوف اور اخلاص اور رضا وغیرہ مقامات و احوال محمودہ رضیہ
 سب نفوی کے ساتھ دست و گریبان ہیں بہر سبب ابو زکریا نے ذکر فرمایا ہے کہ
 لازم و ملزوم ہیں اگر محبت اور خوف اور رضا اور اخلاص اور نفوی کے مبادی اور مقدمات
 میں سے میں بنا چھوڑتا ہے کہ گناہ سے بچنے کی اسباب یہی ہیں تو توکل اور صبر اور شکر
 اور سکے لازم اور نواہج بگلا اسکے اجزا میں سے ہیں کیونکہ اگر صبر یا شکر یا توکل بگلا
 تو بیشک موجب بنا رضامندی خالق ہوگا اور ناراضماندی کی کاوش ہے یعنی یہی کوئی نفوی
 کہنے میں ہے چرچہ بنا رضامندی کی نوبت آتی تو نفوی کہاں عرض ناخوان اور فاق ہیں
 کیسکو چھوڑتا ہے بنگداری کہ جو راق اس بات کا معنی ہے کہ یا تہ نفسا انسانی کل میں ہی
 چیزیں ہیں علم نفوی حالانکہ مقامات کثیرہ اور احوال متعددہ مذکورہ ہی موجب شرف
 انسان میں کیونکہ یہ سب نفوی کے لازم و ملزوم اور باہمیہ جو اسکے ملزوم ہیں وہ علم
 فروعی یعنی معرفت اور اعتقاد کی لازم میں سے ہیں سو ان دونوں کو ذکر کرنا سبب کا
 ذکر کرنا ہے احوال جیسے فکر رضامندی اور عزم استعزاز اور غیر متبذیر باعث کمال
 معرفت اور رسوخ اعتقاد کے قلب پر غالب اور مستولی ہوا تو تمام نفوی انسان کو
 حاصل ہو گیا لیکن بہر فکر اور عزم میں بعضی بعضے دیتا تو فتنہ تفسیل اور مضیہ اور غیر

معلوم نہ ہوا ہے نفوی کو لازم ہوگا انسان اپنے شان کی موافق رضامندی اور استقامت
 کی باتیں دریافت کریں مثلاً اگر مال ہو تو نہ کو تو حج کے مسائل ہیں معلوم ہوں وہ کچھ
 ضرورت نہیں غرض نفوی کے واسطے علم احکام لازم ہوگا اس علم کی دو قسمیں ہیں
 ایک تو علم احکام متعلقہ اخلاق و اعمال تقلیدیہ کہ تو ہم علم طریقہ کے علم باطنی کہتے ہیں
 دوسری علم احکام متعلق اعمال بذمہ اسکو علم فہم اور علم ظاہر کہتے ہیں اس سے پہلے
 معلوم ہو گیا کہ علم ظہری علیہ السلام باہر اصطلاح علم باطن نہ تھا جو کوئی یوں کہی کہ
 حضرت خضر علیہ السلام علم طریقت اور علم باطنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 فائق تھے بلکہ یہ غلط فہمی ہے علم ظاہری اور باطنی اور علم معرفت و اعتقاد میں جو
 لازم اور ملزوم نفوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی فائق تھے وہ بہر افضلیت
 جو موسیٰ علیہ السلام کو بہ نسبت خضر علیہ السلام کی جمیع علیہ اہل اسلام ہے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو نصیب نبوت کیونکہ دار افضلیت فریہ نفوی پر ہے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی
 ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ملزوم بقدر لازم اور لازم بقدر ملزوم ہوتا ہے یعنی اگر
 ہوگی ذہنی ہی حرارت ہوگی جس قدر حرارت ہوگی ذہنی اگر کچھ جب بدلیل افضلیت حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے نفوی میں فائق ہونا ثابت ہو تو علم
 معرفت و اعتقاد اور علم احکام میں بھی اور کافائق ہونا لازم آیا بان علم و واقع میں

البتہ حضرت علیہ السلام کا قدم اگلی ٹپا ہوا معلوم ہوتا ہی سو یہ علم علم معروف و اعتقاد اور علم احکام سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کیونکہ وہ تین واقعہ حضرت خضر علیہ السلام کو بطور مکاشفہ معلوم ہوتے عوام کو بطور معاینہ معلوم ہو سکتے ہیں یا شاہ غامض کی جی سے آنا حضرت خضر علیہ السلام کو اگر دور سے معلوم ہو گیا اور حجاب بعد کافی اون کی حق میں نہیں ہوا تو جو لوگ بادشاہ نہ کر کے ہر ادھی اون کو بطور معاینہ پاس سے بھی جائے پات معلوم ہو علیہ القیاس اڑکے کا کافر ہونا اگر او کو قبل غورغ معلوم ہو گیا اور بعد زمانی اون کی حق میں حجاب نہ ہوا تو شرط غورغ جو اوس اڑکے کے معصوم ہوتے عوام خواص اوس کے لڑکوں کو انہوں ہی دیکھتے علیہ القیاس ایک بوز کا تیرو کی ملک ہونا اور اوس کے چچ خزانہ کا ہونا اور ان تیرو کی باپ کا صلح ہونا یہ ساری امور ایسے ہیں کہ عوام کو بطور معاینہ یہ وساطت غمیر معلوم ہو سکتے ہیں مگر انسا فرق ہے کہ اون کی حق میں عیسازمانہ مستقبل وقت قبل غورغ میں حجاب

اور حضرت خضر کے حق میں حجاب نہیں ہوا تھا یہاں دربار صلاحیت پدیدیمان زمانہ ماضی عوام کے لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر کے لئے ہوا اور جی بصرہ شکر کشی یہ بعد ماضی عوام کی نظر اون کی لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے لئے ہوا یہاں حاصل سما یعنی دیوار دربارہ خزانہ عوام کے البصا کا حجاب ہو گیا حضرت خضر علیہ السلام کی لئے ہوا باقی ہی یہ بات کہ بعد اسکے مشکوف ہو جائیگے کہ ایک بادشاہ غامض شبستان بجز انسا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اونہوں نے کشی کو باہر غرض تو شرف الاکر وہ ٹوٹا دیکھ کر چوڑھای اور اوس کے مالک اسی درست کر کے بعد اسکے چلے جانے کے پہرانا کا جلاستین تو یہ خیال احکام شرعیہ تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فائق ہونا معلوم ہے کیونکہ اسکا حاصل احسان اور بردت اور کفالت احسان ہے سو یہ باتیں خیال علم طریقت ہیں علیہ القیاس بعد اسکی ملوک ہونے کے کہ یہ لڑکا کافر تبادی جیسی بیٹے یا شیر کا بچہ بعد بڑی ہونے کے پہاڑ کہلے گئے ہے گور زید انشا امین یہ بات نیا ہی جاتی ہو ایسی ہی یہی بعد یوسف رنگ لیکھا اولچنے دانت دکھلایا گیا سو جیسی یہ بیٹے کے بچو کو اول ہی قتل کر دینا قتل مصلوب ہے خلاف انصاف نہیں ایسی ہی اوس اڑکے کے قتل کو یہی حضرت خضر نے عین معلومت دینی سمجھ کر قتل کر دیا تو کوئی بات عیب کی نہ ہوتی بلکہ خود اسامی احکام شرع ہوا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاص منصب تھا کیونکہ اسکا حاصل قتل کفار ہوا جس کے لئے جہاد شرائع میں مقرر ہوا ہے الغرض علوم خاصہ غمیر علوم عوام سے اگر امتیاز بین تو طریق حصول بین ہمتا نہیں حقیقت میں خود بین مان علوم موسوی یعنی علوم انبیاء جو ذات باری تعالیٰ اور علم صفات باری تعالیٰ اور علم احکام باری تعالیٰ میں اون کی سطح عوام کو اطلاع ہی نہیں ہو سکتی جس میں سے خاصا احکام جو فی الواقع مانا فی الغیب باری تعالیٰ ہے کیونکہ ہماری تمہارے مانا فی الغیب جیسی ستورہ محبوب ہوں کہ سنی

سینا کا اور کو چاک کر کے دل سے خالی کر دینا اس حدیث فی الضمیر اور کے مافی الضمیر کی اطلاع ہو
 تو مافی الضمیر ناریہ تعالیٰ جس کا حجاب خود ذات جناب ناریہ ہے چنانچہ سورہ جن میں لفظ
 علی غیبہ میں نبی کا ضمیر جناب ناریہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ہی اس پر شاہد ہے بے او کے
 انہار کر کے کوئی معلوم ہو گا اگر نظر ہر سے کہ کوئی اپنا مافی الضمیر اسی سے کہتا ہے جس سے او کا
 دل منہ ہے تو مافی الضمیر جناب ناریہ تعالیٰ ہی پر م اور نہیں پر ظاہر کیا جائیگا جو کمال و بزرگو
 پسندیدہ جناب ناریہ تعالیٰ ہوگی اور او کو او کی ساتھ کہ نسبت نہ ہوگی اس لئے جناب
 ناریہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لا یظہر علی غیب احد الا من اراد من ربه رسول
 یعنی نہیں ظاہر کرنا خداوند کریم اپنے مافی الضمیر کو کسی پر کرے جو ان پر جو او کے چہمی ہوئے
 بندی میں انقصہ علوم موسوی عوام کو جو وساطت رسول کی سی طرح معلوم نہیں ہو سکتی
 اور علم خفصری جو وساطت غیر عوام کو معلوم ہو سکتے ہیں چنانچہ واضح ہو چکا ہے باقی با
 اس بات کا البام کہ فلانی دیوار کو سیدھی کر دو جیسا کہ لفظ وہا فعلت عن امری
 اس پر دلالت کرتا ہے سو یہ بات ہر چند عوام کو معلوم نہیں ہو سکتی پر انہما کو بد بجا دلی
 افسوس کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ رسول معینہ الیک امر خیری کا البام تو احد علیہ
 یعنی احکام کے البام کی برابر نہیں ہو سکتا اس تقریر سے وہ شبہ ہی ہی ترفع ہو گیا
 بعض کہ تمہوں کو اس قصہ کو دیکھ کر یہاں ہوتا ہے کہ حضرت خضر کے بار میں تحمل فرمائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر دے ولی میں ہی نہیں بہر کیا وہ بیکرا اور مختلف شریعت البام جو احالہ کفر خداوند کریم کو
 باب میں فرماتا ہے ایتناہ رحمة من عندنا و علمنا کہ من لانا علمنا یعنی وہ مجھے
 او سکول اپنے پاس کی خدمت اور سکول اپنے پاس سے علم اور یہی حق ہے کہ
 مکاشفہ خلاف شرح مغلطہ ہوتے قابل تعریف کجا بلاصحت مکاشفہ کے سے نزل کیا گیا
 کہ شریعت کے خلاف نہوا اور وہ اس شہد کی دفع ہو جائے گی بہر ہے کہ جو باتیں حضرت
 خضر کو منکشف ہوتے ہیں وہ شرع کے مخالفت نہیں بلکہ ان امور میں مخالفت اور
 موافقت کی گواہی ہی نہیں کیونکہ شرع علم احکام کا نام ہے احکام طرفیت ہو گیا
 احکام خیر علم و فاعل جزیرہ ایک بات جدا گانہ ہے او بعد کشف ہونی منظور
 کے جو کچھ اپنے صادر ہوا وہ سب موافق شرع تھا یا احسان کا بدلہ احسان کیا یا
 ایک کفر کو جو حان کیا یا تمہوں کے ساتھ بلہ احسان کیا سو ہر تینوں باتیں ظاہر ہیں کہ
 عن دین و ایمان میں اور تیسرا قصہ کو دیکھ کر جو بعضی کہ فہم بیہن ہمہ استدلال
 کیا کرتے ہیں کہ مزید لازم ہے کہ اگر یہ خلاف شرع ہی کہی تب ہی فرما کر داری
 میں قصور نہ کری او کو یہی گواہی استدلال باقی نہیں کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کو کوئی
 خلاف شرع کشف نہیں ہوا تھا جو او پر وہی نسبت بہر گمان کیا جاسی بلکہ حدیث
 صحیحہ لاطا عدہ لخلق فم عصیة لثانی اس باب میں نص صریح ہے کہ خلاف

شرح کوئی ہی کیونکہ ہرگز تسلیم نہ کرنا چاہئے ہاں مومنان کامل اور پیران عظام
نسبت مہنگان نہواں گز کوئی بات کسی پر کمال کے اپنی ایک وظائف شرح ہی معلوم
تب پیش الفعال حضرت خضر علیہ السلام کے کہ بظاہر خلاف شرح معلوم ہوتی ہے اور حقیقت
میں مخالفت نہیں اور کئی افعال کی مخالفت کو اپنے تصور فہم پر محمول کر کے نہ دال سے
اون افعال کو موافق ہی سمجھی اور موافق نفس صریح ظنوا المؤمنین صحیحہ کی حقیقت
اور حسن ظن سے پیش آئی اب بات کہیں کی کہیں جا پڑی کہنا تھا کہ کہنے لگا کہ پیر
بر سر طلب آتا ہوں عرض یہ ہے کہ نفوی کو علم احکام جو مفسر علم حقیقت و علم حشر
لازم ہے اور نفوی کا وجود و علموں پر توفیق ہے ایک توفیق جو علم حشر و اعتقاد
دوسرے علم خفائی جو علم احکام ہے ایک نفوی کے اور ہے ایک نفوی کی ہی ایک اسکا جسے ایک
اسکا اور اگر کوئی تحصیل علم احکام اور نفوی نیز عمل ہی تو عمل موافق علم مذکور حسب استطاعت
آپ لازم ہوگا اور ان اعمال کے ساتھ نفوی کو ایسی نسبت ہوگی جیسے روح کو بدن کے ساتھ
جسے سبب کمال ارتداد کے جسم انسانی کو انسان کہہ دیتے ہیں حالانکہ انسان حقیقی وہ
روح ہے بدن نہیں بدن کیلئے طاس ہی حقیقت میں نفوی ہی اسی فکر اور عزم صریح کا
نام ہے جسکا اور نہ کو جو چکا اعمال اس کے لئے بتدریج بدن کے روح کے لئے نہیں اور
صاحب اعمال تک اور مجتنب اعمال بد کو جو متعلق ہے جس میں تو اسی سبب کہتے ہیں کہ اعمال آل
نفوی ہیں

نفوی میں فیض خراب اور خراب خداوندی سے بجا و انہیں اعمال کے سبب سر آتا ہے
جیسے بوسیلہ سر تروار کے وار سے آدمی بچ سکتا ہے اور جیسا کہ روح کو اپنے اندر کے
ساتھ بیکل درجہ رابطہ ہے گو باہر جزو بدن میں سرایت کئی ہوتی ہے ایسا ہی نفوی یعنی
خود کو اعمال شرح متین کے ساتھ یعنی یہی نسبت ہی جسمی روح پر مدار شرح شرف و
— منقصت بدن کے ایسا ہی نفوی پر مدار شرح شرف و منقصت اعمال ہے اور
جناب باری تعالیٰ فرماتے ہیں لَنْ يَبْتَغِيَ اللَّهُ لَكُمْ مَالًا وَلَا أَمْوَالَكُمْ وَلَا أَنْفُسَكُمْ
الْتَّقْوَىٰ مِنْكُمْ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ لِكَيْ تَتَّقُوا اللَّهَ تَتَّقُوا اللَّهَ يَرْزُقْكُمْ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ
لَا يُضِلُّكُمْ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ اللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ كَيْفَ يَشَاءُ لَئِن لَّمْ يَظْهَرْ
عَلَيْكُمْ آيَاتُنَا لَنَكْفُرَنَّ بِكُمْ وَلَسَوْفَ نُنزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتَصَارِفُ أَنَّهَا
أَعْيُنٌ يَأْتِيكُمْ مِنَ السَّمَاءِ فَتَوَلَّىٰ ظُهُورُكُمْ فَتُذَوِّبُكُمْ فَتَنظُرُونَ إِلَىٰ آيَاتِنَا إِلَّا لِقَوْمٍ
أَلْفَضَلْنَا فَنَسُوا بَيْنَهُمْ وَابْنًا مِّنْ دُونِهَا فَكَتُمُوا إِلَيْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُرْنَاهُمْ
أَن يَتَذَكَّرُوا لِقَاءِ أُولَئِكَ أَعْيُنُهُمْ لِقَاءِ أُولَئِكَ هُم مَرَكِبُونَ

۸۱
 اور جو فضیلت سے سو ہی تقویٰ مذکور ہے اب ہر کوئی اس شریک و متفحیح سے بھگیا ہوگا کہ
 بندگی کا خاص کو اول علم معرفت و اعتقاد پیدا ہوتا ہے بعد ازاں تقویٰ میں بعد عمل
 احکام اور سکے بعد عمل جب یہ بقدر مہم ہوجاتا تو سامعین اللعین کو معلوم ہوگا کہ یہ سب
 تو اتنا تقریباً سیدین آپ واضح ہوگی کہ یاہ ششہ انسانی کل میں امور مذکورہ میں باقی
 رہی یہ بات کہ ان سب میں افضل تقویٰ ہے اسکی کیا دلیل اسلئے سامعین کو تکلیف
 و حیرت و انصاف ذکر عرض رہا ہوں کہ جناب یاہ تعالیٰ کی بات تو پر جناب یاہ تعالیٰ کی
 بات ہے وہ جو کہ فی سبب میں سر او میں تفاوت نہیں ہو سکتا سو کلام ربانی پر ان میں کا
 مقولہ موجود ہے ان اکرمک عند اللہ انفا کھد یعنی شیک خدا کے نزدیک بڑی
 عزت والا وہی ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ جناب یاہ علی
 صاف صراحت نہ کہ اشارتہ تاکید یوں فرماتے ہیں کہ سب میں معزز و مکرم وہ ہی جو سید
 زیادہ تقویٰ ہے اب اگر کوئی یہ بات معلوم یا مفلون ہوگا ایک شخص تو تقویٰ میں زیادہ ہے
 اور دوسرا علم میں تو ہمیشگی شہادت خداوندی بطریقہ حق کے باطن کے اوسکو افضل
 کہے گی جو تقویٰ میں زیادہ ہوگا دوسری حیاتی یوں ارشاد ہے انجملہ الملتقین
 کا لفظی یعنی کیا ہم برابر کر دیں تم کو جو فاجر کی ساتھ اونظاہر ہے کہ فاجر اسی ہی
 کہتے ہیں جو تقویٰ نہ ہوگا کہ عالم ہو بلکہ عالم ہو کہ تقویٰ نہ ہو تو سب فاجر و کفار ہے پر سب عالم

فاجر برابری نہوا تو افضل تو کا ہوگا لیکن اتنی بات اور سن اپنی چاہئے کہ موافق حدیث
 شریف حسب الدنیار اس کل خطیہ ذہنی بات ثابت ہوتی ہے کہ جسکو محبت
 دنیا زیادہ ہوگی وہ فسق و فجور میں ہی زیادہ ہوگا اور جسکو محبت دنیا ہوگی یا کم ہوگی او میں
 فسق و فجور ہی ہوگا یا کم ہوگا اور جسقدر فسق و فجور کم ہی ہوگی او سقدر تقویٰ زیادہ ہو
 اگر باکل فسق و فجور نہ ہوگا تو باکل تقویٰ ہی تقویٰ ہوگا اسکی الہی مثال ہے صبی نور اور
 ظلمت کہ او میں سے جسقدر ایک کم ہوگا دوسرا تو سب ہی زیادہ ہوگا اور اگر ایک باکل
 نہ ہوگا تو دوسرا باکل ہوگا اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ جو عقیدان حق تعالیٰ کے قلب
 محبت و نیاسے پاک صاف ہو کر محبت خداوندی سے پر ہو گیا ہے نسبت اون
 علماء کے جو فقط علم احکام اونکی نصیب ہوا او بسبب حاصل نہونے علم معرفت و اعتقاد
 کے ایہی اونکا قلب بہ محبت دنیا سے پاک ہوا اور نہ محبت خدا سے پر افضل و شرف
 ہوں معنی اور بارہ امور بتیلیم یہ نسبت امور نا پسندیدہ بدینہ کے ہی شدید ہی چاہئے
 از اللہ کا یعنی نظر الاما اکر ذکر و صورت کمال جو مذکور ہو چکی اوست پر ہی سو جو شخص
 اور جو فضیلتیہ سے مترو ہوا اور بارہ احوال و اخلاق قلبی تھی ہوا اگر اسی مانا اوس سے
 بمقتضای بشری نہ بوجہ دیگر دیاب احکام بدنی کو پھر تصوری ہوگا تو بشرط قدر شناسی
 شریعت اور اعزاز و اکرام دین ظاہر او عدم استحقاق احکام ظاہرہ اوس شخص سے

افضل ہی ہو گا جو علم احکام میں اوس سے فائق ہے اور عبادت تقویٰ و بارہ احکام بنی
 ہی لکھا ہے کہ اسے پر قلب اسکا احوال و اخلاق ناپسندیدہ سے اپنی نیک نیتیں ہوا
 معنی ان اللہ یحب المتقین ان اللہ مع المتقین کے کلام الہی ہوا ہے
 ان اللہ یحب العلماء ایک جہاں نہیں اور یہی واقعہ ہے کہ محبت اوسی چیز سے
 ہوتی ہے جو انہی نزدیک ان اشیا سے اچھی ہوتی ہے ان اشیا سے محبت نہ ہوگی بہر حال
 ہو چکی تو اب ایک دگر نظر ہے کہ عالم ظاہر سے عمل ماکم عمل سے توسیع کا افضل و اشرف
 قطع نظر واصل مذکورہ کے یون ہی مسلم ہی کیونکہ جہاں میں تارکان دنیا اور تقیانی ہوتے ہیں
 ساتھ ساتھ محبت کرتے ہیں عالمان جیسے ماکم عمل کے ساتھ تو ذی نہیں کرتے پھر عارفان
 ربانی کہتے انہا زمان کے نزدیک سب سے صوفیوں کے تقویٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ سبکی
 عارف ہو سکتا مگناں ہو اگر وہ بقید ہو تو انہا زمان دونوں اس کے معتقد ہوتے ہیں اسلئے
 بی بیعروض کے راوی تو عارف ہی تقویٰ ایک مفہوم مصداق اور فطیہ معنی ہے اسلئے کہ
 تقویٰ لازم ہے لیکن یہی نہیں بلکہ معرفت نصیب ہوا رہا انہی فکر رضا جوئی خداوندی اور غیر
 اشتراک منہیات دل میں پیدا ہو کر انہی کو ہر انسان کی حیرتیں بہر دو باتیں لکھی ہوتی ہیں کہ لذت کی
 چیز اگر پیش آتی تو اسکی طرف راغب اور جوہیت کی شے پیش آتی تو اوس سے ڈری کر لیں
 اگرچہ یہی ہے محتاج دلیل نہیں بعض کہ عقلمان مدعیان دنداری کہتے یہی ہی تقویٰ

کہ اہل شریعت کی نزدیک ہی سلم ہی نہیں تو وعدہ و وعید اور ثواب و عقاب لغت سب لغت ہوتے ہیں
 جہاں سب قدر محقق ہو چکا تو اب عرض ہے کہ کہ صورت حصول معرفت لازم ہے کہ جمال و جلال
 خداوندی کشوف شود ہوا اور یہی ظاہر و باطن ہے کہ جہاں خداوندی سے زیادہ کوئی
 لذت کی چیز نہیں اور جلال خداوندی سے زیادہ کوئی چیز نہیں اگر تیر قطع نظر اسکی یہی اور سلم
 الثبوت ہونے کی اعادیت صحیحین اسکی طرف اشارہ موجود ہے اور اہل فہم تو ایسا کلام انصاف
 عن ربهم جو مسند صحیحیوں نے شتم انھم لصالو الجحیم سے یہی مطلب نکال سکتے ہیں
 کیونکہ اس بار کا حاصل تو یہ ہے کہ کفار اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں لگے ہر اسکے ساتھ
 جہنم میں جہی سکین گئے اور پھر کیا رہا ہے بطور ہجرتی اور ڈرانے کے فرمایا ہے اور
 فاعده ہی کہ آدمی تکلیف کی چیز سے ڈرتا ہے سو دیدار سے محروم رہ جانی تو جہ تکلیف ہو
 کہ دیدار میں آرام و لذت اور اسکی تسنا ہوا اور چونکہ خودی دیدار کو اول ایسا و خراب ناکر
 بطور تھمیک بعد میں بیان کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بڑا خدا ہے اس روز خودی دیدار کی
 یعنی کفار اوس روز دیدار سے محروم و مجبور ہوں گے ہوں گے ہر اسکے ساتھ یہی ہی نصیب ہوگا
 کہ عاقبت ظاہری ہی ہوگی خدا بنایں ہوگا تاکہ اس میں هیچ الوجہ تکلیف ہی تکلیف ہو اور یہ
 محروم دیدار سب خدا ہے اول غیر ہوا تو دیدار نعمت ہونے میں سب اول ہوگا اور
 جب عباد خداوندی سب نفع ہوتے ہیں کہ جو تو صاحب معرفت کو ہی آخر ایک قسم کا

بیدار رہتا ہے مثل دیدار حضرت و اشکاف اور سپردہ نہی پیر کیا سعی کہ صاحب فقیر
کو محبت اور لذت پیدا نہوا اور بقاضای محبت اور یوں طلبگاری فکر رضا اور اندیشہ غرض
اور سکے دل میں پیدا نہوا اور جیسی پیدا ہوا تو یہ تقویٰ آپ حاصل ہو گا کیونکہ اوپر کی تحقیقات
واقع ہو چکے ہے کہ تقویٰ کسی کا نام ہے اس سے ثابت ہو گا اے ایس کو معرفت حاصل تھی
در خلاف رضا مندی اور سے ظہور میں نہ آنا اور اگر پاس غلط مقصود و مخالفت ہر امت
کو تسلیم ہی کر لیں تو اوائل تو کو کچھ کہیں گی گنجائش ہے کہ کلام ہی آدم میں ہی مقصود ہر تہا کہ
انسانوں میں ہمیں کون ہے کہ عارف ہوا تو ترقی ہو یا نہیں سو بہر بات واضح ہو گئی کہ فرود
بشر کی خبر اور تباہی میں غربت و محبت اشیا ملذذہ اور لذت اشیا نامناسبہ کہی ہوتی
پیر کب ہو سکتا ہے کہ مشاہدہ کسی چیز لذت میسر آئی اور اسکو غربت و محبت پیدا نہوا
شیفتر رضا خداوندی نہ ہی اور نا خوشی کا اندیشہ نہوا اگر ایس میں بہر بات نہ ہو تو نہوا اور
نوع ہے انسان اور نوع دوسری پیر کہ اگر بالفرض باوجود معرفت تقویٰ یعنی رعایت
رضا و خوف عدم رضا نہوا تو وہ مثل ایس سے مطرد و دلچون دکھا ہو گیا موافق
مثل مشہور عدد شود سبب خیر خدا ہوا بد اس صورت میں ہمیں اس سے زیادہ
اور کیا محبت طلبگی کہ ایس باوجود معرفت کے بسبب نہوا تقویٰ کے جبر الیسا معلوم کیا
نواور و نکا تو کیا فکر انقضی ہوجو مذکورہ بہر بات کا عدیان معلوم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض

اور تقویٰ نہوا تو وہ معرفت کچھ کا نام آنگلی بلکہ اوٹھے مرتبہ عقاب ہوجا سکیا پتہ
ظاہر ہی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اگر حکام وقت کو کوئی خوب نامہوا اور سطر کا احتمال نا ہوا
نہوا کہ اسنے آجہای اسلام نکر ہی اور اسے پیش نہ آئی تو لاجرم مورد عتاب ہوگا
اور اگر کوئی انداز پیرانا واقف سامنی آجہای اور سلام نکر ہی تو اس سے حکام کو کچھ غائب
نہوگی غرض عالم علم احکام کو تقویٰ کی نامی صورت نہیں تھی عالم علم معرفت کو ضرورت ہے
پتہ جبر عالم علم احکام کو در صورت نہوتی تقویٰ کے اہل عالم آنا ذلیل خواہتے ہوں تو
عالم علم معرفت کو در صورت نہوتی تقویٰ کے اور یہی بد سمجھنا چاہتے مہذب اکلم اللہ
ہی ہی سمجھتے ہیں آتا ہے کہ اہل معرفت کو ہی تقویٰ ہی سے شرف و تفضیل اسکی بہر ہی کہ
کہ بہر تو پہلی معلوم ہو چکا کہ آیت انما یخشے اللہ من عباده العلماء من علم
علم معرفت و اعتقاد واجب اور پر ایسے علمائے تعریف میں یوں فرسڈا کہ پیر لوگ
خدا سے ڈرتے ہیں اور وجوب تعریف علما۔ زبان ہی خوف ہی فقط علم حق تعریف میں کافی
نہیں بلکہ علم حق کی ہی بڑی تعریف ہی کہ وہ ذریعہ عمل خوف ہی اور یہی ظاہر ہے کہ حق
روح تقویٰ ہے تو معلوم ہوگا کہ تعریف ہی باعث افضلیت ہے علم معرفت بذات خود باعث
افضلیت نہیں تو منجی کے لئے ایک مثال عرض کرنا ہوں جیسا یوں کہتے ہیں کہ روشننے
آفتاب ہی نہیں ہے اور اس سے اہل عقل دو باتیں سمجھتے ہیں ایک ہے برکت آفتاب اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اشیا بنور سے روشنی میں برابر ہوا ہے دوسری یہ کہ باعث تعوی آفتاب ہی روشنی
 و قطع نظر روشنی کے آفتاب میں بذات خود کوئی بات قابل تعریف نہیں اگر ہوگا تو کوئی اور
 وصف ہوگا جیسے اوکلی گوئی بلکہ اوکلی ہی ثری تعریف ہے کہ ایسی روشنی کی اوسین
 قابل ہے مثلاً نہ یہ کہ ذات آفتاب قطعاً قابل تعریف ہے ایسی ہی آراء انداختنے اللہ ہی ہی
 اہل فہم و بائیں سمجھے ہی ایک تو یہ کہ علماء ربانی خوف و خشیت میں اور فریضی ہوتی ہیں بلکہ
 اذہن میں بہر بات منحصر ہے کیونکہ خوف جانی والی ہی کہ تو اسے جو بخانی اور کیا اندیشہ و فکر
 یہ کہ باعث تعریف و موجب علماء ربانی ہی خوف ہے یا اور کوئی وصف قطعاً علم قابل
 تعریف نہیں اور جہاں کہیں بظاہر قطعاً علم کی تعریف ہی آتی ہے جیسی مثلاً حدیث فضل العالم
 علی العباد کہ فضل علی اذن اے کہ میں جسے میرے میں کہ بزرگ عالم کی عبادت پر ایسی ہے
 جیسے بزرگی میری اور پادتی تمہارے کیے فقط تو حقیقت میں تمہیں علم کی فضیلت مقصود نہیں بلکہ
 وجہ و دیکھی ہی اہل فہم کے نزدیک ہی سہولت تو ہے کیونکہ اسکی اس مثال ہے جیسے لو کہتے
 پٹا سیف بانک جانی والے انجان ٹرنے والے اسے افضل ہیں سبائی میں کہ ٹرا وغیرہ فہم
 سپہ گری کو جو تفری نواسی وجہ ہے کہ اونکی پوسل سے آدمی ہر لیتے کے واسے
 بچ سکتا ہے اور جریف تو اگر جہ تو ہی اور صاحب سبلیح مع ایک ذوق کے کیوں ہوا سکتا
 ایسی ہی عالم کو قطعاً عابد بزرگ ہے تو اس وجہ سے ہی کہ بوسلہ عالم آدمی شیطان کفر
 ذوق

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور خدا کی ناخوشی سے بچ سکتا ہے بلکہ شیطان ایسے لوگوں کو دیکر براگنا کہتا ہے چنانچہ
 الشیطان یقیناً من نظر عمر اور یقیناً ولحد اشد علی الشیطان من العن
 عابد سبکی سنی حلق حمد میں غرض شرف علم کی بات بہر توفی ہی بہر جائری معنی جیسے اس
 مثال میں کہ پٹا سیف بانک غیر فہم سہ گری کے جانی والے انجان ٹرنے والے بقیضت
 اہل دانش و فہم فہم سپہ گری کی جانی والی کی جانی ہی ٹرنے کی قید سمجھتی ہیں اور اسکا حاصل
 اور کوئی نزدیک علم کو فہم ہوا ہے انہوں سپہ گری کا جانی والا اگر ٹری تو انجان ٹرنے والے
 اہماریگانا بننا چھٹا ہے کہ کوئی کہے ٹرنے اور یہ مقابلہ عرفان کی سانس نیچے کر ہی ٹرنے
 ٹری جانی جن انجان ٹرنے والے پر کیا فوقیت ہے ایسی ہی حدیث فضل العالم علی العباد
 اہل علم و فہم قیود عبادت ہے میں اس حدیث کے بہر توفی ہوتی ہے علم کی موافق
 عبادت کرنا اور لیکو قطعاً انجان عبادت کرنا ہی برابر فیضیت ہے جیسے ہماری کسی ادنیٰ بہ
 اور یہی قدر ہے کہ علم کے موافق عبادت ہو تو توفی پہلی ہوگا کیونکہ علم احکام تو نام ہی
 بات کا ہی کہ مرضی غیر مرضی مخلوق پہناتے اور مرضی غیر مرضی کو پھان کر کام کرنا تو توفی ساتھ
 رہیگا اور اگر ہم باس خاطر علماء مناظر اس سے ہی درگزر کریں اور یوں کہیں کہ علم
 بہر طرح عبادت بہر فوقیت ہے اول تو یہ بات ہماری ہی دعویٰ اصل کے موافق
 نہیں کیونکہ ہم توفی کو علم سے افضل کہتے ہیں اگر عبادت سے علم افضل ہوا تو عالم

کیا نقصان بہ حال علمائے اہل حق و عبادت پر ہوتا ہے اور یہ تو ہی ہے اسکا اصل و بنیادی ہے احترام جسکے محبت خدا و کلمہ
 ہرگز افضل نہیں ہو سکتی اور تفریق ہی واضح ہو گیا کہ حدیث فضل العالمین اگر عالم سے
 عالم سائل و احکام مراد ہو جیسا کہ ظاہر ہی ہے یہ تیسری علمائے اہل حق کو اہل تقویٰ پر جو
 فی الحقیقت ہوں یا مہمانی اور تمدن ظاہر و باطن میں فضیلت نہیں ہو سکتی جہاں تک عالم سے
 عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہو چنانچہ نظر دقیق ہی معلوم ہوتا ہے اسکو
 میں تو بارادھوی حریفی کی دلیل سے ثابت ہو گیا کیونکہ جامع علم معرفت علم احکام
 یومضو فیہ کرام اور بونی نہیں ہوتا علمائے اہل حق اگر علم معرفت نصیب ہوتا تو علمائے اہل حق
 کیوں کہ بلاق باقی ہی بہرہ بان کہ تفریق حق سے بہرہ بان ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث میں
 عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہی اسکے کیا وہی سوچنا ہے
 میری جانب توجہ پر کہ سنتی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یوں فرمایا کہ عالم کو عابد پر
 ایضی فضیلت ہے جس میں بھی تمہاری ہیں سے کسی اہل تقویٰ پر یعنی نہیں کہ میری اور عالم کی فضیلت
 دونوں مطرح سے برابر ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر نہ کہلی بلکہ
 علماء اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اولیٰ فضیلت تھی کیونکہ اہل سلیمان یا اہل صحابی
 مسلمان عابد یا صحابی عابد یا متین افضل ہے تو اس صورت میں جو نسبت کہ سوال

صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل سلیمان یا اہل صحابی سے ہی وہی نسبت عالم کو مسلمان عابد
 یا صحابی عابد کے ساتھ نہ کی تو جیسے عبادتوں سے افضل تھا عالم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے افضل ہو گا اور یعنی یہ ایسا فقہ ہے جو ایمان جیسا کہ لاکھ تین چوبیس کو بارہ کی نسبت
 وہی نسبت ہے جو آئمہ کو چاک کے ساتھ تو جیسی برابر ہی نسبت ہے جو میرا شہ سے زیادہ ہی ایسی
 باوجود برابر ہی فضیلت کے عالم کو سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ہوگی بلکہ مطلب یہ ہی
 کہ عالم کو عابد پر اولیٰ قسم کی فضیلت ہے جس قسم کی کچھ کو اہل تقویٰ یعنی تشبیہ نوعی مراد ہی تشبیہ
 شخص مراد نہیں اور تشبیہ نوعی مراد ہوتی ہے صورت ہوتی جیسا کہ لاکھ تین چوبیس کو بارہ کی نسبت
 سے افضل ہے یعنی سو نہ کی نوع چاندی کی نوع سے افضل ہے سو اس صورت میں
 ماشہ برابر چھتے سو کو جیسا ماشہ برابر چاندی پر ششہری و سیاسی ہزار برابر چاندی پر
 اس طرح نوع علم کو اگر چہ ہوا ہی کوہن نہ ہو نوع عبادت پر اگر چہ بہت ہی کیوں نہ ہو
 اور فضل ہوگا مگر جیسی سو نے اور چاندی کی شمال میں دیو نہ ہو نہ کہ سو ماشہ برابر اور چاندی
 ہزار میں ہو چاندی کو ایک شکر نہ تیسرا حاصل ہوگا نہ سو کو باوجود شرف ذاتی ہونیکے
 اوسکے ساتھ کہ نسبت نہیں ہزار میں چاندی سے جو شرف ہوگا اگر چہ عدد میں و آرام دہی و
 دہوی میرا سکتا ہے ماشہ برابر سو نے سے ہرگز نہ وہ شرف ہو سکتی ہے اور نہ وہ میں
 و آرام میرا سکتا ہے ایسی علم و عبادت کا حاصل سمجھنا چاہیے یعنی چند نوع علم کو اگر چہ

ماشہ برابر جو تہا ازین عبادت پر تشریح اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عالم کو اس عابد پر ایسا شرف ہے جیسا رسول المصطفیٰ علیہ وسلم کو کسی اور پر مگر عابد مذکور کو جو تہا ازین جو عبادت کی اور اس عالم پر ایسا شرف ہے کہ سب گراؤں کی کفش برداری ہی کرے تو یہاں ہے کیونکہ ماشہ بہر سو نیکانک لکچہ برم تہا ازین چاندیکہ مالک کی خدمتگاری کر سکتا ہے پر برس نہیں جو سکتا اس صورت میں علم کو مطلقاً اہل عبادت پر ہی شرف نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ اہل حق اور اولیاء صوابی تقویٰ اور عبادت یعنی صوفیان صافی پر خیر بیہات توں جانتا ہے دوسری مطلب کی تمہید میں اگلی مطلب یہ تھا کہ اس حدیث میں عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت و حکام متقدم علم طریقت و شریعت ہے مراد ہے سوا اسکی وجہ یہ ہے کہ تشریح پر بھی مراد تو اب دریافت کرنا چاہئے کہ رسول کو ادنیٰ اتنی کبر نوع کا شرف ہوتا ہے اسلئے معروف ہے کہ اس علم پر شرف حسن و جمال یا کثرت مال یا شرف حسب و نسب تو مراد نہیں اگر تو شرف عند اللہ مراد ہے سو وہ شرف رسول المصطفیٰ علیہ وسلم کو امتیاز پر جو علم معرفت و تقویٰ و علم احکام و اولیاء علم معرفت و علم احکام ہے سوا جس قسم کا شرف کا عالم کو ہے جو جامع علم معرفت و علم احکام ہو کیونکہ علم معرفت و علم احکام تو اوصاف ہیں جن کا پر تقویٰ ہی ساتھ ہو گا کیونکہ یہی ثابت ہو چکا ہے کہ علم معرفت کو خشتیہ اور تقویٰ اللہ ہے سو ایسا عالم جو صوفیان کامل اور کوئی نہیں ہوتا صاحب یہ بات ثابت ہو گئی تو اب اس

حدیث میں علما ناظم کے افضل کشف و انوری نے دین باقی تہا ازین نیکانک و فی دین او سکتے مخالفوں کی دعویٰ کی دلیل ہو گی مگر ناظران مطہر پر اتنا اور واضح ہے کہ عرض پر مطہر نہیں کہ صوفی صورتوں کو جس کی شکل کے صوفی میں ملا بہر فضیلت ہے اور یہ ہے کہ علم ظاہر پر خیر نہیں حاشا و کلا اس خاک پائی فقر و افتقار و خدام ملما۔ کو دونوں سے نسبت نیا زندگی حاصل ہے پر بیان فرق مراتب و دفع اہام بعین احباب کے ہے ان اوراق کا سیاہ کرنا پڑا ہے عرض یہ ہے کہ تقویٰ کی افضلیت علم پر اور علم عبادت پر شرح ہو گئی ہے علم معرفت اور علم حکم میں جو کہ نسبت ہی باقی رہ گئی اسلئے بطور یاد دہانہ یاد گوں گذار میں کہ تقیہ مشغولن آہ انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء سے تخی بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ تقویٰ علم معرفت سے حاصل ہوتا ہے علم احکام کو اور کی حصول میں کہ پتہ تشریح میں ان او سکا اور اگر تہا جی جی عبادت ہی او سکا آئے ہے تو اس صورت میں اجرم علم معرفت جو باعث حصول تقویٰ جو ہے اشرف علم احکام سے اشرف ہو گا معنی علم یعنی و السنن ہے اور السنن سببنا شرف علم شہر جو مباح علم پر علم اشیا عمدہ مباح علم اشیا غیر عمدہ تو اس صورت میں کسی علم کو کسی علم پر شرف دانی تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حقیقتاً درجات ہر علم کی ہی ایک دانستن ہے بلکہ شرف ہو گا تو باعتبار معلوم ہے ہو گا یعنی ہر علم کا معلوم عمدہ اور افضل ہو گا وہ علم ہی اور علم سے افضل اور عمدہ ہو گا جسکا معلوم افضل اور عمدہ ہو گا

شہ علم علم بول و برائے اس وجہ سے افضل ہے کہ اسکا معلوم علم بول و بزرگ
 معلوم یعنی بول و برائے افضل ہے اور یہ افضلیت علم باعتبار افضلیت معلوم سے
 تو علم ذات و صفات و تجلیات و شمول باری تعالیٰ جو علم عقیدتی علم احکام سے افضل
 اس صورت میں صوفیہ کرام کو قطع نظر شرف تقویٰ و لازم تقویٰ ملانے خاطر کہ نسبت دوسرا
 ایک شرف ذاتی ہوگا اور حدیث العلماء و رتہ الاجلیاء اگر پابہ ثبوت کو ہی پہنچ جائے
 تو علماء علم معرفت وہ شریک وراثت ہوگی بلکہ مصیبت ان دنیا کی اولاد و وارث ہوتی ہے
 اور اولاد جن سے اولاد پوری کا حصہ اولاد و قسری سے دونا ہوتا ہے ایسا ہی درخت
 انبیاء میں علمای معرفت کا حصہ علمای علم احکام کے حصہ سے زیادہ ہوگا معنی جو
 در بیان عمل بسم الرحمن الرحیم ہرگز نظر انداز نہ

مکتب میرا گناہا میمان محمد قاسم جناب مولوی نصر الدین صاحب کے خدمت میں بعد اہم
 مسنون عرض بردانہ لکھا عنایت نامہ اور یہ دس سوالوں کا استفسار ہے جو
 عبدالمکریم صاحب چانی کے جواب لکھے ہوئے ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب مولوی حمید اللہ
 اوکلی تصدیق فرماتے ہیں کہ کسی روز مولوی میری پاس پہنچا کہ مجھے اپنی طبیعت بگانی تھی
 کہ کج تر مت مشاغل ضروریہ کا جو ہم نے دل لگا کر دیکھنے کی غصبت نہ ملی آج ساتویں سفر کو
 لیکر شہ باہر میں تیسرا استفسار کو دیکھ رہا ہوں بیخ ہوا انیسویں ہر قوم میں اتحاد ہی نہیں
 ملتا ہے

مسلمانوں میں تین جتنی ہنگامی اور قصہ ساری عالم میں ہو گئی تھی ہی شاید اس وقت
 ہوں انانالہ و انانالیہ راجحون خدا تعالیٰ اور رسول مرصطہ اور علیہ وسلم کو کسی سے
 تاکید یہ اتفاق کیا ہے میں فراموش اور نزاع و جدال سے کس طرح روکیں یا تہذیبی
 تو نزاع میں ہوگی ہوتو اتفاق میں ہو علمای کم نہیں کی باعث اختلاف پیدا ہوا ہے
 باعث اور اختلاف کے اور اسی کی کوئی صورت نہ نکلی تہذیب خود رائے کی بہ نسبت ہو گئی کہ
 تہذیب کے زوال بلکہ تہذیب پرستی والے اپنی فہم کے پیرو ہوتی تو ان صاحب بہ نسبت ہو گئی
 تو اسی وقت میں استغناء و فتویٰ کس مرض کی دوا ہے بجز اسکے کہ اختلاف سابق
 میں ایک رشتہ نکلائی اب ہر اور چیز جی جی ہو گئی ہو گئی اپنی وضع کی سنتا
 مولوی کی بات اگر سنتے ہیں تو اس کا نسبی آتی دوسری کان دیتے نکل گئے البتہ وقت میں
 اس حدیث بچل کا وقت سے اذرا بیت ہوتی مہذبنا و مشغلا مہذبا و دنیا مہذبنا
 و اعجاب کل ذی عیاشے بدارتہ فعلیاً علی خاصاً صفة نفسا و روح
 امر العوام او کما قال علا و ہرین ابی کم علمی او بے سروسامانی سے اب تک
 مسائل ضروریہ شہور میں ہی بجا جواب دہی کا اتفاق نہیں ہوا یا تھی باوجود کہ اس
 معلوم ہوتا ہے اور احباب کو واسطی و جب تک تلاش ہوتی ہے اور پھر یک شہورہ کی لغت
 آتی ہے تو اگر ذرا غلط استفسار کی تو بت آتی ہے تو کسی کسی جیسے نفاذاتو کجا

toobaa-elibrary.blogspot.com

لجنتہ کا انفاق جو تاجہ کران اس سے ہی احتراز ہے اولی معلوم ہونا ہی بدایت تک
 کوئی صورت نہیں البتہ فقہ نہ یا جو جلتہ میں اس کے مجھ کو ان سوال کو جواب میں کہیں عرض
 معروض کرنا ہی دشوار ہے البتہ اس کے غلطی سے ڈرتے ڈرتے اتنا لکھنا ہوں کہ میں تمام
 مسائل سطویہ میں اچھا معصی ہوں مگر ان مخالفت عقیدہ کو ہی اس زمانہ میں خالی
 فتنہ لکھنے سے نہیں بچتا بہرہ گیری گذارں اگرچہ اور صاحب کو مریگی لگی ہیں کیوں کہ
 اپنی بھیر سے معذور ہوں لکھنا ہوں تو اور صاحب کو مریگی ناخوشی کا اندیشہ جس سے ایک فتنہ نازہ
 اور آراء کا ہنگامہ ہے اور میں لکھنا ہوں تو کمان حکم کا لازم موجود مریگی تو یکتہ وقت
 کی خاموشی کو کمان کہہ سکتی ہیں اور اس کیسوی کو سکوت سے تعبیر کر سکتے ہیں بلکہ علیکم
 انفسکم را ایضاً کہ دراصل اذ اھتدینم کی موافق اور سکون اور
 کہتے ہو جا ہی ہوں ان زمانہ کی ترک عقیدہ کو فتنہ لکھنا ایسا ہی جیسا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یوحنا بطویل قراءہ فتنان لکھنا طویل قراءہ
 فضائل یعنی ۔ ہوں اور پر آپ فتنان فرمائیں نیز اسکے کہ تفرق جماعت ناز کا
 نقصان طول فتوت کے نفع سے زیادہ ہوا اور کیا کہتے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امور
 مختلف نہیں جیسے کہ باہرین ہم کوئی بعضی ہم نہیں کہہ سکتے ورنہ اختلاف کی نوبت ہے
 کیوں اتنی اس زمانہ میں یوحنا تفرق جماعت اسلام ہو گئی جس کا نقصان تفرق نماز سے

کیا دیکھو

کہیں زیادہ ہے باوجود اسکے ایسا ہوں پر اثر ان کو کہ جو تفسیر نے لکھی ہو گا ہمیں جو معلوم
 ہوتی ہے کہ حضرت عثمان غفرلہ نے مسیح قرأت یعنی سبع لغات کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے باسند علم نام شہادت اعاذت خدای تعالی سے حاصل کیا تھا جو
 کر دیا صحابہ نے سمجھا کہ تفرق جماعت اسلام کے نوبت سر پر آئی اگر امت کو نہ سنبھالا تو کوئی
 کیا ہوتا ہے عرض اور ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول فتوت پر اپنا
 جماعت کو مقدم کر دیا اور صحابہ نے رعایت سبع لغات سے بقا جمع اہل اسلام
 افضل سمجھا تھا سر یوحنا عدم توقع قبول نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل
 طول فتوت عقیدان حضرت معاذ کو سمجھا کر اس فتنہ کو دبا یا اور نہ صحابہ نے سبع
 لغات کی تصدیق امتہ حرم کو سمجھا کر اس فتنہ کو چھپایا یا اس طرح اربع عوام کا انعام
 توقع نہیں آج صاحبوں سے یوحنا علم البتہ توقع باقی ہے ان شبہات سے آپ سمجھ گئی ہوگی
 کہ میں اس کا عقیدہ کو کیا سمجھتا ہوں اور ذکی بر لکھنی والو کو کیا اور مفید دن کو کیا
 جانتا ہوں اور ذکی انداز کو کیا عرض باوجود ارشاد مذکور حضرت معاذ کی فضائل کو لکھ
 منکر نہیں ہو سکتا ہر جو بتہ قصیر قرأت میں ہی شک کی گنجائش نہیں ایسے ہی بار کا عقیدہ کو
 بزور نیت خیر اس سے زیادہ برانہیں کہہ سکتا کہ فتنہ انگیزہ میں اور اس سبب سے ذکی انداز
 والو کو بہت برا سمجھتا ہوں باقی جو کچھ آپ نے تصدیق نہیں لکھا ہے صحابہ ہی اس سے زیادہ اور

toobaa-e-library.blogspot.com

کیا عرض کروں مہربری باس ایک ایک ہی ہوتی ہے نہیں سلتے مہرگانے سے معذور ہوں تو پتو
 العبد بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد قاسم
 برادر کرم السلام علیکم وہ عنایت ختمہ میں اعتراض باوریاں مرقوم ہوا گلو میں بیوچا ہوا
 مگر جو یہ نکاح صاحب زادہ مولانا وان اجابا کہ عہد ہوا وہ ان تو اسلئے جو ایک موقع میں
 نافو نہ آکر جو ایک پلکروا نہ کیا تھا اگر قیصر بندہ دن کے ہوتی ہوگی ایک رسیکے پتیر
 شادید ضرورت نہ بھی ہو رہ پیری ہا تمنا ہے کہ یہ بیوچا ہوا میں خیال سے کر رہا عرض
 کرتا ہوں جس سے حکموں کو کھانا اسباب غرہ میں سے ہے اور کثرت حکام موجب انت
 من سے یاوشاہ کی نسبت سب حکوم میں وہ سب بن معزز ہوتا ہی اور عریض کے حق میں
 جو کبلا اور کسٹبل سے لیکر یاوشاہ اور لاہور تک سب حکام ہوتے ہیں وہ سب فی لیل
 سبھی جاتے ہیں اس صورت میں اگر کسی ملازم کو بیچ کے عہدہ سے ہٹا دینے کے لئے کوئی
 اور سلطنت تک بیوچا دین تو بہ نسبت میں بیوچہ افزائش حکومت و کثرت رعیت
 عزت کو نرنی ہوگی اور اگر سلطان وقت کو گشتا کی گشتاے توام الناس عریض بن
 داخل کر دیت تو مرتزلین میں بیوچہ نقصان حکومت دکی رعیت دلت و خوا کیوزیادتی
 اگر عرض جو عریضے حکام بہت ہوتے ہیں اور یاوشاہ کی حکومت زیادہ ہوتے ہیں وہ
 زیادہ معزز بہ نسبت میں زیادہ ذلیل ہوتے ہیں بیٹھنوں و لیدیز تیرید نشین بیوچا کو

بہت زیادہ معزز ہوتے ہیں اور یاوشاہ کی حکومت زیادہ ہوتے ہیں وہ سب فی لیل سبھی جاتے ہیں اس صورت میں اگر کسی ملازم کو بیچ کے عہدہ سے ہٹا دینے کے لئے کوئی اور سلطنت تک بیوچا دین تو بہ نسبت میں بیوچہ افزائش حکومت و کثرت رعیت عزت کو نرنی ہوگی اور اگر سلطان وقت کو گشتا کی گشتاے توام الناس عریض بن داخل کر دیت تو مرتزلین میں بیوچہ نقصان حکومت دکی رعیت دلت و خوا کیوزیادتی اگر عرض جو عریضے حکام بہت ہوتے ہیں اور یاوشاہ کی حکومت زیادہ ہوتے ہیں وہ زیادہ معزز بہ نسبت میں زیادہ ذلیل ہوتے ہیں بیٹھنوں و لیدیز تیرید نشین بیوچا کو

لکھنؤ

سے مسلمانوں کی طور پر توجیح حاکم ہوتا ہے اور وہ جو محکوم اور نصرانیان یا نہ حال
 کے طور پر عورت حاکم ہوتی ہے اور خواتین محکوم و صاحب اسکی ہے کہ مسلمانوں میں خواتین کے
 مہر ہوتا ہے عورت کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا اور خواتین طلاق ہوتے ہیں تو مہر
 خود مختار ہوتا ہے عورت نہیں ہوتی یعنی مرد کسے اپنے جانے میں عورت کی اجازت کا محتاج نہیں عورت
 اپنی جانے میں عورت کی اجازت کی محتاج ایک مرد عورت کو نکاح میں لاسکتا ہے عورت
 ایک سے زیادہ سے نکاح کی مجاز نہیں اور نصرانیان یا نہ حال کے طور پر مرد کی طرف سے مہر
 نہ اور کسوا اختیار طلاق ہے عورت خود مختار کیا فعل مختار ہوتی ہے مرد کو ایک سے زیادہ کی اجازت
 نہیں ان امور کو دیکھنے سے مسلمانوں کی طور پر خواتین کے حکومت اور عورت کی محکوم میں ظاہر ہوتا
 مرد کی وحدت اور عورت کی کثرت سے یہ بات حسیان کہ مرد و محکوم نہیں اگر ہی عورت ہی محکوم
 کیونکہ حاکم ایک ہوتا ہے نہ محکوم نان محکوم البتہ متعدد ہوا کرتے ہیں چنانچہ شاہدہ احوال سلطان
 و عالیہ سے ظاہر ہے مرد کی خود مختاری اور عورت کی بے اختیاری تو مرد کوئی جانتا ہے کہ عورت
 مرد و محکوم عورت درست نہیں ہو سکتی مرد کی طرف سے طلاق کا ہونا اور عورت کی طرف سے
 نہ ہونا اسباب پر شاہد ہے کہ مرد صاحب رعیت ہے اور عورت بخلہ رعیت ازہری اختیار
 صاحب رعیت کو یہ نسبت رعیت حاصل ہوا کرتا ہے جب صاحب صاحب رعیت اپنی رعیت کو
 اپنی مکانی باہر کر دی علی ہذا القیاس آفا کو یہ نسبت توکر اور مالک کو یہ نسبت غلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہی اختیار ہوتا ہے مگر جب چاہی غلام تو آزاد کر دی پر غلام بطور خود آزاد نہیں ہو سکتا
 بادشاہ جو موت اور جیٹ چاہی تو لوگو کو موقوف کر دی پر بڑے کے بقول استغفار تو کر لی نہیں چھوڑ
 رہا وہ دلیل خریداری ہے جس سے بلکہ تہ زوج کا تسلیم کرنا ضرور ہوتا ہے ان اتنی بات ہے
 کہ جس میں ایضا اقربا کی خریداری کے بعد انکے بیع کا اختیار نہیں رہتا ایسے ہی بعد خریداری زوجہ
 زوجه کو اسکی بیع کا اختیار نہیں رہتا ایسے ہی بیع کی گزیر کو باوجود چہستین لگی رہی بیع
 نہیں کر سکتا ایسے ہی زوجہ کو باوجود زوجہ ہوئی کہ بیع نہیں کر سکتا البتہ زوجہ نہ مانع ہے
 جدی جدی ہے چہستین لگی تو نکاح قبل انصاف نہیں نہیں کر سکتا پر بیع کری تو کو کو نکاح کر لی بیع
 اقربا ملوک ہوتی ہے آزاد ہو جائے میں بیع کھیتی تو کو کو کھیتی اور زوجہ کی بیع کا مانع ہی
 امر ہے جو مانع تعدد ازواج اور سبب انشاع نکاح وقت عدت ہے اسکی اطلاع دلفظی تو
 سننے بشہادت جملہ نسائے مکہ حدیث لکھتے مقصود اصلی عورتوں سے اولاد ہی در صورت تعدد
 ازواج واجتماع چند شوہر اشتراک اولاد لازم آئیگا اور تقسیم کے کوئی صورت نہ نکلی گی کیونکہ
 اول تو بیخبر و نہیں کہ بقدر تعدد ازواج ہی اولاد ہو اور یہی تو سبب شکل و صورت و نہ نکال
 و مزاج و سیرت میں یکساں ہون و دوسری اولاد کی تقسیم جب ہو سکتی جبکہ بیعت کی تقسیم
 ہو سکتی و ممکن نہیں بہرہ کیونکہ ہرگز تعدد ازواج کی صورت میں جسی ہر شواہر ہے وقت
 عدت نکاح کیا جائی تو حجب ہی ہی احتمال اشتراک ہے کیونکہ وہ بقدر عدت ہی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیسے عمل میں کی کا نقطہ شریک ہوجای اگر بڑے و طلاق و موت غاوند و سرور سے
 قطع کی اجازت ہوتی ہو سکتا ہے کہ ایک ساعت بیشتر میں شوہر سے اتفاق جماعت ہوا
 اور وہ کا نقطہ حرم زن میں تھا اور دوسری ساعت میں شوہر ثانی سے اتفاق ہوا اور
 نقطہ قرار ہوا ہی اسلئے اس عورت کی عدت جسکو نکاح وقت یا موت شوہر عمل معلوم ہوا
 یا اثنا عدت میں عمل ظاہر ہوجای فقط وضع عمل مقرر ہوتی خواہ ایک ساعت بعد اتفاق پیش
 یادت دراز کے بعد اور اس تفریق میں ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ متعدد اور نکاح وقت ہی
 جائز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں عورت مدت معینہ کے لئے اجبر ہوگی جو جسی بعد
 انقضاء مدت ابارہا و راجعہ و نکود و سرور سے عقد اجارہ کا اختیار ہوتا ہے ایسی ہی بچہ
 انقضاء مدت متعدد نکاح اسکو اختیار ہوگا چنانچہ مخیران متعدد نکاح وقت کے
 ترو یک متعدد اور نکاح وقت میں عدت کا نہ ہونا ہی اس پر شاہد ہے مگر اس صورت میں
 در صورت نکاح مجرد انقضاء مدت متعدد نکاح وقت وہی امکان قربت زوجین
 ایک دو ساعت کے پس ہمیشہ لازم آئیگا جس سے احتمال امتلا لاطفنین اور اشتراک
 نسب کا ہلکا پیدا ہوگا مگر حجب و وجہ نہ مانع تعدد شوہر نکاح وقت عدت احتمال
 اشتراک نسب تو بیع زوجہ کی سیدر ح صحیح نہیں ہو سکتی در بیع زوجہ جسے اوپر شوہر
 مشرک کو اختیار عرف ہوتا ہے اسطرح مشتری زوجہ کو ہی زوجہ بقدر عدت کا اختیار

ہوگا اور صورت میں ہر ممکن ہوگا کہ ایک ساعت پیشتر بیع سے زواج اول سے مباحترک
 اتفاق ہوا اور ایک ساعت بعد بیع سے شوہر نائی کو اتفاق قدرت ہوا ورنہ تو کھانا نطفہ
 مشترک ہو جاتا اور اشتراک نسلیہ را اختلاف ولدیہہ لازم آئی بالجوہر و دلیل بر ملائی ہے
 جس سے زوجہ کا مملوک ہونا ثابت ہوتا ہے پر باوجود ملکیت او کا بیع نہ کر سکتا ایک
 خارجی کی باعث ہے مقتضاً اصل عقد نہیں اس تقریر سے زنان اہل اسلام کا محکوم شوہر
 ہونا تو جوہر بظاہر ہو گیا زنان نصرانیان زمانہ حال کا حکم تو باہی ہوسن مجزی مہر و طلاق وغیر
 امور تو کرنا ہوتا اس امر کے لئے تو دلیل کافی ہے کہ وہ محکوم شوہر تو نہیں پر اور کچھ حکم ہو سکتے
 اتنی بات ہی کافی ہے کہ اگر اتفاق و مفارقت بوجہ بیہوشی ہو جاتا تو عورت کہیں بھی رہ سکتی
 خراج سلطان شوہر کے ذمہ رہ سکتی رہا شوہر کا ہو جاتا اور شوہر کا اور شوہر ان جنسین معاشرت نصرانیان
 زمانہ حال کو دیکھتے تو حیدر مرد و کئی ذمہ ملازمت زنان ہے اور عذر شوہر تو کئی ذمہ رعایت
 مزاج مردان جن میں اگر کوئی کہتی کہ نصرانیان زمانہ حال بوجہ کمال شغف زوجہ کو شل اولاد
 بھیجتے ہیں تو اسکا جواب یہی کہ بجا پر اولاد میں ضرر کی کوست ہی حاصل ہوتا ہے عورتوں پر
 حکومت کا نہ ہوا اس پر شاہد ہے کہ نصرانیان زمانہ حال اپنی اولاد کو اپنی اولاد ہی ہی زیادہ
 بھیجتے ہیں اور وہ زیادتی ہی ہے کہ اولاد محکوم ہی ہوتی ہے ازواج محکوم کو کیا اوشی عالم جوتی
 ہلا کر ہیں نہوں بوجہ کمال سوسن مجال صحبت سے نہ کبلا ہوتی ہیں اور اولاد میں عیاشی میں کھوت

بہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسبا کیل حکومت میں سے ہی باجملہ زنان اہل اسلام اپنی شوہر تو کئی محکوم ہیں اور زنان نصرانیان
 زمانہ حال بیضغاف زندگی حاکم انظار ہے کہ نسبت میں جو کچھ ہوگا انعام و اکرام ہوگا سو حکوم کی زیادہ
 تو انعام و اکرام کی اقسام میں سے ہوتی نہیں سکتے البتہ محکوم کو کثرت اقسام انعام و اکرام ہی
 اس شخص کو ان اہل اسلام کو تو باضروری چاہئے زیادہ پر حکومت لیگی اور زنان اہل اسلام پر
 ایک شوہر سے زیادہ کوئی حاکم نہ ہوگا پر نصرانیان زمانہ حال کتنی جنسین بعض مجال اکثر غیر
 نصیب ہوئی تو معاملہ بالعکس ہوگا جو کچھ تو کئی لئے ایک شوہر سے زیادہ ہے سے شوہر محکوم
 ملیں گے اور مردوں پر ایک عورت سے زیادہ اور کوئی عورت حاکم نہ ہوگی اور اگر بالفرض و التقدیر
 مسلمانوں کی سامنی نصرانیان زمانہ حال بوجہ شرم و خجالت عورتوں کی حکومت اور مردوں کی
 محکومیت میں کو پھینگو کریں یا انکا کریمین تو اسکا کجا جواب کہ حاکم نہیں تو حکوم ہی نہیں
 محکوم ہونے میں ہر کمال فردوں میں ہی ہوتے ہیں مردوزن ایک نہ سہ سکتے ہیں میں کئی کئی
 - و نعام ہوگی جو بیسی لذت کھانے اور شہتہ پاکیزہ و عمدہ پوشاک میں اور عمدہ سواراں کو
 بکثرت عنایت ہوگی ایسی ہی ہر لذت کے سامان ہی زنان نصرانیان زمانہ حال کو کثیر
 میسر آئیگی اور اس بات میں مردوزن دونوں برابر پیشگی کہوں کہ عیسی عورت مرد کے لئے
 سامان لذت و راحت ہے ایسی ہی مرد عورت کے لئے سامان لذت و راحت ہے ان ہی
 عذر کریں تو یہاں ہی کہ عین تہت ہی نصیب ہوگی باقی ہر عذر کہ جنت میں یہاں ہی جو

اہل عقل کے نزدیک کوشش سے کم نہیں کوئی بزرگمان اگر نشانِ خلاق قدموں کے مناسب نہ تھی تو دنیا میں کیوں پیدا کی بلکہ مناسب یوں ہے کہ اگر پیدا ہی کرنا ہوتا تو بہت میں پیدا کرنا ہوتا دنیا میں اتنے مالوں کو پیدا کرنا مناسب تھا جو اسکی ہر جگہ کہ دنیا اور عبادت اور جنت تمامہ راست سبیل عبادت میں حاجت ہیں راست میں حاجت نہیں بلکہ خود سامان راست میں علاوہ ہرگز کوئی شخص باغتیا خود پائی ہوئی اور مرغوبات ہی تنگ دستہ و انہیں چمکتا جب تک کہ کوئی تہرکی اسیدن کو کسان خاکروزیں میں ڈالکر لاسی امید خراب کرے کہ اسے زیادہ کی امید ہے اور تاجر اپنا رزق پیدایع مال اسباب کو چسپی دی سکتا ہے کہ اس مال کی بکری ہر ذوقی مال کے ریزہ کے حصول کے توقع ہوا و ظاہر ہے کہ زیادہ کم ہو سکتے تھے مگر وہ کہ زیادہ باہم ملنے کے محروم ہوں اور دونوں ایک قسم میں سے ہوں متعارف و تیر عمل اور وقتاً و غیر مفصلہ میں کمی زیادتی ایک دوسری نسبت مطلق درست نہیں علیٰ باقی عیاس وزن اور مساحت میں ایک دوسری کی نسبت کمی زیادتی کی اطلاق کی کوئی صورت نہیں جسم کی زیادتی اور بے اور گرمی سردی اور سیاہی سفیدی کی اور نور ظلمت کی اور خوش بو اور بد بو کی وغیرہ کی زیادتی کمی اور ایک دوسری کی نسبت نہیں ایک کو دوسری کی نسبت کم زیادہ نہیں کہہ سکتے اور ظاہر یہ بھی ہے کہ انعام کے وعدہ پر کسی بد کام کو ترک کرنا اسپر شام ہے کہ ترک کر رہا ہے اور کسی کو بد کو جو اسکا محبوب ہے باغتیا خود ترک کرے بلکہ عذاب کی دیکھی ہی اہل عقل کے نزدیک

دلیل اختیار ہے اگر اختیار نہ ہو تو ممکن کی کیا امید ہے ایسا پتھر کو ہم بلائے پتھر کے ہیں اسلئے اگر کمال شہر ہی ہوتا تو نہ وعدہ العالم کی کوئی صورت تھی نہ وعدہ عذاب کی کوئی شکل اس صورت خواہ خواہ اور ہر ناما پانچ لگا کر نارکان لڑا نہ دنیا کے جو باغتیا خود حسبہ مان و اجر و عطا حضرت خالق پر پڑتے ہیں اسی قسم کی لذتیں بلا کوئی ہی جنت میں عطا ہوں بلکہ انصاریان نازنا حال سلا تو کی سامنی اس مقدس میں دم نہیں ماسکتے مان اگر نفعان تعلیم عسری بکنا ایسا نہیں اور بوجہ تحریف سبب علیع ہوگی اگر کوئی تو مضائقہ نہ تھا مگر انکی انفا حکومت زمان سے حکومتی نہیں نہ تہا ہم پر بوجہ راجحی و شریعت عرض ہی ہو سکتے والا علم بالعبود فقط

و رتبتہن مال ابرہم جنتہم اللہ الرحمن الرحیم و حزنہ زراستگان

جناب مزار صاحب السلام علیکم بندہ کمترین اور میری متعلقین غلام شکرے نیرت سے میں ایک احمد کی والدہ کہ سیدہ کسندی الیہ سے امید ہے جلد ہی ہوجاے احمد کو دیندہ یہی دیا ہے خدا جانے کیا کرتا ہی جسے خیال آئے کہ وہ کہلا کر پڑائی والی کتا لاش مثل اس پر ادب کمترین منع تا دیوب نو ایک سی ہی ہوجاتی ہے اور جسے کئی کیفیتاً نام تعمیل پادار تو امید ہوجاتی ہے آہی سی دعا کا امید و از ہوں اپنا اہل حال تو ہوجاے آج او ہوں ذی الحجہ روز شہر نہ ہی صبح شہی رسان آیا اپکا عنایت نامہ لایا کہو لگو تو سار ہی غا کے ٹکٹ ہی نکلے کسی روز زائشا۔ الیہ کے ارشاد کی تعمیل کیا ہیگی بل بغل تو آپ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

عنایات کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں ذوق طبیعت کا آپ کی دیباچہ آتا
 تو ہی خوش ہوتا ہے شکر خدا ہی سے نکلتا ہے آپ کی شفقت و انوائی کو خیال کرتا ہوں تو درنا
 ہوں میں ہی کتنا ہوں دلکشی انجام کیا ہوتا ہے زیادہ کاوش ریاضت سے منع کبھی تو آپ کی ہمت
 اسید بولتے ہیں کچھ بجا بہرہ میں اسید و حق نہیں اور ذوق نہیں تو دل نازک کش کھاسے
 کچھ حصول نہیں ریاضت میں دھچک ہو جی سکون قلب المینان دل سے پار سکون کچھ نہ پاب
 جن نام و نقل نہیں آپ کی ہمت بہر کام لڑتی ہے ورنہ جبران بول اندیشہ فروج براز اسباب
 کہ یہی بہر کام کیا جائی خیر جو ملیا سو ملیا آئندہ کی لیے وقت صعوبت بہرہ و اعجاز لکھتی
 اللهم انی ضعیف فقو فی فیضک انہی بصفت و اناتوانی فضلک امداد کا سہارا ہو تو
 کام لے رہے ورنہ بیوقوفین جان کندہن بود فرما صاحب بزرگوئی تصدق سے اصل
 نسبت اور ایک کم کا ذوق آپ کو میرا گیا خدا کا شکر ادا کیجئے اور وہ سلی ترقی اور یقانی
 انجائیجئے اللهم انی اعوذ بک من الخور بعد الکور اور اللہ عزوجل کا استقص
 دعا کی وقت بڑائیجئے زیادہ کیا عرض کیجئے ان پہن خطوط کا کرا جو اب عرض کرتا ہوں رتانا
 کہی دیتا ہوں کہ مولوی فخر الحسن صاحب سے کچھ خط وصول نہیں ہوا وہ خطا و نسی ہی ہے اللہ تعالیٰ
 ڈاک میں آتی ہی جنہیں سے مولوی فخر الحسن صاحب کے متعلق جتنا مضمون تھا اور کئی تعمیل
 اول تو بندہ اپنے خطوط کی طرح کئے تو ہی نہ بنائیجئے آپ کے منظر میں ہی کسی قدر گزار گئی ہی

toobaa-library.blogspot.com

بر تقدیر سے وہ خط نہ پہنچا اور کسے بعد وہ خود اگلے کو پکڑ کر پتا تھا کہ کربا ہما شہ قاضی کا گیا لگر
 اتفاقات تقدیر سے او نہیں ابامین مولوی عبدالرشید صاحب ہی کسی ضرورت میں آپ سے پہنچے
 مولوی رشید احمد صاحب اس باب میں کچھ لکھ کر لکھ رہے مولوی فخر الحسن صاحب ہی
 بولتی ہے جبکہ انجام بہرہ ہو گئی مافی بات بہرہ لکھی گئی اس پر ہی مولوی فخر الحسن صاحب
 عرض کر دیتا تھا کہ محبت و تعظیم سے بھائیوں کو چھوڑیں روپیہ ہی پر چلے جانا کاش کوئی اتفاقاً
 کی صورت نکل آتے ورنہ اب تو ایک ہی کا فکر ہوا جان رسبکا بہرہ و کا فکر ستا گیا آپ
 مضمون مال رام عرض کرنا ہوں علی حرام کی دو صورتوں میں ایک تو بہرہ کا کسی میں نہ
 دوسری بہرہ کا ملک تو ہو جائے کہ برقی قسم کی خباثت ساتھ لگ جائی پہلی صورت میں تو
 بشرط امکان واپس کرنا اصل مالک کی طرف مندر ہے اور واپس کرنا طاقت بشری سے
 خارج ہونو تصدق لازم ہے بہرہ کی سیکھو نئی ایسے اموال کے مصرف وہ لوگ ہیں جنکو
 مرد و املا ہے وہ کو نہ پیر چل جان لب پر آجائی نہ کہا تین تو مرد جائین اور دوسری
 صورت میں نامقد و فسخ معاملہ مندر ہے ورنہ بائع اور مشتری اور اجیر اور ستا ہر دو کو
 کتبنا کہ کوئی فسخ معاملہ کلا سے سو جہائی کہ یہ بصورت معاملات فاسد ہی میں ہوا کرتی
 اور فسخ معاملہ دشوار ہو تو اپنا کہا یا مینا تو با جائز ہی ہے۔ ناچار تصدق ہی لازم
 اپنی خیال میں تو یہ ہے کہ اس قسم میں وہ تلافی نہ نہیں جتنا قسم اول میں تھا لکھنے

معادہ نہیں ہو سکتی تو یہی کہ ضرور نہیں کہ کسی جان بسبب کی کو تلاش کرے کہ وہ کہہ جاتے ہوگی
 دیکھو گنجائش ہے یہ یقیناً نہیں کہ کسنا شاید کسی کتاب میں اسکے مخالف نقل آئے مگر جب
 برجیال آئے کہ یہاں ملک موجود دو سر کو دیکھی تو جانتے کہ ساتھ ساتھ جانتے نہیں تو پھر ہر
 سکین جاننے کے وہ دینی کے کہنی کوچی جانتے ہے تفصیل اس اجمال کہ بہرہ کی مال غصب
 و ثروت و قیمت بہتہ و خون ورن و مردار و ذمہ و خنزیر و اجرت معاشی مثل اجرت نماز
 نوازی و اجرت نوہ گری و اجرت زنا وغیرہ ملوک نہیں ہوتی مال غصب کے کسورہ رشوت کا
 ملوک نہ ہوتا تو آپ کے نزدیک بہرہ سلمی ہوگا اسکے ملوک ہو سکتے کہ کوئی وجہ استحقاق تصور
 ثبات اموال باقیہین شاید وہ ہوا اسکے عوض سزا ہون کی بیع میں مساوتہ المال المانع الترا
 و با اختیار ہوتا ہے اور اجارہ میں مساوتہ المال بالمانع اس طرح ہوتا ہے مگر مال و سزا کی کو
 کہتے ہیں جسکے طرف طبائع سلیدہ بالطبع یا بل ہون ورنہ مال نہیں و بال ہے مثال کی ضرورت ہے
 تو اس قصہ کو ایسا سمجھ جیسے اپنوں کو اچھی کہانہ ہلتے ہیں اور جسکے طبیعت میں حالت
 اعتدال سے اعراض آجاتا ہے اور کواقیوں اور کواوشی ہی فراڈ جاتے ہے ایسی ہی اہل
 طبائع سلیدہ کو تو وہ امتیاز مرغوب ہوتی ہیں جن میں منافع روحانی ہوا سطرہ یا ہوا سطرہ
 اروا کو نظر آئیں کیونکہ میلان کے لئے منافع شرعی میں غیر منافع یا معرکے طیف با وجود علم
 حقیقت تسلان محال ہے اور پھر منافع میں ہی لہذا اصل و متبرع ضرور متلا چری و ہوس

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر وہ امتیاز نافعہ اور اغذیہ مرغوبہ میں گنہگار عت خریداری اگر خیال انسان ہی تو پھر چری
 اوپر ہی وہی سیای یکا رہے جیسا انسان کی حویلیں ناک اور حوال اس صورت خواہ مخواہ کہ
 بات کا اقرار لازم ہے کہ اموال نفعہ جسم میں لہذا روحانی ضرور ہوگا اور کیون نہور سطح کہ
 بدن مرکب روح اصل ہے بدن تابع تسبیہ اغذیہ اور ریاس و شراب وغیرہ ضروریات نہیں
 تعویب بدن یا نفعہ بدن کے سوا تغیر مزاج روحانی میں مداخلت مشہور ذاتی بات تو کیا
 کیا اظہر ہے کہ ان مشابہ سے لذت یا المہ و حکو حاصل ہوتا ہے بہر تغیر احوال نہیں تو اور کیا
 اسی قیاس پر احوال تک بد کو غذا وغیرہ امتیاز کی ساتھ ہر لوہ جیسی ہی وجہ ہوتی ہے
 غذائیں اور بہت لباس حرام ہوگی اتنا فرق ہے کہ بعض اشیا جسکے میں مفرد
 ہیں بعض بعض کچھ میں مفرد بعض کچھ میں غیر مفرد اور کچھ میں مال ہوگی دوسری قسم
 جتنے میں — نافع میں مفرد نہیں مال ہوگی جتنے میں — مفرد میں نافع نہیں ہوگی
 حویں مال ہوگی ہی وہ معلوم ہوتی ہے کہ ضرور خنزیر کفار کچھ میں مال سمجھ گئے اہل اسلام
 نے مال سمجھ گئے اگر کفار باہم معادہ امتیازہ مذکورہ کرن تو انہیں یعنی حویں میں غیر
 ماکانہ اور کورہا ہوگا اور اونکا دینا اور دیکھتی حویں میں موجب ہو جائیگا اہل اسلام کہ
 معادہ کربن تو قیمت میں تصرف ماکانہ بائع کو درست ہوگا اور اونکا دینا اور دیکھتی حویں
 موجب ملک ہوگا وہ فرق یہ ہے کہ مزاج امانی کے لئے جو ایک صفت روحانی ہے

قوة عليه في ضرورة قوّة عليه لكي حاجت حيا و كابر هارت مطلوب قوّة عليه فهو تو
 كاييه خدا كو خدا او خود كو بنده سمجھي قوہ عميہ نہ ہو تو كوكردن سے عرض نياز كرنى نہ ہے
 كس طرح خدمت بجالاتى غير معنى خبر سے قوّة عليه كائقصان افيدون وغيره مختصر
 قوہ عليه من قوہ على بذالقياس اگر ہارت باطن ہو تو نجاست باطن ہوا و اسو قوہ
 میں موافق قاعدہ مقررہ حسی اصل و سببی نفسی است و سبب اول بہان ہے کیفیات
 قلبیہ جو پیدا و از رعد دل میں ناپاک ہون اور قابل قبول درگاہ قدوسی ہون ایسی ہی ناپاک
 لازم ہے کہ خدا سے شرمائی اگر نہ شرمائی تو یون کہو خدا کو مثل جاودات زمین و آسمان
 در و دیوار چھتا ہے کس طرح نہیں شرماتا خدا کو مستحق توبہ سمجھتا ہے پرا و سکون عظیم
 و خیر سمجھتا ہے نہیں سمجھتا جو اوس سے شرم کی توبہ آئی اول صورت میں خدا کا سبب
 ہونا غلط ہو جائیگا سبب توبہ میں کہ مجبور ہونیکے لئے علم نہ لازم ہے اور یہاں اوسکا
 و نشان نہیں دوسری صورت میں اگر جبئی ہو عظمت ہوگی گو توبہ ہوگی جس میں خدا کو اور پتہ
 ہونی چاہئے وہ کس قدر ہے جس قدر آفتاب کو نورانیت میں اور کواکب پر ہی میں جیب
 اس بات کو تسلیم کیا کہ نور و قمر و کواکب نور آفتاب سے مستفاد ہے تو یون کہو ہاں کہ میں
 اس ستارہ کو کافر ہے وہاں نور آفتاب میں ہے ایسے ہی جیسا اس بات کو مانا کہ ہم میں جو
 کمال ہے وجود ہے یا اوصاف وجود مثل سمع بصر علم قدرت وہ سبب اول ہی کافین ہے

وہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو یہاں پہاں جاری سمع بصر علم قدرت ہوگی وہاں وہاں خدا کی علم و سمع و بصر و
 قدرت کا اقرار ہی لازم ہوگا جس سے خدا کا اپنی نسبت علم و خیر سمع و بصر جو مانا
 مانا نہ ہوگا اسے سطر ح اور محرمات کی وجہ حرمت نکل سکتے ہیں اگر جب بہر خاطر کیا جا
 کہ بعض شہید مذکورہ اصل ایمان کی برکات میں ہیں اور بعض اشیا فقط او سکل تعریفات
 یعنی شایع و برگ کو مفرین سمجھیں اوسکا کیا کرا جو لازم آتا ہے زوال اصل لازم نہیں آتا
 تو ان اشیا کی حرمت اور احکام حرمت میں تفاوت ماننا بظہر بظہر و فری و سمیت
 تو اصل ایمان مطلوب کو مفرین نہر سے فہم و علم کا زوال لازم آتا ہے جس پر حصول ایمان
 موقوف ہے کون نہیں جانتا کہ بے فہم و عقل لا ارا اللہ وغیرہ کا اعتقاد تصور نہیں
 اور قلب ناپاک سے اگر چاہا ایمان اس طرح تصور ہے جیسے جسم ناپاک سے یعنی بے دست و پا
 اور اراکان نماز کو جیسے نماز بے ہلات کہنی کو اگر چہ نماز ہے پر نماز مطلوب نہیں ایسی
 ایمان قلب ناپاک اگر چہ برائے نام ایمان ہے پر ایمان مطلوب نہیں مگر جیسے شب قدر
 کیفیت شکر و روح برطاری ہوتے ہے حالانکہ شکر و شہرا افضل سما ہے شراب جزو
 ہوتی ہے تو جزو بدن ہوتی ہے جزو روح نہیں ہوتی داخل الروح ہے تو جسم میں داخل
 ہوتی ہے روح میں داخل نہیں ہوتی ایسی ہی سمیت اور خیر کا کہا نا اگر فعل سما
 ہے گوشت سمیت و خیر جزو ہوتا ہے تو جزو بدن ہوتا ہے داخل اگر ہوتا ہے

تو قلب ہی میں داخل ہوتا ہے روح کو ان باتوں سے سروکار نہیں کرنا وجود اسکے ایک طرف کی نجاست مثل مکر روح پر عارض ہونے سے اوکینیت ایمانی کو خراب کر دیتی غرض ہوجہ پر عرضی قسم کی اشتیاء تو سرحد ایشیہ خارج ہوجاتی ہیں اور اس جہ اونکی مع منفعت نہیں ہو سکتے جو حصول ملک غیر مشغور ہوا وچرا اشتیاء نفس مکمل ہوں کہ اوسنی اصل و معدن ایمان میں فرق و تعلق آئی نہ محل و قابل ایمان بنا خرابی واقع ہو بلکہ اثرات ایمان میں فساد و آجائی تو اوکو یون نہیں کہہ سکتے لہذا اشتیاء صحیحہ بالکلیہ سے خارج ہو گئیں ہاں ہوجہ نقصان نہ کرنا اوکنا کہا نامحرام ہوجا جیسا پرا و طرح اوسنی منفعت ہونامحرام نہ ہوگا اور اسلئے اونکی بیع و شرکی اجازت ہوگی اور انفعالی بیع مشغور ہوگا جس سے حصول ملک زیر تمیہ لازم آئیگا سگان سگان کی بیع و شرکی اجازت کی ہی وجہ ہے کہ اونکی کہانے سے فقط اندیشہ حصول اخلاق نکلتا تھا مگر اخلاق سگان نہ اصل ایمان کے معارض ہیں نہ محل ایمانی مفسد کون نہیں جانتا کہ جیسے نور کے لئے آفتاب منبع ہے ایسے ہی اعتقاد ایمانی کے لئے قوتہ علمی یعنی عقل منبع ہے اور جیسے نور آفتاب کے لئے آئینہ محل قابل ہے ایسے ہی اعتقادات کے لئے قوتہ عملیہ یعنی قلبی ہیں انقلاب اور تبدل کیفیات رہتا ہے محل قابل منبع کی خرابی اور محل کا فساد دونوں تابع اور مصلح کے خرابی کے باعث ہوتی ہیں آفتاب اگر ٹکسٹ ہوجاتے

یا آئینہ کے قطع مگر بجائی یا اوسمن موہے ٹپچائی دونوں طرح نور آئینہ میں تصویر آئیگا ہاں اگر گرو و خبا آئینہ کو آدیاں اور اس وجہ سے آئینہ بیکار ہوجائی تو یہ بیکاری اگر چہ خارج کار ہے مگر ایسی ہی بیخ بس اسید کا رشتہ ہوجاے رہی بہرہ بان کہ کہانے میں سگ و تحوک دونوں برابر رہے اگر اور استعمال میں ہی تحوک و سگ برابر رہتے تو کیا جانتا ہوتے کتنی سے شکار کرنا موجب حدوث اطلاق سگانہ نہیں ایسے ہی اگر تحوک کو نکھانے اور کسی اور طرح استعمال کرنے تو نابالکی خلیق اندیشہ نہ تھا جو اور طرح استعمال ہی کہانی کی طرح حرام ہی نا اور اوسوجہ سے اجازت بیع و شرک نہ ہوتی اور ذمورۃ وقوع اوسکو جو بیع نہ تھا سبھا اسکا جواب اول تو یہ ہے کہ سورے اور کوئی منفعت متعلق ہی نہیں چنانچہ غلط ہے وزنہ اور ہی سکونہ سوچتی تو انگریزوں کو تو ضرور سوچتی ایک مدت سے انس ہے استعمال کرنے کرتے کرتے قدر گتے دوسری ناپاکی ایسی مستحکمہ کو اول جسم ہی پر عارض ہوتی ہے اور اسکے واسطے سے روح میں خبیثات آجاتی ہے اور اخلاق وغیر ایسی کیفیات ہیں کہ اونکا مولد اول گوہے تو روح ہے جسم اس باب میں فقط سفیر محض ہے نجاست میں جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کہنے کا توسط حرکت حالس کہنے اور اخلاق میں جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کہنے کا توسط نگاہ کے لئے وہاں تو کشتی اون تحریک ہوتی ہے پرا و اس کے حرکت حالس کو تحریک اور بیان نگاہی و کہتی ہے جیسا کہنے کی کہتی

ایسے ہی نجاست تو اول جسم پر عارض ہونے سے چنانچہ ظاہر ہے اور کئی بعد از روح پر نہایت
 ارواح نجاست عارض ہونے سے اور اطلاق اول ہی ارواح میں پیدا ہونے میں یہ نہیں کیا اول
 جسم میں اطلاق پیدا ہوتی ہوں اور اسکے بعد ارواح کلمے میں بخوبی ہر نفس نجاست اصل
 میں مندرجہ سامنے ہے اسلئے اور احوال اور اسکے حصول میں استعمال جسم ضروری اور اطلاق اصل میں
 صفات روحانی میں اور جسم روح کلی حق میں قابل اجرا ہے جس ہی روح کے لئے بڑا جسم ہی روح
 کے لئے تجربہ انسانی روح انسان کے لئے حادث ہے اور جسم کلی روح کلی کا حاور ہے
 مرور حکم اور اسکے اطلاق لازم اس فرض کے سمجھ لینے کے بعد یہ بات خود ظاہر ہو گئی ہو
 کہ نفس کا اگر کوئی طرح ہی استعمال کریں تب یہی اسی جسم سے غریب اتصال لازم تھا تا نکلو
 استعمال اور استعمال ہے اسکے معنوں میں اور غریب اتصال کی صورت میں وہی طلاق نجاست
 جسم کو لازم ہے جس سے خود جسم کا تغیر اور اسکے واسطے سے روح کا تغیر لازم تھا الغرض
 جو چیزیں ایسا کئی معارض ہوں یا محل ایسا کئی مفید ہوں وہ تو مال ہی نہیں ہیں جو کوئی کوئی
 اور وہ اشیاء محلوک ہوں تو کس طرح ہوں اسلئے ایسی اشیاء کس طرح کوئی باطل کہنے
 کیونکہ باطل اور شے کو کہتے ہیں جس کے لئے تحقق اور وجود ہو علی بن القیاس اور علی بن
 کوئی منفعت از قسم معصیت خدا وندی ہو یا معصیت تو نہیں ہونے مانع انہی محلوک
 اجازت باطلہ مجبئی محلوک نہیں کی صورت میں تو تحقیق سال خود ظاہر ہے منافع کا مالک

وہی تو ہے جو اشیاء مانعہ کا مالک ہو کوئی نہیں جانتا جو کوئی کوئی مالک ہی اور اسکے
 منافع سوا کیسا مالک ہی معصیت کی بات اور اس کو دو چیز میں ایک تو یہ کہ بدن
 انسانی محلوک انسانی نہیں اس کہنے سے غرض یہ ہے کہ کس طرح و شر کا اختیار نہیں اسکا
 اختیار مالک تحقیق یعنی خداوند مالک الملک کے بدن ہی مثل دیگر مخلوقات اور اسکا مالک
 انسان کے پاس فقط متعارف ہے اسکو دنیا ہی اختیار ہے جتنا مستعیر کو ہوتا ہے
 یعنی بقدر اجازت معترفوں کا اختیار ہے سو معاصی میں مشغول کرنا اختیار نہیں ہے
 جو انکی بیخ کا بظاہر معاصی کا اختیار ہو دوسرا جواب یہ ہے کہ منافع کے منافع ہونے
 میں فقط جسم ہی کا لحاظ نہیں اگر ہے تو روح کا لحاظ ہے و جب اسکی وہی تابعدار ہو جاتا
 ہے خادم اور نوکر کو کام کو نہیں رضاء آقا کا خیال ضرور ہے اپنی رضا سے کام
 نہیں چلتا اور یہی تو منافع میں نفع روح پر نظر کرنی چاہئے نفع جسم پر نظر ہی ہے
 جب یہ بات مذہب نہیں ہو گئی تو اور کہنے خدا تعالیٰ نے انہیں جن جنوں سے
 منع کیا ہے جو روح انسانی کو مغربین وہ مغربہ اصل میں اول روح ہی کو پھینکی
 جیسے زمانہ اور شہ خرمین یا بواسطہ بدن جیسے زہر کہ کہا ہے جس میں کما خراب ہو جانا
 لازم ہے یا یوں کہ روح کے قابو آدہ اسکا نظمی نام ضرور ہے بہر حال روح کا بقید تے
 پار جانا اور بے سامان ہو جانا لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی بیکاری اور بے

سودا مال کے سقدردین و دنیا کا نقصان پیش آتا ہے بہر حال معاصی کو مغفرت روحانی ضروری
 اسلئے اونسے ممانعت ہوتی ورنہ خداوند جل مجدہ کا کوئی نقصان نہ تھا اسکے ادا مرنو اسی سب
 اس قسم میں جیسے اہلبا کے ادا مرنو اسی نسبت مریض ہو کر تھے میں اور جیسے بات تیری
 تو اجارہ میں معاصی کو ایسا چھیننا چاہتے جیسا بیع میں غمخو خریدتے تھے یہی وہی دیکھی بیع بطل تھی
 ایسی ہی انکا اجارہ بطل ہو گا جیسے وہاں ملک زرقی کی امید تھی ایسی ہی یہاں ملک مذراجرہ
 کی توقع نہیں اسلئے اس قسم اموال پرستور سابق شترنی اور لایا داری کی ملک میں بھی جن
 اونکا حق ساقط نہیں ہوتا جو شتران کو بھیجے بطرح بن بڑی او کو دوا پس کزی اور گلاؤنکا
 کسی طرح یا زنی تو اس قسم کے لوگوں کو عھکار کر چکنو مردا حلال ہو جاتے یہ میر بات باقی نہ
 کہ اس تصدق کا ثواب ہو گا یا نہ ہو گا اور جو گا لوگوں کو مالک اصلی کو یا دینی والی کو کہا یا نہیں یا
 ہو گا یا نہ ہو گا اور مالک اسکے وہ ہوگی یا نہ ہوگی لیکن وہی حق میں جائز ہونا تو اسی بات سے
 ظاہر ہے کہ انکو حرام ہی حلال ہو گیا اس وقت پہ اس سے کہنا سمجھ رہی کہ وہ مال اونکا کو
 ہی ہوا یا نہ ہو اگر یا نہ ہوگی کہ یہی دیکھتے تو کہہ رہے نہیں میری خیال میں یہ ہے کہ لیکن والے
 مثل خود اسلئے ہی مالک ہو جاتینگے ملک نہ کہتی تو تصدق کیوں کہتی اور جیسے
 وانو غو مالک سمجھا تو پہر اصل مالک کے ملکہ کا ارفع اب لازم آئیگا بان بعد تصدق
 اگر اصل مالک کو ناپائیدار کیا تو پہر تصدق کرنا تو کو ادا سکتا وان دنیا شریک اور سوتلین

اوس تصدق کا ثواب تصدق کرنا تو کو لکھنا نہیں تو دینی والی لکھتے تو میں بریقہ صرف
 فقط رافع خذاب ہوگا موجب ثواب سمجھا جائیگا کہ اسے اصل مالک اونکی ثواب کی
 بعض فقہان نیت کوئی صورت نہیں ہاں جس کی کہتی کا نقصان جو ادا نور کر جاتے ہیں ادا سکتا
 کسی قدر اسلئے دوا دیتے ہیں کہ آخر اتنا تو فراغ خود ہی بھی ہوتے ہے کہا نور و کی خطا
 نہ کیجئے تو پہر نقصان ضرور ہے اور پہر ہی حفاظت قرار واقعی نکلے یہی یہاں ہون سمجھتے کہ
 اصل مالک جلیقے مال سے عھکار کیا تو اس سے بیغرضی آپ لازم آتے جس سے دوسرے کو
 گنجائش دست اندازی نظر آتے ہے اور ثواب کی صورت نکل آتی ہے اسلئے کہ اقسوت
 دو حال سے خالی نہیں بالو کہ لینے وانو کو باحت کی نیت کر لی یا آخرہ کا دعوی رکھا
 اگر باحت کی ضمان لی تب تو ثواب مقرر ہے ہو چکا ورنہ دعوی آخرہ تھا تو ہاں اجزہ
 کے نچ پر عرض دلائیگے وجہ اسکے سبب ہے کہ مال دنیا وہ میں کہتے ہیں کہا گیا ہے
 غرض اصلی اس مال سے ادا عبادت جیسے گھاس دان سے غرض اصلی ادا سوا کرے
 بہر حال تو ایک ہونا مسلم بان اتنی بات بھی مسلم کہ اگر نیت تصدق ہوتی تو صدقہ میں
 نفاست شہرہ جانتے اور اسلئے قیمت ثواب ہی زیادہ ہو جاتی اموال غیر مولو کی مستغنی جو
 تحقیقات ہمیں اونسے تو فراغت ہو چکی ایلعن اموال کا حال بھی سنئے جو مولو کہتے ہیں
 چربا سنا تہر لھوتے ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد بعد قبض موجب ملک جو جاتی میں

tooba-elibary.blogspot.com

باقبل قیمتیں بیع واجارہ صحیح استحقاق معتاد بغیر نفعی اسکی تعیین معنی بیع فاسدا و
 اجارہ فاسد پر موقوف ہے بیع فاسدا و اجارہ فاسد میں بیع صحیح اور اجارہ صحیح طرفین
 میں اموال یعنی مذکورہ ہوتے ہیں اور طرفین کے ملک ہونے میں نہ مال مغضوب ہوتا ہے
 نہ ایسی چیز جو بیع ہے جسکی طرف میلان طلبتہ سلیم نہ وہاں تا فرق ہوتا ہے کہ کوئی بیع
 باطل با اجارہ باطل ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے غرض ایک بیع حقیقی یا اجارہ حقیقی ہوتا ہے
 اور دوسرے ساتھ بیع باطل با اجارہ باطل لگا ہوا ہوتا ہے مثلاً سودی بیع یا قرض ہوتا
 اصل کے حساب میں جو کہ دیا جائیگا وہ تو اصل کے مقابلہ میں بچھا جائیگا اور اسقدر
 کی بیع کو بیع واقعی کہنا پڑیگا کیونکہ ساری ارکان بیع کے موجود ہیں بیع صحیح ہوا اسکے
 کیا معنی جیسے اگر کہہ یا مکان یا کھانے یا مچھونٹا کے ساری ارکان یعنی اجزاء ضرور
 مادی صورتی جب تک کبھی ہو جائے میں تو پھر اگر کہہ اور مکان اور کھانے اور مچھونٹا کی
 تحقق میں نامل نہیں رہتا بلکہ ہی بعد اثناء ارکان ضروریہ بیع اسکے تحقق میں نامل جاتا
 غرض بائع موجود مشتری موجود بیع موجود قیمت موجود ایجاب موجود قبول موجود بیع
 مال قیمت مال قیمت میں خیر تر نہیں دم نہیں شراب انگوری نہیں جو یوں کہتی کہ جو
 فقدان منافع مال کہنا مارو ہے اور بیع مغضوب یا غیر ملک نہیں قیمت غیر ملک
 یا مغضوب نہیں پر کنو کہتے کہ بیع نہیں مگر جیسے بعد اصل بیع کا قرار لازم ہے لیسے

خود

toobaa-elibrary.blogspot.com

بفرد سود العقا ذبح کی کوئی صورت نہیں اور کو بیع کہتے تو قیمت کیا ہے اور قیمت کہتی تو بیع
 کہاں ہے سودی اصل کو قرض یا بیع کے مقابل کہتے تو کو کو کہتے نہ خریدتے سے اجازت
 نہ عمل کے طرف سے اجازت نہ ہونا تو ای سے ظاہر ہے کہ بہر دونوں ملک
 اگر تمہا قرض یا بیع کی مقابل ہو سکے تو معاملات سودی منع ہی کیوں ہوتے اور عمل کی
 پوجہ ہی تو وہ کہہ سکتے ہے کہ ظلم ہی جائز نہیں نفس اسکی بہر ہے کہ مختلف جنس ہوں تو
 یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی کو کوئی چیز ہوتی ہے اور کسی کو کوئی کیا ہے کہ بائع کو یعنی غریب
 قیمت معین کی طرف ہے اور سید شہر کو بیع معین کے ساتھ لفت ہوا اور اسوجہ سے
 دونوں برابر ہیں پر اتنا جنس کھو رہا میں نفاوت غریب کے کوئی صورت نہیں زیادہ
 زیادہ کم سے کم غریب ہوگا اور سب سے خواہ مخواہ بہر کہنا پڑیگا کہ سود یعنی واں اجارہ اور
 دینی مالہ اور اسکو نفع ہوا اسکو ٹوٹا غرض مساوات میسر نہ آئی اور مساوات میسر نہ آتی پھر
 عدل و معاوضہ کی معاوضت بعض مساوات ہے اور عدل بعضی تو مساوی ہے بہر معاملہ اگر سب سے
 ہی ہوگا تو واقع میں رخصت سے ہوگا کہ کہنا ہی رضا اصل میں وہ غریب ہی ہو جائے غریب
 دونوں ملکہ برابر ہر مقدار کی کمی زیادتی میں غریب کی زیادتی کی ضرور ہے ہر رضا دلی کا ہوا
 محال باقی رضا خارجی جو جو ضرورت ہوتی ہے اگر اسکا ہی اعتبار کرنا جاتی تو ضرور
 شہرہ جو کہہ لیا جاتی وہ ہی حلال ہو جائیگا کہ وہاں ہی آدمی جان بچائے کہنے

مال کہ دینی برہمائی ہو جائے کہ مرتبہ قدر سو کہ مقابلہ میں کوئی چیز نہیں تو پہراوسکی
 بیع کا ہونا محال بیع دوطرف سے وچیز وہی ہوتے ہے نہ مال ایک آدمی یا ایک چیز سے بیع کا
 تحقق متعدد نہیں اور پہل معلوم ہو چکا کہ باطل اور سیکو کہتی ہیں جسکے نے تحقق اور ثبوت نہ ہوا
 یہی وجہ ہے کہ باطل کو جس کے مقابلہ میں بولتی ہیں لیکن قدر اصل میں بیع تحقیقی تھی اور قدر
 سو میں بیع باطل نو وہ بیع تحقیقی اور بیع باطل ملکر ایک بیع فاسد پیدا ہوگئی فاسداؤں
 شئی کو کہتی ہیں کما دیکھتے دعوہ تو پہراوس میں کوچہ خرابی اور فساد آجاتی چنانچہ ہوا واقع
 فساد و فاسد سے بہرہ منوں خود مجرمین آجائیکا اور میں سے اجارہ فاسداو اجارہ
 باطل کی تحقیق مجرمین آگئی ہوگی اور یہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اگر بیع تحقیق کے ساتھ اجارہ
 باطل ہی لگا ہوا ہوگا تب ہی بیع میں فساد کا آجانا ضرور ہے جیسے ہر بیع معلوم ہوگئیں
 تو اب سیکڑاڑ اور سیکڑے کے بیع فاسد میں قبضہ تو فریقین پر واجب ہوگا کہ معاملہ کو
 فتح کر دین اور کیوں نہ ہوا ایک ظلم دوسری مخالفت حکم خداوندی ظلم الہی بائ کہ حکم خداوندی
 نہ تو واجب ہی کسی عقل اور سکو خود بخیر کرئی اور حکم خداوندی کا باطل کہ اچھی بات سے
 منع کر دین اور یہی بات کی تاکہ فرمایا تب ہی اوسی چون جزا ماننا چاہے اور سب
 معاند نہ ہو اور واجب الفسخ نہیں اور پہراوس سے استحقاق کا ثبوت معلوم ہو قبل قبضہ
 ہی اسبابا تقاصا میں سے بھی جلتے مان اگر قبضہ تک ثبوت پہنچ جائی تو بہر ملک اور

خفت دونوں کا اقرار ضرور ہے ملک انرا کہ تو پہراوس ہی کہ بیع تحقیق ہو چکا اور اسکے لوازم ہی
 ساتھ ہونے جانتین مانع کوئی چیز میں نہیں جو یوں کہا جائی جیسے آفتاب کا نور و صورت
 حیولت امرو غبار جیسی زمین تک نہیں پہنچ سکتا ایسے ہی آثار بیع یعنی ملک شریعی بیع
 اور ملک مانع قیمت تک نہیں پہنچ سکتے مان قبل قبضہ انرا شے مخالفت حکم خداوندی جو سب
 فسخ اور مانع تقاضا تسلیم تھا جب تک تقدیر مخالفت کی نوبت آئی تو اب ملک مانع کوئی
 مان یوں کہتی کہ یہ ملک بوجہ نہ کر کو قابل اترا ہے مگر ہم اسی بات کو دوسری طرح سے
 خباثت سے تعبیر کرتے ہیں میں جب بہر شہری کہ اس ملک حصول میں مخالفت حکم خداوندی
 لازم آئے ہے تو یہ ملک ایک بڑائی اوس ملک کے ساتھ لاحق ہوگئی اسے ہی ملک خبیث کہتی
 الغرض جو فسخ تو قبل قبضہ اور بعد قبضہ دونوں صورتوں میں مسلم کر شل بیع صحیح
 بعد قبضہ ملک ثبوت ہی واجب تسلیم ہے یہی بہر ملک کہ بہر شہادت آگئی ہی چلے گی یا
 مشتری اور بائع تک ہی رہی مشتری اگر کسی اور کہ تاہر بیع کو بھدی یا سبہ کر دے
 اور بائع قیمت کوئی اور چیز خریدل تو وہ بیع اول اور ثمن اول دوسری بائع اور مشتری
 پاس ماکر ہی خبیث ہی رہیگا بااؤ کی حق میں پاک مان ہو جائیگا میری خیال میں بہر
 کہ وہ خباثت نہ کرورہ آگئی نہ چلے گی وجہ اسکے یہ ہے کہ سبب اواصل میں وہ بیع تحقیق تھی
 جسکا ہونا بیع فاسد میں ضروری نہ ہوا وہ بذات خود اچھی علت ہے اور پکی بڑائی آگئی تھی

اور گاہے کہ دوسری بیچ کا سبب فقط بیچ اول ہی بمعصیت مذکورہ نہیں اگر معصیت
مذکورہ کی نوبت آتی تب یہی بیچ غانی کے لئے بیچ اول کافی ہی اور اگر بیچ اول جوئی کچھ
مخالفت حکم خداوندی کی سب طرح وقوع میں آجاتی تو یہ بیچ ثانی کی کوئی صورت نہ تھی
الغرض جو بیچ اگر مشتری مالک بیچ نہ ہوتا تو دوسری کی ہاتھ بیچ کر سکتا اس سے
صاف ظاہر ہے کہ بنای بیچ غانی فقط بیچ اول ہے وہ مذاب خود موقوف ہے مخالفت
خداوندی کی وجہ سے ایک ثابت اور سے عارض ہو گئی ہے وہ مخالفت گلی جلتی ہے
اوسکا اثر کا بیکر علی گاہا البتہ کسی چیز کا ملک نہ ہونا اس چیز کی نسبت ایسا وصف نہیں
کہ وہی دماغی بین اور سے جدا ہو جائی اگر کوئی چیز اپنی ملک نہ ہو اور یہ جدا خواہ سدا و
کسی کے ہاتھ بیچ کر زمین یا کسی کو بیچ کر زمین تو بعد بیچ ظاہری اور ہتھیاری ہی ہون
کہہ سکتے ہیں کہ یہ چیز واہب اور بائع کی ملک نہ تھی اور جو بیچ مشتری اور
موجب کی ملک نہیں آتی اسلئے مال مغبوب اور مال رشوت اور قیمت بیچ باطل و
اجارہ باطل سیکو بیہ کرین یا سیکسی ہاتھ بیچ کر یہ سب طرح کسی مرتبہ میں حلال و طیب
نہیں ہو سکتا اور کیونکہ جو بہان بنائے بیچ و بیہ کوئی امر موجب ملک نہیں ہوگا
تو ظلم ہے یا گناہ مثال سے سکین مغبوب ہو سکتے زرد سبز آئینہ اور آئینہ شیشی کے
اگر زرد رنگس ہو کر کہیں جاتا تو بیشک جہلن وہ نور جانیگا وہاں زردی سبزی حرارت کی

ساتھ جاگی اور گراوس نوئی کر دہ پر ایک آئینہ سبز یا زرد یا آئینہ شیشی ای طرح کہ کہا ہو
ہو کہ نوئی کے ادھر ادھر ایک سطح اور اوس آئینہ یا شیشی کے ایک سطح ایسی طرح ملی ہوئی ہون
جیسے دو آئینہ یا دو تھیرا ہم ملی ہوئے ہوتے ہیں غرض فقط ملاقی ہونو اور اوس آئینہ یا شیشی
میں منکسر اور نافذ ہوتو پھر رنگ آئینہ یا حرارت شیشی کی نجائی کی وجہ اسکی فقط یہ ہے
کہ نفوذ اور عکس کے صورت میں بنا سے حصول نور حرارت مقام معلوم میں آئینہ اور آئینہ
شیشی پر ہے اگر آئینہ مذکورہ اور آئینہ شیشی نہ ہو تو پھر بہان نور آنا نہ حرارت آتی اور وہی
صورۃ میں حصول نور اوس آئینہ پر اور حصول حرارت اوس شیشی پر موقوف نہیں سب طرح بہان
بجھ لیجیے کیسو نظیم دیو ۶۰ واجارہ باطل کی بیچ یا اونکا ہی نظیم اور گناہ پر موقوف ہی اور
کیسو بیچ فاسد کا بیہ یا اوسکی بیچ ظلم اور گناہ پر موقوف نہیں واللہ اعلم وعلما
انہو واحکمو مکر عرض یہ ہے کہ اگر سب باطلان بدن میں کچھ نہ ہو محسوس ہو تو
اوس میں عمل اسم ذات کہ باکچھ اور یوں سمجھا کچھ کہ عمل شور کا ہر بن موذ کر خدا میں موقوف
قلند فرصت اور کثرت مشاغل کہ باعث متصل تحریک اتفاق نہوا اور قات تلفیق
کہہ کر تمام کیا اسلئے روزانہ ہزار ہزار سال نہ کر سکا حج روانہ کرنا ہوں رسید سے
مطلع قرأتین حافظہ پر خوش صاحب غیرہ احباب اگر اتفاق ملاقات ہو اور یاد
تو میرا سلام عرض کر دینا فقط اس تعری پریشان کو دیکھ کر میں جانتا ہوں آپ بیت

پیشانی ہوگی اور شاید پنجاب میں بھی بکھڑکے کینا ہی شواہد پر آپ کے فواری کلام سے ہند
 سنگین سوال کے تشرق میں غہوم ہوتی ہی یوں بکھڑکے آپ سے فہم کی سنگین اور پر کی باتوں نے
 تو معلوم جب تک نہ کی بات کہی جاسے امید نہیں کہ آپ کے ترو دجاے یہ چند اور اق
 کردی میں اور ایسی مان ہوں کہ کون وقت کہو یا اور کس نے کاغذ سیاہ کیا آپ کا مطلب
 اصلی تو فقط اپنی بات سے متعلق تھا کہ مال رشوت غصب اور کسو بنرنا و دیگر جرائم اصلہ
 ملک میں نہیں آنا اگر مالکان اصلی معلوم ہوں تو ہٹانا واجب ورنہ بغرض دفع عذاب
 اور کسے ذمہ تصدق واجب پینے والی ایسی بے مایہوں کا افلاس کے باعث ہوں بہ
 جان ہونے کا ران ہونے کا نواب وہ اگر ہوگا تو مالکان اصلی کو ہوگا ہر اسے نہ ہونے کا
 کہ ملک کا اصلی اگر کا فر ہوگی تو پھر صواب کی کوئی صورت نہیں حیدر زرا کو پیا کیجیگا اسکے
 والدہ کو سلام کہہ دینا مولوی محمد الحسن صاحب طباطبائی اور یاد ہے تو سلام کہہ لیتا اور
 کہہ دینا نہ تم تفصیل احوال لکھتے ہو نہ یہاں دل مانتا ہے یہاں آپ اور کام کرتے ہیں ایک
 پر جب باری نام ہی لکھیے پھر سولہویں کا لکھا ہوا احداث سے مولوی احمد حسن صاحب کا
 خط آیا تھا اسی روز کی روانگی کی خبر لکھی تھی یہ حال معلوم نہیں آپ ہی دعا کریں اور

ملنے والوں سے سلام عرض کر دیں تمہارے فیض

در تیس مرتبہ ان التماس بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمین

toobaa-elibrary.blogspot.com

کترین حلاق سچو نام محمد دم و کرم قاضی محمد اسماعیل صاحب کی خدمت سے راپا برکت
 میں بعد سلام سنون و شوق منون کے عرض ہوا ہے کہ آپ کا عنایت نادر باعث افتخار
 ہوا ہے جو کہ تو میرے بابے کیلئے لوگوں کی چگری میں سکوت و باطل سے کچھ طلب نہ رہا ہی بات سے
 مطلب ہوا جو دل و عقل و فہم تو درکن رائف کی نام ہے تک بغایتی ہوں مجھ جیسی خوشی کو جسکی ایسے
 فقیر کسی خوش آتی ہوں کہ کینے ہوا جی حضرت آپ نے سننا نہیں جو اہل ایمان باشند خوشی
 جی قابل پر سرغرض ہو کر کینے ہو کہ کینے ہو جو کی تلاش نہو اسی وقت میں علماء کو
 لازم ہے کہ اپنی زبان کو منہ میں رکھیں میری کہنی کا یقین نہو تو ایہ قرائن کذا کلمہ ہند
 الجاہل کھلون قائلو اسکا کھما اور سوار اسکے اور اتنیں جو اس مضمون کی ہر جملہ
 فواد میں نا جاہل ہو کر جو طلب ہو تو اسکی سنگین خاطر لازم ہے سولیسے لوگوں کی
 علامت یہ ہے کہ بحث مباحثہ کو تیا نہیں ہوتی علماء کے منہ نہ تو کتنی رہتی ہیں جو
 اذکی منہ سے نکلا پنے بی باندہ لیا جا بلوں کی اوزیم ملا تو کئی بات کو نہیں سنی جیسے
 اولنا خطر ایمان ہو سوسلان استفسار سن کر کہہ لیتے ہیں اذکی میں بعض ہم ملاؤں کی
 تقریریں اور بعض مصلح ناموں کی تحریریں سکھ اور دیکھ کر حکم کی بات میں بانوارانی لگی
 اور عمل شہور کو غیر مشہور اور غیر مشہور کو مشہور بتانے لگے اس سبب اوزینہ اپنی نفاہت
 اور والدہ کی مایاری اور بعض احباب کی تشریف آوری اور طلبہ کی خدمت گزار کی

باعث ہی کر رہیں چاہتا تھا اس باستان قلم گسہائی اور ورق سفید کو سیاہ بنایا علاوہ
 بریک متقی خواستگار روایات مشہور ضیاء و ظلال نویں سویری پاس اول کتابیں کہاں
 جو رہا میں کتابوں اور سنہ اول اور سنی کلام کے لیے قویہ لاؤن اور بناؤن غرض ہر طرح جو
 کلمے سے نہ گھٹے کو اچھا سمجھتا تھا بلکہ چونکہ ایک کچھ تباہ ہو گیا یہ ڈرنگا سب آداب کچھ کا
 کچھ سمجھ جاتیں اور زیری ان مصلحت انیشیو کو کسی اور بات مشمول قرآین سے منفر غفر
 کچھ غرض کہے دیتا ہوں کیونکہ اگر گفتگو طول دیا جائی تو کم سے کم ہر بات کے لئے ایک ایک
 دو دو جزو ہوں مگر یہ تحریر ہی قسط آپ کی اور آپ کے اجماع کے لئے کچھ جاتی ہے ورنہ آپ کے
 مخالفوں سے امید قبول نہیں ہاں جبکو سویری بات پراغداد ہوگا وہی اس سے متفق ہو سکتا
 علی ذلالتیاس جو طالب حق ہوگا اور اسکے لئے بی ہر طرح سفید ہوگی اسلئے عرب غرضت متفر
 میں ہی اسی بات کا پابند ہوتا ہوں کہ جو اردون تو معتبر ہی کتاب کے قول اردون سوال جواب کے
 نزدیک کلام اللہ سے زیادہ معتبر کوئی کتاب نہیں اور بعد کلام اللہ کے بخاری شریف اور مسلم
 سے اور صحیح مسند اور مشکوٰۃ سے زیادہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں کلام اللہ کی آیتیں جیسے
 اور کتابوں کی روایتیں جیسے مگر کسی حدیث تعالیٰ اور رسول الاصلم اولاد بخاری اور انکی
 راویوں کی طرف ہی وہ اہمیت کا گمان ہو تو پھر جاری پاس کوئی جو آیتیں حضرت من تقصیر
 حسبی متبرہ لا حسین واعقاد کا معنی اہل سنت کے نزدیک قابل اعتبار بلکہ عبادتی ہے

جانی ہیں کہ حسین واعظ کوئی عالم حق نہیں ہوتا آدمی ہی ابا تاجہ او کی باتیں خود ولات
 کرتی ہیں کہ شخص نے عالم حق ہے نہ سوخ متعجب رہنا کی کچھ جانی کے لئے تو بڑا وصل چاہتے
 مگر نہ شخص صحیح ہے کہ تحقیق کے نزدیک قابل اعتبار نہیں نہ بوجہ علم نہ بوجہ دانت علم کا
 حال معروض ہو گیا دانت کی بات پوچھتی تو انکی باتوں سے پوری فصل لے جے اور لے لیں
 نزدیک شہرہ ریفضہ خیر افاضی ہونا بجز علماء بجمیر کے کون چھو سکتا ہے مگر اس بات کے لئے
 کہ یہ قبول ہو سکتی تھی اولاً زید کے معتبر اور ثبوتاً ہے اور کچھ غیر مشہور اور غیر معتبر کہتا ہے
 مشہور اور معتبر ہے انہی بات ہے کہ احادیث صحیحہ سے قول ملاقات حضرت جبریل ہی
 صحیح معلوم ہوتا ہے اور فخر بن ہی ہی مشہور ہے چنانچہ ماہران تقاضی معتبر واسکی تصدیق
 کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فقط بانیہ زید کہ زبان ہاں ہے اگر افعال کتابت کا واقف ہوتے ہیں
 اور علی کوئی کوئی جانتا ہے تفسیر کے معنی میں ذہن میں ان علوم ہو گئے ہیں اور ان کے
 پروردی مولج ناملازمہ وغیر میں تصنیف ہو گئے غرض چونکہ تفسیر فارسی میں ہی وہ ہی
 سلیس عام میں راجح ہو گئی عربی کی تفسیریں ایک طرف دہری ہیں باقی واقف ہونا قول معلوم
 احادیث صحیحہ کے سوا کسی تفصیل ہے کہ بخاری شریف میں صحیحات توحید بن اسمعیل نے
 کی تفسیر میں تین حدیثیں ہیں ایک وہ حضرت عائشہ سے ہے کہ میری بال کھڑی
 ہوا ہے میں چاہوں گی کہ رسول الاصلم نے خدا کو کہا وہ حضرت عبدالبرین سے ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

جلیکے پیشمیں ہے کہ ایتہ کنگان قَابِ قَوْسِیْنِ اَوْ اِذْ ذُوقُوا عَذَابَ الِیَّعْبِیْنِ ہما کھئی
 سے مراد حضرت جبریل کی ملاقات ہے اور چہ توبانہ رو کی مہربانوں کا دیدار ہے
 علیہما السلام شریف میں صفحہ ۹۸ پر دو حدیثیں موجود ہیں جن سے پہلی حدیث سے تو
 بحوالہ رسول الصلحہ کی بون معلوم ہوتا ہے کہ ایتہ وَقَدْ لَمَّاهُ سُرَّةُ الْاُخْرٰی مِنْ
 حضرت جبریل کا دیکھنا مراد ہے اور دوسری حدیث سے بون معلوم ہوتا ہے کہ ایتہ شَرَّ
 كَلِمَاتِكُنَّ كَلِمَاتُكَانَ قَابِ قَوْسِیْنِ اَوْ اِذْ ذُوقُوا مِنْ حُرِّ جَبْرٰیلَ كَا دِیْكَیْنَا اَرَادَ
 اور اسی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت جبریل بون تو مردوں کی شکل میں آتے تھے
 پراس وقت جبکہ اس سورہ میں بیان ہے اس سورہ میں آتے جو اذکی سورہ اصلی ہی
 پر اذکے بعد تائوین صحیفہ ج حضرت ابو ذر سے دو روایتیں مذکور ہیں جن میں سے پہلی حدیث
 میں نوربہ الفاظ میں عن ابی ذر قال سألت رسول الله صلعم هل رآہ
 ریلث قال نورأنی اراہ سور شایح نودی ہوشہور معروف ہیں اور اس حدیث سے
 ابی کتابیکوہ شریف میں مذکور ہے ہر اس صحیفہ میں بون فرماتے ہیں کہ تمام صورتیں
 سب حدیث کی کتابوں سے ساری یاد اور نے فرماتے کہ اسی کو دوش اور اذ کے
 الف کو زبر اور نون کو تشدید ہی پڑی اور اس سورہ میں اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوند نے
 فرمایا کہ میں مسرت ہے میں اس کو کو کو کو دیکھ سکوں دوسری ایک روایت اور یہی ہے

اور اس روایت کے موافق ہی کو زبر الف ساکن نون کو زبر یا کو تشدید ہے اس سورہ میں دو
 اشمال میں ایک تو یہ کہ وہ نورانی ہے میں اس کو دیکھتا ہوں دوسری یہ کہ وہ خالق نور
 نور اور کائنات ہے میں اس کو کرتے دیکھتا ہوں چنانچہ امام نووی نے بھی تاویل کی ہے اور لکھ
 بعد بحوالہ قاضی عیاض میں مصنف شفا کاتب شہر حدیث جو شریف مقرب عالم اور صحیح مسلم کے شایع
 ہیں بون رقم فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں کہیں نہیں ہے اور اس میں ہے اس میں
 کو دیکھا علاوہ برین اور سی صفحہ ۹۹ میں دوسری حدیث انہی حضرت ابو ذر سے موجود ہے
 جس کا مطلب سابق مجاورہ کلام اور واقعہ پھر امام نووی کے بعد ہے کہ میں نور دیکھا اور کچھ
 نہیں دیکھا سو چونکہ یہ دونوں حدیثیں ایک راوی سے ایک قدر میں ہیں تو دونوں کو
 ہی مطلب ہوگا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اور ہے ہی تو ابھی
 ہی صحیح ہی ہیں جو مرقوم ہوتے اور اگر بالفرض اس روایت نامعلوم ہے اصل کا یہی مطلب
 کہ میں مذکور دیکھتا ہوں تو اس سے کیا سوال جواب کہ وقت کی ریت اور دلائل ثابت ہوگا
 سو کچھ کو اس سے کیا علاقہ جس سورہ نجم میں سورہ صموتہ ذکر کردہ گذر نہیں اور بون
 کہنے سے کلاس سورہ میں اور ان آیات میں احکام مذکورہ گذر نہیں آدمی دانی نہیں چنانچہ بون
 کہنے سے ہی کلاس سورہ میں دیدار خداوند کیا ذکر نہیں دانی نہیں چنانچہ پیر چاہے مشاہ
 عبدالعزیز صاحب حدیث و صاحبان جلالین اتنی بات سے جو مذکورہ دانی ہو گئی اور اگر اس کے

بر صاحب دہلی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اور حضرت ابوذر اور
 حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی بیٹی کے راوی تھے واسطے سے بخاری اور مسلم میں احادیث
 مروی ہیں اور علی بن القیاس امام بخاری اور امام مسلم اور امام نووی اور قاضی عیاض اور ان کی
 اتباع اول و دہلی ہو چکے سو اگر یہی و باجیت ہے تو ہم اور ہماری سات پشت دہلی ہو گئے
 اسکو لیکھنے کو نا ہو سکتی دورا کو دو سو برس نہیں ہوتے اور یہ صاحب سواہی شاہچند
 صاحب کے اس زمانے سے پہلی ہو گئی و نہ تہمت و نہ اہمیت کا ان بزرگوں کی نسبت
 خوب موقع تھا بندید سے جو شاہ عبدالعزیز صاحب نے صاحبان جلالین کو دہلی بھیجا
 کوئی پوچھی کہ یہ شاہ عبدالعزیز کو دہلی نہ لانا تو کیا صاحبان جلالین تو آپ کے طعنوں کے
 ڈر سے پانسو برس پہلی ہو گئے ہیں میں مثل شہسور رہے کو مارین شاہ مدار و نیر یہ طعن کیا
 اونی حیات کرتی ہی اب انہاس بھیجے کہ اگر سری بن اتون میں شہسور ہو لگے ہیں سے بخاری
 و مسلم مطبوع علین تو بدیشان صفیات مسطورا کو کوئی صاحب علیج جو کوان کہوں کے
 دیکھنے اور دیکھنے کا سلیقہ ہو مطابق کرالین بلکہ صحیح مسلم کے صفحہ ۸۰ میں جو احادیث
 پنجی شرح نووی مسطور ہے او میں جو واحدی جو امام نووی سے مقدم ہیں یہ سب
 کہ اکثر علما تو یہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو ان کی پہلی
 صورت میں دیکھا اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کو دیکھا میں

ان کے صحابہ اور انہاس اور ان کی بعد کے علماء تو قول اول کے طرف ہیں اور حضرت عبداللہ بن
 عباس اور شاید اور یہی کوئی قول ثانی کی طرف ہیں اس واسطے یہ ضاوی نے قول اول ہی
 اور دوسری قول کو بطور تضعیف فقط ذکر کیا ہے اعلیٰ انداز قیاس سے نقل کیا ہے جس سے
 موافق اصطلاح علماء بہر مراد ہوتے ہے مگر یہ ضاوی کو وہاں کہنے سے کون مانع ہے اللہ نے
 موندہ میں زبان دی اگلی کوئی آیت نہیں پہاڑ نہیں جو روکی کو دتے ہا نہ تے شوخ چلے جاؤ
 اب بعد ان سب مراسلے کے انہاس سب سے کہ جو مسائل علماء متقدمین میں مختلف قیام ہوں
 ایسے مسائل میں ایک یا نہیں لیا اور ایک جانب والوں نے جنہوں نے کرنا جملوں اور بندہ جو کنا
 کام ہے در نہ متقی شافعیوں پر اور شافعی متقدمین پر طعن کیا کرتے اس صورت میں اول
 مسائل کے ایک جانب والوں پر جو صحابہ میں ہی مختلف قیام ہوں اور یہ وہ جانیں ہیں
 کہ اکثروں نے ترویج دی ہو طعن کرنا ان لوگوں کا کام ہے جسکی حق میں مولانا روم علیہ الرحمۃ
 یہ شعر ارشاد فرماتے ہیں شاعر چون خلا خواہد کہ پرہ کہ دردی سیلش اندر طعن کا نہ
 انہوں میں جاملوں اور ہم ملاؤں نے دین کو خراب کر ڈالا ایک صاحب نے کہتے ہیں تو یہ سب
 اصول و دیکو و اہمیت کہہ جاتے ہیں دوسری صاحب کثری ہوتے ہیں تو یہ سب سے
 اعمال صالحہ کو بدعت کہہ سنا تے ہیں اب حق کو جان بمانی دشوار ہو گئی باقی رہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثانی یا محال ہونا اسکا جواب کیا کہ ہمیں طعن کے دلائل اور

پہر ایک صاحب نے تہذیب کی وجہ سے کہوں تو استفسار کے دونوں جانب کے صاحبوں میں استفسار
 نظر نہیں آتا کہ اوکو کچھ میں صورتوں میں سے معنایں کی تحریر میں اپنی اوقات کا فراہم کرنا
 اور ایضہ داغ کا چور کر دینا ہے مگر یوں کہہ کر گرا ویزہ جیسے تو اپنے فضلہ تعالیٰ صاحب و جبران میں ^{نفاذ}
 خوب چہرہ جانتے دو لیک تائیں سانس کیجے دیناموں مخدوم علمدار شہد میں ہیں تو اس سزا میں
 اختلاف دیکھا ہٹسنان توری دونوں ہی ہر بات جگہ کی میں پتہ کے اگر تہذیبی عالم تو اس
 جانب میں کہ سوا خداوند کریم کے سب کا ثانی اور نظیر ملک ہے اور وہ لاشریک ہونا خدا ہی کو
 زیبا ہے سوا سوا **اِنَّ الدِّنَ اِلَّا لِلّٰهِ** ہی کے ساتھ یہ جگہ لگایا **اَسْمٰوٰتِ**
اَنْ مُحَمَّدًا لِّسُّوْعَ اللّٰهِ دس کے ساتھ نہ ثبٹا گیا اور یوں ہی فضل حق صاحب مرحوم اور
 اوکی اتباع میں مانگتے کہ میں یہ یوں بھی صاحب مذکور کے دلائل کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا
 کہ وہ ہی دل سے اسی بات کے قائل ہے کہ انجانا ہی ممکن ہے کیونکہ لایسے اوکی لفظ استماع
 بالغیر ثابت ہوا ہے اور استماع بالغیر خود امکان ہی پر دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ استماع بالغیر
 کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ذات سے تو فانی نہیں مگر ہے کسی جگہ کی وجہ سے مجال یا متنع ہو گئی سوا
 بات کہ وہ لوگ ہی قائل ہیں جو ممکن بتلا ہی میں کہ خداوند کریم کے وعدہ صادق کے سبب پکا ثانی
 منہ کیا اور مجال بگیا متنع ذاتی اور مجال ذاتی نہیں جیسے منکثانی اور اسکا نظیر مجال امتنع
 ذاتی ہے یعنی کسی غیر کے سبب مجال امتنع نہیں ہو گیا اپنی ذمہ داری سے مجال امتنع

مولوی فضل حق صاحب مرحوم کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ یوں ہی اصل
 ثانی پیدا کرے گا سوا اسکا جواب ایک تو یہی ہے کہ جو پھر وعدہ کے سبب مجال ہو وہ متنع بالغیر ہے متنع
 بالذات نہیں کیونکہ وعدہ کے سبب مجال ہوتے اپنی ذات میں نہیں دوسرا یہ کہ وعدہ کا کرنا خود
 بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا قدرت و اقتدار خدا ہی میں ^{مطلوبہ}
 ورنہ وعدہ کی کیا معنی وعدہ تو امور اعتبار میں ہوتا ہے جس بات کا کرنا کرنا لایسے اختیار میں
 وعدہ ممکن نہیں ہاں کسی اور باتوں میں جو اپنے سے بہتر ممکن ہو کر دیتے تو اون کو کون سے جو
 ناواقف ہوں بظور وعدہ کے کہہ لیا کرتے ہیں کہ ہم یہ بات مگر جگہ سبب بات ہم سے تو شعور
 خداوند کریم سے شعور نہیں ہاں خدا ہوگی یا زمین جو خداوند صادق القول کو ہم کوکی یا بھی
 اسکا ایمان و اسلام میں حشر ہی دوسری دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو خداوند کریم خاتم
 النبیین فرماتے ہیں اگر آپ کا ثانی پیدا ہو جائی تو آپ خاتم النبیین زمین اور خدا کے کلام چہرے
 سوا اسکا جواب اول تو اسی تقریر سے کھل آتا ہے کیونکہ یہاں ہی وعدہ پر دل کار لایا ^{مطلوبہ}
 حضرت آدم با عتیا جبرائیل کے اول النبیین میں ورنہ آپ کی توبہ موافق حدیث کثرت
 نبیاً و آدم بین **الْحَاءِ وَالطَّيْنِ سَبَّ** اور ہے پہر خاتم کماہن ہوگی سوا کہ رسول
 مسلم کا ثانی یہاں ہے تو حضرت آدم کا ثانی ہی یہاں ہے علی ہذا القیاس اوسط الانبیاء اول ^{مطلوبہ}
 اور خاتم الانبیاء اور اول الاولیاء اور خاتم الاولیاء اور وسط الاولیاء بکار اول المخفوقات اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اختلافات اور اوسط الخدوات سب کا ثانی مجال ہو گا اگر ہر مجال کے ضمن میں تو اس سے
 کسی انگارے سے تیسری دلیل بہت ہے کہ جسے کل مستثنیٰ یعنی ٹوٹری میں ایک ہی پول ہو گا
 یعنی ہر مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے سو اس مجموعہ میں جسی حال کتہ افضل جناب
 محمد الرسول المرصم میں اگر اوکٹا ثانی موجود ہو تو یہ بات غلط ہو جائے بلکہ ایک مجموعہ
 دو افضل ہو جائیں سو اس شہدہ کا جو اربال تو یہ ہے کہ پہلا خضع باغیر ہے اختراع با
 نہیں اختراع بالذات کی ہر صورت کے کہ پول ٹوٹری میں ہو یا علیہ او سکائانی ممکن ہو
 علاوہ برین دو پول ٹو کرے میں ایک ہے اور سب پولوں سے افضل ہوں تو
 کیا قباحت ہے کوئی عاقل اس میں متامل نہیں ہو سکتا معذرا اگر دوسرا ٹوٹرا ہی ایسا ہو کہ
 او میں نسبتہ او پر سے نیکو تر ہے ایک ہی ہے پول ہوں جس میں گل عرسد ہو ایسا ہی
 او میں صلیب میں اور باقی ہوں ایسا ہی او میں تو کوئی صا ر عقل اس میں انگار نہیں کر سکتا
 ایسے ہی اس عالم میں ہی دو افضل ہوں یا کوئی دوسرا عالم بلکہ اسی عالم کے مشابہت ہو
 اس عالم میں رسول المرصم میں اور عالم میں ہی ایسی ہی رسول المرصم ہوں اور باقی جیسے
 اس میں ہوں ویسے ہی او میں تو اہل عقل تو انگار نہیں کر سکتے کیونکہ خداوند کریم ایسی
 ایسی عالم ہزاروں پیدا کر سکتے ہیں بعض احوال میں اسکے طرف اشارہ ہی ہو
 اگر خدا کو منظور ہے تو ان عبادت کا مضمون اور اوراق کا نشان ہی ہر قوم ہو گا سو

سنا

اسکے جیسے ایک مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے ایسے ہی او میں یعنی کس ہی ایک ہی ہوتا
 اور علیٰ ہذا القیاس او وسط ہی ایک ہی ہوتا ہے سو جی رسالت تصلیم اس عالم میں افضل
 میں شیطان مثلاً بتو ہے اس طرح کوئی او وسط ہے تو خداوند کریم شیطان کا ثانی اور
 اوں او وسط کا ثانی ہی پیدا کر سکتا علاوہ برین ہر نوع حیوانی میں کدہا ہو گا لہذا علی
 ہذا القیاس انواع اشجار وغیرہ میں ایک افضل اور ایک کمتر اور ایک او وسط ہو گا او کٹا
 ثانی ہی خدا سے پیدا ہو سکتا چوتھی دلیل یہ ہے کہ جیسے دائرہ میں مرکز ایک ہی ہوتا ہے
 ایسی ہی رسول المرصم ہی عالم میں ایک ہی ہے اس دلیل میں اول تو یہی خارج ہے کہ
 دائرہ کجا او عالم کجا تشبیہ کہے کہ مجانست اور مشابہت چاہئے جیسے مربع اور مثلث
 اور مستطیل اور خوف اور قوس اور قوس مجس سدس وغیرہ کو اس بات میں دائرہ کے ساتھ
 تشبیہ نہیں دی سکتے حالانکہ دائرہ اور اقسام مذکورہ میں اتنا تو اتحاد ہے کہ نسبتاً
 سطح میں سے ہیں ایسے ہی عالم کو ہوا ہے کہ ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے علاوہ برین
 مرکز کی تہذیب فقط اتنی ہے کہ وہ ہی ایک لفظ ہے اور یہ بات کہ سب کی طرف ہی تہذیب
 برابر ہو محیط کے باعث او میں پیدا ہو گئی ہے او سکی ذات میں داخل نہیں ہو گئی بلکہ
 تہ تہا تو وہ نقطہ تو ہر تہا یہ بات تہ تہی سو جو بات اپنی ذات میں نہ ہو بلکہ کسی
 غیر کے باعث حاصل ہو گئی ہو جیسے پانہیں بیاعت آگ کی گرمی پیدا ہو جاتی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اوسکو ذاتی نہیں کہتے عارضی اور خارج کہتے ہیں جیسی بانی کی گرمی کو ذاتی نہیں کہتی عارضی اور خارج کہتے ہیں اور جب ذاتی نبوی عارضی ہونے تو اوہی کا طرف منسوب ہوگی اور وہ غیر ایسکا باعث کہلائیگا جو جیسی مرکز کی تانی کا ممکن ہونا محیط کی جائے اور اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں ایسی ہی رسول المرسلین کی تائیکا اشباع باعث محیط عام ذاتی نہیں بلکہ اگر وہ ایسا ہی دائرہ اور بنایا جائے تو جیسے سالہ دائرہ دوسری سارے دائرہ کے تانی ہوگا اسکا مرکز اس کے مرکز کے تانی ہوگا ایسا ہی اگر دوسرا مجموعہ بنا یا جائے تو جیسے یہ مجموعہ عالم اور مجموعہ عالم کا تانی اور نظیر ہوگا رسول المرسلین جو نیز مرکز اس مجموعہ کے نسبت ہیں دوسری مجموعہ کے اوس شخص کے مشابہ اور نظیر ہوگی جو نسبت اور اس کے نیز مرکز ہوا اس صورت میں دونوں باہم المیہ دوسری کے نظیر ہوگی یا سوا اس کے جیسے مجموعہ عالم ایک مرکز ہے ہر نوع میں ہی ایک مرکز چاہئے اس صورت میں ہر نوع میں ایک فرد ایسا ہوگا کہ اوسکا نظیر مرکز ہونگا غرض بہرہ دلائل اون لوگوں میں جو رسول المرسلین کے نظیر کو متبع تیا ان میں سوان دلائل کی حقیقت تو معلوم ہوگی جو مطلب ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو ان صاحبوں کا دعویٰ ہے وہ اور ہے مگر چونکہ مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے علم و فضل کا شہرہ ہے تو اوہی نسبت بہرہ میں نہیں آتا کہ اوہی غرض بہرہ ہو کہ رسول المرسلین کا تانی بالذات محال ہے اور متبع ہے

یوں ہونے کو نہیں کہتے کہ اوہیوں نے فقط محال اور متبع فرمایا ہو کہ ہمنوں نے محال بالذات اور متبع بالذات سمجھ لیا ہوا اور بہرہ سمجھا کہ محال اور متبع کی دوسمیں میں ایک محال اور متبع بالذات دوسرا محال اور متبع بالذات ہے ایک کے لئے دلائل جدی جدی میں یا اون دلائل سے اہل عقل کو خود معلوم ہوجاتا ہے کہ فلا ناما مطلب ثابت ہوگا فلا ناما نہیں ہوگا جیسے جاندار سورج کے دیکھنے سے اہل بصر کو خود معلوم ہوجاتا ہے کہ اس سے ایسا جاندار ہوگا اور اس سے اس قدر جاندار ہوگا جیسے آگ بانی کو دیکھ کر توجہ کاروں کو واضح ہوجاتا ہے کہ اس سے گرمی اور اس سے سردی ہوگی غرض سب کو تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ انہیں اس قافلہ میں جاہل ہیں اگرچہ نام کے مولوی ہیں پر مولوی فضل حق صاحب توجیہ ہی مذہب ہوگا کیونکہ ایسی علم و فضل والا ایسا نہیں کہہ سکتا اگر وہ ہی ہی سمجھی تھی جو اوہی اتباع سمجھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بہرہ علم و فضل کا شہرہ یوں ہی غلط نظر رکھتا ہے یا کہ مولوی نور الحسن مرحوم کا مذہبی جو مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ہی عقیدہ رکھتے تھے رسول المرسلین کا تانی ممکن چنانچہ غیر سامنی خود اسکا مذکور آیا اور مولوی نور الحسن صاحب کی نسبت ایک ظاہر علم بیان کرتے تھے کہ اوہی تقریر سے ہی اشباع بالذات ہوتا تھا یہ ہی اوہی نبوی شاکر دو سے ہیں اندو لو نکھاس بات کا قائل ہونا خود اس بات پر دلالت

۱۳۷
 کہتا ہے کہ مولوی فضل الرحمن صاحب کا یہی نزدیک جو بیان دو نوٹوں کو استمداد کی بات غلط نظر
 سوا کر پڑھنے والی استاد انہوں نے مذہب استمداد کو جوڑا اور نوٹوں کو کیا مذہب سے کہہ کر لکھا
 انہیں سکرین اور جس کی سے کیا کام مولوی فضل الرحمن ہوں یا مولوی محمد علی تھیلانی اور رسول
 صلعم کی بات سننی چاہیے سو خداوند علیم سورہ یسین میں جو دو نون فریق کو یاد ہوگی آخر فرقہ
 میں فرما رہے ہیں اولیس الذی مخلوق السموات والارض بقادر علی ان
 یخلق مثلهما بل ویھو الخلاق العلیم اسکا ترجمہ غلط فرما دین بہ ہے
 کیا وہ ذات جیسے آسمان وزمین کو پیدا کیا اسقدر نہیں کہ وہ انکا مثل پیدا کر دے
 ہاں کیوں نہیں وہ تو خلاق صلعم ہے یہاں تک ترجمہ اللہ بخیر فرماتے کہ رسول الصلعم
 اور غیر رسول الصلعم وافق حکم آیت کے اس بات میں شامل نہیں کہ اوکئی مثل پر خداوند
 علیم قادر ہے کہ جو کہ یہ بات خداوند کریم سنانوں کو گوں کہ جو اس میں ارشاد فرمائی ہے جو
 کے سکرے اور یہ کہتے تھے کہ بیٹیاں جب پورانی ہو جائیں گی تو پہلا نوٹوں کو نذرہ کر لگا
 عرض قیامت کا اثبات اس پر قیوف ہو گیا کہ خداوند کریم اوکئی مثل پر یہی قادر ہوگا
 تو جو قیامت میں اوشہیگا کوئی ہو رسول الصلعم ہوں یا غیر اوکے مثل پر قادر ہوگا بلکہ
 شروع سے دیکھتے تو یوں فرماتے ہیں اولو میرا انسان انکھلقتا کہ من
 نطقه فاذا اهو خصیم مبین وضرب لنا وفسخ خلقه قال من
 بصرہ

یجی العظام وھن یم قلی حیھا اللذ انشاھا اول مرء حاصل
 مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ کیا انسان دیکھتا نہیں کہ جسے اسکو نطق سے پیدا کیا
 پہلے کچھ کر لیا نہ مٹی والی ہے ہمارے جن جن بابتیں بتا رہے اور یہاں میں کو بہول کیا
 کہتا ہے کون زندہ کر لگا پھر لہو کوجب وہ سر کر پورانی ہو جائیگی تو ہمیشہ وہ شخص
 زندہ کر لگا جسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا جب اس بات کو لحاظ کیجئے کہ وہ اپنی پیدا
 کو بہول کیا کہ جسے اسکو نطق سے پیدا کیا تو صاف یوں سمجھیں آتا ہے کہ جنکو
 نطق سے پیدا کیا ہوا اوکے زندہ کرنا اور اوکو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں اوکئی
 مثل پر تو خداوند قدیر قادر ہے جب چاہے ویسا پیدا کر دی سوچو نہ جناب رسالت
 مآب صلعم ہی — پیدا ہوتی ہیں تو اوکئی مثل پر یہی خدا قادر ہوگا علاوہ برین
 چہاں کہ بخاری لفظ کی صفحہ ۴۵۳ میں حاشیہ پر جو الفتح الباری شرح صحیح بخاری
 جو استاد عالم محدث مشہور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے روایت حال او
 یہ بھی چکنی جو الہ مشکوٰۃ ثلثین میں اکثر آتے ہیں ایک روایت رقم ہے جسکا حاصل
 ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن الارض مثلھن کی
 تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ رسالت زمین میں اور بر زمین میں ایک آدم میں یہی تمہارا
 حضرت آدم میں اور حضرت نوح میں مثل تمہاری حضرت نوح کی اور حضرت ابراہیم

مثل تمہاری حضرت ابراہیم کے اور حضرت عیسیٰ بن مریم سے تمہارے حضرت عیسیٰ اور ایک
 نبی میں مثل تمہارے ہی کچھ ایسے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اور یہ سب ہی جو انھیں یاری فرمادے
 کہ انہیں حقینہ اسکی سند کو کہا ہے کہ صحیح ہے، ان اتنی بات ہے کہ شاذ ہے اور اس میں ہے
 فتح الباری ہی کے حوالے سے بروایت جریر بن جریز فرموا ہے کہ ہنر میں میں مثل ابراہیم
 کے اور سوا انکی اور خلقت ہے اور اس روایت کی سند کو بھی صحیح کہا ہے ماسوا کے
 حقا و صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ کا مذہب یہ ہے کہ ان اور ہنر زمان میں ہنر کی تہی مثل
 پیدا ہوتی ہے اور وہ تہی فنا ہوجاتے ہے پھر پھر یہ مسئلہ بنام تجویز اسٹال اور کئی طرف
 منسوب اور یہ بات ان لوگوں میں مشہور ہے سوا انکو تہی نفس خدا کی نہ مانی اور آج
 کل کون مانتا ہے تو حدیث کی روایت اور حضرت صوفیہ کی روایت تو بالضرورت انکی
 چاہتے اور اوکو بھی ماننی تو تجاہت کی کیا صورت ہے و باہم کئی طرف تہمت ہے تو
 یہی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے سنہین بنا و لیا کو کہ گنہیں سوچو شخص اس بات
 انکار کرے کہ خدا کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ثانی برفقہرت نہیں وہ دباہوں سے ہی
 وہ خدا کو تو مانتی تھی اسنے خدا تعالیٰ کو تو جوار دیا ہے تمہا ان دونوں ہی سے تہمت ہوا
 خواہیسی وہابی تو اصلی وہابی نہ ہونگی جیسے آپ کی منگلو میں پیدا ہوتی خدا کو سے
 بجاتی اب اس بات میں یہاں ہی قلم تہمتا ہوں ان زیادہ کہہوں اور دلائل

سید احمد رضا صاحب
 ۱۹۹۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصلیہ اور اس مسئلہ کلیات کو تحریر کروں تو وقت ضائع جائیگا قلم لکھنا چاہیگا اور
 فائدہ کو پہنچا کر کوئی سچھیکا مانا اگر مجھنے والے مولیٰ ہے تو کہتا اور اونکی ساتھ یہاں
 لیکر بھیجتا فقط اگر مانا یہ بات کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم محتاج خدا میں کہ نہیں لکھتی ہنر
 سو خود ہم میں جو شخص یوں کہی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم خدا کے محتاج نہیں اس امت کے
 نعرانی ہیں جیسے کہ ان تقدیر کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مجھوس امت فرمایا ہے وجہ نصرت
 یہ ہے کہ انہا انویں نے ہی انہا ہی کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیک سے نکالکر
 مرتد خداوندی میں پہنچا دیا سو بعینہ وہی بات ان لوگوں سے کہی کہ خداوند کریم
 تو سورہ فاطر میں انہم الفقراء الى الله واللہ هو الغنی الحمید فرمایا
 یعنی ای کو تو تم ساری خدا کے محتاج ہو اور اللہ ہی حمید ہے جو لوگ محاورہ دن
 عربی میں اور علم معانی دیباچہ سے واقف ہیں وہ لوگ واقف ہیں کہ انم کو مقدم کیا
 اور الفقراء فرمایا فقراء اس میں ہی نکتہ ہے کہ تم سارے کے سارے خدا
 محتاج ہو خدا تمہارا محتاج نہیں اور خدا غنی ہے دوسری دلیل کے بعد سو کہلا کر
 فرمایا اور الغنی الحمید فرمایا غنی حمید کہنا ہی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ ہی
 غنی ہے اور کوئی غنی نہیں علی بند القیاس سورہ محمد میں فرمایا واللہ الغنی
 وانہم الفقراء اس میں کہی سیکے کہ تخصیص نہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہوں یا کوئی

بعد اس بات کے کہ کلام الدین دو جگہ یوں فرمایا ہو پھر یوں کہنا کہ رسول الصلعم
 خدا کے متعلق نہیں اوی کا کام ہے کہ اس باب میں جاہل نادان موارور پروردگار
 اولیٰ نظر مسلمان ہو مگر یہ بات کہ خدا غنی ہے اور سوا خدا کے سب کے محتاج اہل
 اسلام میں اول سے لیکر ایک ایسی زبان زد فاسد عام ہے بہر احتمال جو ہی
 نہیں کہنا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی ہو پھر یوں کیونکہ کہا جا ہی کہ اس بات سے کوئی جاہل ہو
 دلائل مند رہا استفسار شخص کی طرف مرقوم میں وہ ایسی چیز میں کہ جسکی جواب
 لکھنے سے بہتر شرم آتی ہے کوئی بات ہو تو اسکا جواب ہی لکھتی دلائل شار العباد اور
 دعویٰ مدعی میں بعینہ الیٰ ربیب سے جسے کہا کرتے ہیں من چہ یگوید و ظنیوں میں چہ میرا
 جناب میں اگر یہ دلیل ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مذکور کے نزدیک بعض منافقین ہی
 جنکے باب میں سورہ براہ میں بہر مرقوم ہے وما نقموا الا از اغناکم
 اللہ ورسولہ من فضلہ خدا کے محتاج نہیں کیونکہ جب ووجود اللہ
 عائلا کا غنی ہے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول الصلعم کو خدا فی غنی کر دیا پھر
 احتیاج کے کیا معنی تو یہاں کہہ زیادہ ہی نکلتا ہے آہ والضحیٰ میں فقط خدا ہی
 غنی بنا یا تھا یہاں خدا نے انہی مدد کے واسطے رسول الصلعم کو ہی ساتھ لیا اور
 من فضلہ ہی موجود ہے نہ تھا یہاں من فضلہ ہی موجود ہے جس سے بہر احتمال چاہتا

کہ سوائے انخامنا فقین مانگی تا کی جو ہی وغیرہ کی خبر نہیں جو کل کو لکھے مطالبہ
 سوا خدا کا نہ شہ ہو بخلاف سورہ والضحیٰ کے کہ وہاں ایسے قوم نہیں تھے نہ بہر احتمال
 ہی باقی ہے کیونکہ جبکہ نزدیک خدا ایسا چیز ہو تو غور و فکر کہ او کی بند سے
 او کے محتاج نہ ہوں اور خدا سے ایسے بائین کیا مشکل میں بلکہ ہونی جاہلین
 کیونکہ جب رسول الصلعم ایک خزانہ کا خزانہ دیا بیٹی بہر ہر جہہ معشوقہ کی جی
 خدا اور نکالا تہہ بیکر سیکھا پہرا و کیا ہو گا ہی ہو گا کہ او کو غنی کچھ تو کہیں اور
 لاتی تعالیٰ اللہ عنہ اللہ علو اسکے میدرا ان بانو کو دیکھ اور
 حسن سنگرد رکھتا ہے کہ دیکھتے کیا بلا جا ہی اور اس سے زیادہ اور کیا بلا ہو گی کہ
 دل سیاہ ہو گئے نیک بہ کافر کی دشوار ہو گیا عقلوں پر شہر شہر گئے جن و جاہل
 کی تیز تری ایسی باتوں میں جو قدیم سے اصول میں داخل نہیں بلکہ دین میں اور
 سوائے اور دینوں میں فرق ایسے ہی باتوں سے سمجھا جاتا تھا کہ کل کو لکھ اور
 شہر شہر نے گا بلکہ اولنا صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھ گئے صدق رسول
 اللہ صلعم یقول العلم ویکثر الجهل یعنی علم کم ہو جائیگا اور جناب
 ہو جائیگا شعر اسبندی شہ مجروح بنیریا ان طوق ذرین ہر دور
 خری نیم اہل عقل کو کوئی نہیں پوچھا ہے عقلوں اور جاہلوں کی بن آتی ہے

پیشا اور متقدماں شی اورین وایمان من ایک فتور پر کارو یا غرض بڑی بلا تو یہی کہ
 ارسنے علم او پندیا اور کوکوسیاہ بنا دیا اس مقلدین مولانا دم علیہ الرحمہ کا شہرہ باد
 آنا ہے شعر انشی گرامہ است این دو چوست جان کیشتر روان مرد و چوست
 مقدم من سو و العنی من بقریه و وجدک عا مثلاً فاغنی کو فاعنی سے
 غنای دنیوی مراد ہے کیونکہ عامل عربی زبان میں مفلس کو کہتے ہیں اعنی خداوند
 کبرہ احسان رسول الیصلع پر چنلا ہے اور قریا ہے کہ تو ایک ایسے مقلد میں محتاج تھا
 سوا خور و نوش کہ نہ تھا میراتین سے ایک بہ تیری پاس نہ پہنچا تھا کیونکہ تیرا با:
 تیری داوی کے سامنے مر گیا تھا سموی تیرا لہر احسان کیا تیرا نکاح ایک اللہ عورت
 اعنی خضرہ خدیجہ الکبریٰ سے کہ اور یا جو جو جان سے تجھ جی عاشق تھی اور آل تو مال جان
 فدا کر نکو تیا تھی بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو رسا فرشتہ میں
 متول ہی تیرا جان بنا دیا یا غرض اس آیت میں غمناہ دینیوی مراد ہے سکوت
 میں مال و دولت کہتے ہیں اور اذن کو کوکونہ میں بہ غمنا یا یا جاعوف میں غمنا کہ
 سو اگر اس غمنا کے بہرہ رسر رسول الیصلع کو خدا کا محتاج نہیں سمجھتی تو منگلو میں تو
 ایسے مسیون نکلیں گے کیونکہ جب نہ ہنگ لگا وہ ان گدڑ ہوا ہے دولت کی بہرہ کوئی
 اکثر لوگوئی کہہ رہے ہیں سوا کریبی استدلال ہے تو ہم جانتے ہیں مگر ہر کو کو

tooba-e-library.blogspot.com

اکثر منگلو را لکی نسبت بہ پیشاں تمام ہو کار وہ خدا کے محتاج نہیں اور وہ لوگ ہی ایسی کچھ
 سمجھتے ہوں تو یہ تعجب میں کہم خدا کے محتاج نہیں کیونکہ وہ مائی لوگوئی عقائد اکثر اسعی شہ
 ہر گتہ ہیں ان اللہ وان الیہ راجعون و منگلو را یور کے سنی ہی اکثر
 تین تہائی رافضی اور ایک باو سنی نظر آتی ہیں اور یوں خیال میں آتا تھا کہ الہی
 اور ہزار اور بہرہ بلا کہہر قیامت کو قریہ کو سنی جماعت میں کہہرا ہو گا وہ دونوں مک
 لوگ انکو دکھی دینے پہرہ اصلاح تازہ جو جمع کرنے میں مجزی میں دی ہے پہلی تھی
 پہلے تھوڑی ہی اصلاح پر مائی لوگوں نے فضا عت کی تھی پرا فریضہ ہے وہ ان
 آج کل کے محققوں کو روز بروز اصلاح تازہ کے درپہن شاید بہرہ بات باہم
 فرقہ پر و فشنٹ بنجوا فرقیہای نصاریٰ جو آج کل یہاں حاکم ہیں اختیار کی ہو
 کیونکہ انہوں نے چند صدی ہوئی کہ باجم جمع ہو کر اور شورہ کر دیں ہیں اصلاح
 اور قدیم فرقہ سے جسکو رو سن کا تہا کہتے ہیں جدا ہو گئی خود وہ میں بہرہ بات ظاہر ہے
 کہ دنیا کے باندی علامہ کوئی غلامی مانتے نہیں جتنے بندو خود خدا کی غلامی ہے دنیا کی باند
 غلام اور بیان میں فقط آنا ہی فرقہ ہے کہ شذسا میان نے او کو جو مول لے لیا باقی
 سیاقون میں بہرہ اور وہ برابر ہیں بہرہ ہی بنی آدم وہ ہی بنی آدم کہانے جینے گئے
 موتے وغیرہ کا وہ ہی محتاج بہرہ ہی پر یا نہیں غلام میان کی برابر نہیں ہو سکتا

نظر اہرا انہما ظاہر انا سوچے کہ غلام کا مال حکم قیمت میں ہی کامل ہوتا ہے
 جیسے کہ زمین اور سیکڑ خشت اور باطناس وجہ سے غلام ناقص تک آزاد ہو
 غلام کا غلام ہے سو بڑی تعجب کی بات ہے کہ خدا میں اور بندوں میں باوجود کہ
 کوئی نسبت نہیں بہر بات نہو سبائی باندی غلام تو میا کی ظاہر اور باطناً محاکا
 میں خدا کے باندی غلام اور اسکے محتاج میں حالاً خود خداوند کریم سورہ
 اور سورہ محمد میں سبکی نسبت فرما چکا کہ تم میری محتاج ہو اور موافق قیاس نہ لو
 بہر بات ظاہر ہے کہ ایسے غلام کے پاس جو کچھ وہ میدان ہی کا ہی اور اس میں
 تصرف اور اسکی اجازت کے متعوض میں غرض ہر دم اور سیکھا محتاج ہے بندوں کی
 پاس ہی جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا ہے بے اسکی اجازت کے اور میں تصرف نہ کرنا
 روانہ میں اور اس وجہ سے ہر دم اور اسکے محتاج میں چنانچہ تمام احکامات سے
 خاص کر اون حکموں سے جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت آئے ہیں صاف ظاہر
 کہ بطرح حکم ہوتا ہے وہی کہ سکتے ہیں بلکہ طرف سے کہ اختیار نہیں نہ خدا خود
 خداوند کریم فرماتا ہے واللہ ما فی السموات والارض حسیس صاف ظاہر
 کہ ہم ملائکہ اور نبی آدم اور جو کچھ افکی پاس ہے خدا کی ملک اس صورت میں
 بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ اسکے پاس ہو خدا کی طرف سے مستعار لیا جا

پر جب عارضاً تو جسی زمینیں دینے والے کو اختیار ہوتا ہے جب چاہے جس میں لے
 اور سیر ہر دم اور اسکا محتاج ہے خدا کو بند جہاں اختیار ہوگا چنانچہ قدیمی مذہب
 ہی ہے اور یونیکر خود خداوند کریم فرماتا ہے قولا للملک شمس قشعاً و متذرع للملک
 محی قشعاً اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس لینے کا اختیار علی العموم خداوند کریم کو
 معلوم ہوتا ہے بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں ولئن شئت لاذہب
 بالذی اوحینا الیک فسم ارجع لک لب علینا وکیلا شہر ہو تو
 سورہ نبی اسرا میں دیکھ لیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالات کو
 خداوند کریم جہاں تک ہے کہ یونیکر بیت ان کو جو صفات خداوندی میں سے ہے اور اسکی
 برابر کوئی نعمت اس عالم میں نازل نہیں ہوتی چہاں لیا تو اور سب کمال تو اسکے سب سے
 آتے تھے کہ یونیکر تھے کمالات دینی میں داخل ہدایت میں اور ایسی سب سے مادی اور سب سے
 ہی انکا نام ہے چنانچہ دلائل الغیبات میں مرقوم ہے اور سب سے ہدایت ہی کلام اللہ
 ربنا مشوق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سورہ مسلمین کلام اللہ کو دیکھتے تو نام شعی اور سب سے
 منوکل اور جہاں میں اور اولی وہ لوگ جنکی حق میں خداوند کریم محبوب ہم و محبوب
 فرماتا ہے خدا کے محبوب میں اور اللہ کے مشوق فرق ہوگا تو زیادتی کی ہی کا ہوگا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت اور آپ شری محبوب ہوگی اور یہ لوگ ان بات میں

کہ چونکہ علت نہیں ہو سکتی کہ ہی محبت تو خداوند کریم کو ان لوگوں کی نعمت کمالات کے
 چیز لینے کی ہی طاقت نہ ہوگی خصوصاً جب یہ خیال کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب
 لوگوں کی سستی اور حامی کا برین کیونکہ آپ کی جو محبت ہی انہیں اور صاف کی باعث ہے
 جو جس صورت یا باعث احسان یا بوجہ قرابت نہیں صورت کی وجہ سے محبت ہو
 وہ تو بہ حدیث معروفہ **اِنَّ اللّٰهَ يَنْظُرُ الْمَوْجُوْدَ كَمَا يَرَى الْكَلِمَةَ حَيْثُ يَرَى الْمَطْلُوْبَ**
 کہ خدا تمہاری مخلوق اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے
 سو نیت اور دل کی خوبی ہے کہ دل میں بہرہ اور صاف ہوں اور پرہیزی اور صاف باعث
 اعمال ہوتے ہوں اور باعث اعمال ہی کو نیت کہتی ہیں اور احسان یعنی شہور ہونے کی
 وجہ ظاہر ہے کیونکہ خدا سب پر احسان کرتا ہے خدا پر کوئی نہیں کرنا اور کلام اللہ اور
 حدیث اس معنوں کی بہری ہوتی ہیں تمت بانحیر فقط **بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ**
اِنَّ اللّٰهَ يَنْظُرُ الْمَوْجُوْدَ كَمَا يَرَى الْكَلِمَةَ حَيْثُ يَرَى الْمَطْلُوْبَ
 سلام علیکم وصلی علی من لدیکم عنایت نامہ لا ویدم ایام
 سامی بر سرگر حال بن اول شہنواز خود کردہ گوشہ عافیت کو کوچہ سلامت ہستم
 در محو خلافت کی مایختہا بیجا میں باشد لب نہی جبنا تم و دست بطن نہی بریم
 اگر گامی باصرا احباب عنایت فرمانا میں ستودہ آمدہ ام و این سلسلہ را جنبانیدم
 صدرا گفتیہا باز طرف مستندہ ام انون لغز ما بندگی سلسلہ تجر جواب دلات سامی ایجا

آتم شفیق من فہم نصیب اعلا شد انصاف را گردن نہ خدا باز اسید داد و انفیاد از کہ
 دایرہ نامکون غلام و مضمون دل غلام سپا بریم ہمین یکہ زبان بدیا کن شیخ و علم را قبلہ ان
 نہم کہ چون این عنایت اورین عنایت است اگر جو ایجا جواب بریم این ہمہ کج ادو تہا
 باشد ناچار بقدر ضرورت چٹکنش نہ نما ہم سکہ رفع مدین و جہرا میں تختینان ہمہ بافتا
 کہ بندران بے روی ریا رافلق واضطراب در تحقق آن مبادیتر و تہستان و واجبے
 فرض نیست مہلثی یا ای موسوم ایجاب و افرافض نشیندہ ام اری قرارت فاخر خلف
 اگر موجب پیشانیہ بار دلا و گان راہ صفا باشد البتہ می ستر و نظیرین در ہمیں سکہ
 انچہ نوشتہ ہست می نویسٹ نمودنا کہ تخر اور نماز فرض گویند یا سکا سکا و احسن خاند
 دین قدر موافق کہ فقط در یک رکعت یکبار فاتحہ بخواند اور در ہر رکعت مینا بخواند
 لغرض نہ زیادہ از یکبار در یک رکعت ہست و نہ کم از ان کہ در ہر رکعت خواند در
 یک نماز ہست اندر ہر صورت صلوة کہ لا صلوة الا باحفظ لثقتہ الکتاب وغیرہ
 احادیث اشارہ بیان فرمودہ اند باعتبار امتداد زمانی ہمیں یک رکعت باشد و نہ
 مینا ہست کہ در نماز ہر چہ گمانہ وغیرہ صاف قرارت فاتحہ یکبار کافی می شد و میدانے کہ از
 زمان نبوت گرفته تا این زمانہ ہر آشوب چکیں ازین حدیث اجمعنی نفہیدہ مگر آنکہ
 مجتہدان این زمانہ باین نکتہ رسند باہل و چہ کہ خدا صراشا و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

در نماز ہر چہ گمانہ وغیرہ صاف قرارت فاتحہ یکبار کافی می شد و میدانے کہ از زمان نبوت گرفته تا این زمانہ ہر آشوب چکیں ازین حدیث اجمعنی نفہیدہ مگر آنکہ مجتہدان این زمانہ باین نکتہ رسند باہل و چہ کہ خدا صراشا و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آن بود که در نماز قضا باید جدا مصلحت فهم هر است آنست که هر رکعت نمازی است جدا گانه
 این نیست که توافق از آن نماز هر پرستان جمله دو رکعت صبح و چهار رکعت ظهر و عصر و عشا
 و سه رکعت مغرب و وتر را یک نماز مفید منظورند تا خود درین جمله یکبار دیده اند که چنانکه
 باعتبار استند از آن برین تقریر مقدار تعداد رکعات تکثیر مصلوٰه لازمست و تا وقتیکه
 نوبت از یک رکعت نگذشته و صد صلوه هم بجای نهد است بمن بطور باعتبار مصلحتیان
 چنانکه از یک مفروض نماز و احداث نماز چند مفروض و نماز متعدد و نماز جماعت هم نماز واحد
 چنانکه بطاهر نماید نمازهای متعدد نیست همین است که از اجتماع نماز غیر مفروض می شود
 مقتدیان را در ارکان نماز اجابت تقویم و تاخیر نیست ششم امام هرگاه کافین است اگر چنانکه
 بطاهر بی نیازی جماعت بقدر مردم نمازهای متعدد بودی همچون مفروض و آن متعدد نماز هر کس
 عبادت عبادی بود و از فساد یکی فساد دیگر لازم نمی آید و ادوات ارکان هر کس بطور خود
 مختار بودی یا بنمادای دیگران نمی شد هر کس با شسته جدا گانه می بایست بقدر اعتبار
 او ظاهر پرستان نماز صبح و ظهر و غیره را یک نماز چند در حقیقت نمازهای متعدد را بهم کرده
 بیک گروه کشیده اند و باعتبار ثانی خلاص پرستان نماز جماعت را نمازهای متعدد دانند
 در حقیقت نمازی است و احدی هر کس را با آن موکالی است مثال اگر یکبار است غیر تقسیم
 اشتراک شی و احدی و باقیین شرکاء چند اسب و گا و غیره حیوانات را زمین میگویند و غیره

toobaa-elibrary.blogspot.com

که اسب و گا و غیره اگر در میان یکی شرک باشد بجز آن بر خود این توان گفت که سر از آن
 است و پانزده این اسب و گا و شرک اگر مرد و از آن هم برود و اگر در اطراف و بعضا
 نقصان پیدا بد و در حصه آن نقصان پیدا آید القوی میگویند تقسیم نماز کرده همین صلح
 نماز جماعت را با نفی حدی که شرک باشد چنانچه بدل کعبه آید و پس ازین تفهیم هم اجاده حق او را
 ربایدان نیست که اگر زمین و حده است این چه فرق است که انتفاع نماز امام موجب
 انتفاع نماز مقتدیان شد فساد و نماز مقتدیان جماعت فساد نماز امام می شود
 مقتدیان تابع امام شد نماز امام بلا تباع و در باره ادا ارکان چه لازم نشد ششم امام
 مقتدیان را کفایت کرده و مستحق و متعکس چون نشد اگر وحدت نماز سایه این کلام
 بودی بایست که امام و مقتدیان همچو شرکاء اسب و گا و در برابر احکام برابر می شدند
 لهذا فرق نمایان نوشتن واجب آمدن شخص من این مثال که عرض شد فقط این سخن
 تفهیم شرکاء چیزی و احدی نمایان شرکاء متعدد بود و غیر نم این نبود که هر جا که شرک
 باشد همین قاعده باشد مثال عام فهم هر اسب و تفهیم بایست اکنون این فرق را هم
 بدین باید نشانید اشتراک بدو گونه باشد یکی اشتراک در ذات احدیان اسفند
 موجودات مستعمل اسب و گا و که وجود آن تابع وجود دیگران نباشد اشتراک
 در قسم اشتیاء بطوری باشد که ازین مثال بر آید دوم اشتراک در اوصاف

اعنی در مغرب است و وجود مصادیق آنها بالاستقلال نبود بلكان اشید و در وقت
و تحقق خود محتاج دیگران باشند مثل سیاهی و سفیدی و نور و ظلمت نمی که سوا از
وجود خود و بیاض و ترقق خود و همین سان نور و ظلمت محتاج وجود بیاض و اسود
و نور و مظلم اند و این قسم شیار اشترک شرکان رنگی دیگر باشد اعنی هر یک در
شرکاء و هم سسان در گونا باشد لیکلی باقی بود و دیگر متبوع آفتاب و نورش را بنگر
این طرف زمین و نور در این طرف است اگر نظر غایب است اینک نظر کرده ام واقع است بقدر
نور و اعداد است و منزه و محدود یک طرف زمین است و طرف دیگر آفتاب و اگر در بودن
آفتاب یک طرف مانی تا بل باشد اینقدر انکار نتوان کرد که مجموع شعاعها آفتاب است
مغض یک سطح نورانی است که یک اعتبار و زمین دارد و بیک اعتبار رخ بان مجموع
اگر فرق است همین است که آن مجموع متبوع است و زمین نایع اعنی اگر مجموع شعاعها
نذکره با زمین دست و دگر دارد این نور هم با زمین ربطی معلوم دارد و در نه هر آن
مجموعه و در این چنانکه اینجا این نور نیست مجموع شعاع راصفت حقیقتی و ذاتی خوانند
و نسبت زمین مجازی و عرضی پس نور نماز را بنابر کیفیت امام سنجی دارد که نور
با مجموع شعاع و با مقتدیان از باطنی دارد که نور مذکور با زمین چنانکه کسوف آفتاب
موجب تیرگی همه بیات از ارض و سما صبر و در بطلان و فساد نماز امام است

بطلان

toobaa-elibrary.blogspot.com

بطلان نماز نیست مقتدیان شود چنانکه طلوع آفتاب در حصول آن مجموع اول باید با سطح
زمین بیاید تقدم نور زمین از طلوع آفتاب بکن نیست همین سان ادای امام ارکان نماز
اول ضروری است تا نور آن نماز در همین ارکان مقتدیان بیاید تقدم مقتدیان بیکار نور
باشد چنانکه امر اتحاد و نور قطعات زمین را می باید که با هم اجزا آن مجموعه آید و پس از تشریح
الکتاب نیز مختصر نیست چنانکه مقتدیان را باید که با کتابت ضمیمه نماز ارکان خود متقابل
ارکان امام دارند پس از آنکه امام کار خود کرده وقت استغناء مذکور بکن باشد چنانکه جماع
آفتاب نقاب بر نور زمین افکند و سایان زمین خاص برقع رخ آفتاب المتاب
توان افکند تا قطعات دیگر هم از نور آفتاب بهره اند و همین است و امام هم را ساق مشهور
و ستره مقتدی بخیزان دیگران راسته نتوان شد با جمیع اشترک در نماز چنانکه اشترک
مجموع شعاعها و روی زمین در نور است و چون نباشد نماز تیرگی از اوصاف است
از ذوات اعیان نیست اشترک اسپ و گاو را قیاس نتوان کرد پیدا است که
اشترک از وصف و احدی بجز آن کفشی که شنیدی بطوری بکن نیست این نتوان شد
که وصف و احدی باشد و مصروفات با دستعد و باز هر یک با استقلال باشد که دیگران
سستی بیکلی را اگر استغنا است استقلال است و دیگران در آن وصف محتاج و اتیان
او باشند آنکه نظر بر کتب معتول انداخته اند بلکه ذهن مسلم بدست آورده اند این

معاذ البشر و بسطیکه عرض کرده ام میهندا کنون میباید شنید که چون مراجعت
یکشنبه آید و باز تا از تسرم و صاف باشنشی در آن هم امام را اصل و مقتدیان را تابع
و بدی بکلمه هسلو و الا بغالفة الکتاب اگر لازم است فاعنه بزمه الملم است
نه بر فرود از زبان و در این وحدت مشارالیه با که انکارش پس ازین که گفته بودیم که
باستعصیان توان کرد خیال باطلی که انرا میباید تا خود بر مقتدیان وقتی شاید که این
وحدت را سبیل بگردد و اندر قعد و هسلو را با ثبات صانند با انکه اعتراف بان کنند
که انچه امانت کی نماز فاعنه و طهارت ضروریات نماز بنده و دیگران هم لازم آید مگر اگر
لزوم است وقت تحریر همه حال میان را طوعا و کرها قرائت فاعنه و غیره با ضرور است
درین باره همه عالم یک مرتبه فاعنه اند و تخصص و پنداره توان کرد پس از استماع آنکه
دقیقه شناسی امام امام الم اعظم کوفی رحمه الله علیه را باید دید که بچه حد و پایان حسید
و کوفی طاعنان زمانه را با اینجسبیکه بکدام مرتبه اسن حسیده چون از خضر فرافت
دست داد و دیگر میباید شنید امام امام و جنو مفرد و امام موسوی نقصان نماز بر کفایت
داود اند و مقتدیان ازین حکم یکس نباده اند اما که مخالفین سخن گفته و مقتدیان
را هم درین سلسله شصت بنده امام نباده است باقی زیاد ازین چه گویم که امثال
ما و شما را تقلید صحیح ضرور است این انداز انبوی همچو المان بن زید بن کثیر خضر علیه

toobaa-elibrary.blogspot.com

در باره فضل گنبد و شکسته گفته اعراض توان کرد و چمنین ابلع او شان ما و شما را نبی
ببین طورشیه و مرکز تقلید که از انچه بقول است و خود اعراض نیست الا قرآن و امثال ما را
همین تقلید ضرور است مذنب لاندیسی اختیار نیاید بود و فقط مذنب است
مرستیق کاین نوع **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** ه و شانه بالکبر
کمترین خلاق کنگبار شرسا نموده اسن معنی العنه بسامی خدمت عزیزم مولوی محمد حسن
جعل الله فخره و عظمتا سلام سنون اول پیش کرده که در شرح منعمه که عالم سنی قرین افضال
الهی است آری ها و ترک طلال انگیز باشد این منقوت الغریب است بنده کمترین الغریب و غیره
مولوی محمد حسن را مثل حشرم و چراغ خود میدیدیم و همچو دست و پای خود می میدیدیم
نمی پنداشتیم که روزی فاقوت هم رسیدنی است او شان فخر و عزیزم مولوی محمد حسن
پس از چندی میروند باز زبان من و کوششهایی من درین اثنا که رفقه الغریب رسید
آن شیخ بهانی بر سر آمد و ملاقات نامه شد بر لزوم عالم مجبور است اگرست عارض حال
اقارب الغریب نه بودی درلم نمی خواست که الغریب را جدا کنم اگر آنچه بنا چای پیش آید
سه آید بجز چاره نیست هر چند و درم مگر اگر عنایت احباب است و حضور هم جوابی قبول
کنفرستادم این نیست که جواب تقایم الغریب بر افغن چندان هم باشند نیست مگر آنچه
مخاطب اعنانه رسیدن بود امری جو علی و درضا بنش ندیدیم که بگویش در غمی که ان

که اشخاص جواب دینانم کاغذ و قلم برداشتم برادرین کلی شکر النوع آن کلی میباشد که
 حصه از ان کلی آن کلی را عارض شود مثالش همین مفهوم کلی است پیغمبر هم کلی نیز کلی است
 برفوع و جنس و فصل و عرض علم و خاصه ما بهیم متعدد و صادق می آید جمله کلی شکر النوع
 عدد و امتیازند بر واحد و چه اشکرات و مات بر نفسهای خود نیز بعضی اوقات صادق می آید
 اگر اشکرات را ده گرفت که نیز انوف غشت اشکرات را عارض خواهد شد و همچنین می آید که
 مگر در حقیقت عروض الشی لنفسه نیز علم اشکال است عروض نسبتی است و نسبتی که باشد
 مستعدی حاصلین است که ذات خود متغایر باشند ازین جهت این امر در انضمام است
 هرگز صورت زنبور مگر در اشکالات که کلیه و غیره نیز از ان اشکال ظاهر چنان نماید بر نفس
 عارض میشود اما در حقیقت عروض الشی نفسی باشد اگر میباشد الطباع شی واحد و
 برابر آن میباشد که هر گس عروض معنای نفسی می گویند و میان کلی و افراد او نسبتی
 امری قائم بذات کلی نیست و در نسبت با فوق نیز کلی بود و وسایل آن نسبت پاری
 مغایر نسوبین میباشد چنانچه نسوب الیه نسوبه را عارض میشود همچنین نسبت نسوبین را عارض
 نمیکرد و البته نسوبین آینه شاهده آن میباشد یا گوی قیاسه اشراخ آن میشود و طلب
 به حال واحد است با بجز این آنچه آینه امری شطیح عارض میشود بلکه آینه طریق ادراک آن
 میباشد چنانچه برای العین دیده باشی که صورت مرئی مغایر آینه و مبسب آن میباشد

بمعنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

همچنین نسوبین آینه ملاحظه و مشا اشراخ امور اشراخیه میباشند و در حقیقت از هر گز
 مبسب و مغایر میباشد اکنون معلوم بود که مفهوم کلی اگر نسبت ماصدق و افراد خود کلی
 از بقدر عروض حقیقی که منقسم بقیام الشی یا وقوع الشی علی الشی است از هر نمی آید چه
 امور اشراخیه را چنانکه دانی وجود مستقل در خارج نمی باشد اگر میباشد و در ضمن میباشد
 پس در ضمن اگر چیزی مستقل بالذات است از باره که محکوم علیه یا محکوم به توان نسبت
 و آینه شاهده نسبتی میباشند اشراخ صفتی اشراخیه توان نمود ازین صورت اگر
 لازم خواهد آمد آینه بقدر لازم خواهد آمد که یک فردی از کلی یا چیزی دیگر پس آینه شاهده
 و مشا اشراخ فرد و در گواش و این چنان است که گوی یک آینه و آینه دیگر گاهی دیده میشود
 و از یاد نسبتی باشی که در خارج این عروض الشی لنفسه از چه مابین کلیات اشراخیه باشد
 صورت نمی نهد و چه در خارج اگر اشکالات را وجود است ان وجودی است ضعیف که
 بر تو انضمامیاد مگر انوسه تقل توان خواند وجود مستقلی در خارج اشکالات را
 نیست که وجودی دیگر از ان را دیده بود و مگس خود چه رسد باقیه نسبت ششاة
 با تکلیف از تمام قسب کلی شکر النوع باید پذیرا شد نسبتی را نسبت عدویه اگر تنها مگر
 شود نسبت موهومی باشد و چون آن نسبت را بهمان نسبت مضاف کنند نسبت
 ششاة با تکلیف میگردد و باز اگر آن نسبت را بسوی مضاف اول مضاف کنند آن نسبت

شکل بناکنند خواهد شد و همچنین قیاس باید که مثل نصف من حیث به نسبت موجد
 است و نصف نصف مثلثه با تکثیر دو و راسوی چهار نسبت نصف موجد است
 و سومی شش همان نسبت نصف است اما نشانه با تکثیر باز دو راسوی شش تریه
 همان نسبت نصف است لیکن شکل با تکثیر و الماعلم بالاصواب کتابی پیش نظر نیست
 که از آن فعل کدی آنچه بدل میرود نقل نموده شده و $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{3}$ در تقسیم در سطح فی الموضع
 عزیزم جامع الکمالات مولوی محمد الحسن زانواکم الدیلمیة فی العلم انبیا ناکاره محمد قاف
 نام سرا از سلام سنون مطالعه فرمائید عنایت نامبرین عنایت گرفت هر چند حاجت
 تحریر نمی گویم که جوابات استفسارات خود خدمت رسیده باشند مگر نظر بزرگوار المینان
 عرض پردازم قدم و دوام که مضاف بذوات و اعیان باشد قدم مطلق و دوام مطلق یا
 اعنی قدم را اولیت نبود و دوام را آخریت نباشد و اگر در اوصاف گیرند دوام با اولیت ذات
 الموضوع و الموصوف مراد باشد و از قدم مندرجات الموضوع و الموصوف باقی بر صید باشد
 و اسطر فی العروض نوشته ام اگر چه تمایل خطاست چنان تا بلداز کوچک که تبایه اللفظ
 بر اصطلاحات کما شغنی عن غیرت یکد و بار اگر گوئیم سیدیه یا پیش نظر م آمده اعتبار را
 نشانی خصوصاً نظر و گوش من که توجیه التفات نصیب اعداست مگر هنوز ندانم چه
 خطا کرده ام بلکه خیال آنقدر خبان است که حضرتان معترضان در فهم حقیقت و اسطر

فی العروض خطا کرده اند بلکه اگر گوئیم زیاد از مثال تراستند که افراش بر آرزو بجای باشد
 فقط و اسطر و لفظ فی العروض خود نیز تقدیرشاداست که چیزی بجانب ذی و اسطر نیز
 رسیده است و اگر بجمع الوجود ذی و اسطر الان کما کان است نام توسط و اسطر بهر جهت
 و چرا و اسطر را و اسطر گویند فرض کسانیکه عدم موجود فی ذی و اسطر فتنه اندیز نیست
 که انصاف ذاتی نیست یا گویم بالذات نیست بالطبع است و چشم نیست که در صورت
 افاضه استفاضه حصه و احدا از وضعی باین معنی مستغنی شکر باشد باعتبار این
 مختلفین بجانب معنی انتساب شخیص و اولی باشد و بجانب مستغنی انتساب شکر
 و مجازی چون وصف واحد قائم یک موصوف باشد و هر قیام را مصلوق ^{المتعلق} باشد
 نه چار بارین اتفاق کردن لازم آید که و اسطر موصوف است ندی و اسطر یعنی وصف
 معلوم قائم به شخیص است به مستغنی مگر باید داشت که مراد از مستغنی نشاء و موصوف
 وصف است مثل سیاهی دوات بهر سیاهی حروف نه اکمل تقسیم اوصاف و منافی
 انبار از جای بجای رسانند بلکه کاتب را می بینی گرا و صفا از آنجا که بد قسم اندکی فاعلی و
 فعلی دوم مفعولی و انفعالی و افاضه استفاضه خبری نمی گوید که باشد کیفیت انصاف
 نیز در یکی بر یکی جدا باشد اگر وصف فاعلی است قدم مندرجات الموضوع و دوام مراد
 ذات الموضوع لازم آید و چون نخستین است اولیته و بالذات بودن آن وصف خود از

تلاطم آن باشد و اگر وصف مفعولی و انفعالی است نه قدیم است نه دوام است مفرق البته
 وبالذات وبالعرض همانسان باشد که در اول بود و همین است که حرکت سفیر را با آنکه
 حق او اول وبالذات است لازم و فخر او وصف قدیم گویند چه حرکت فخر او وصف
 مفعولی است و اینجاست که مثل در کلمات مفعولی در آنست وصف فاعلی می تواند کرد
 اعمی چنانکه و اگر افعال لازم و ملاحظ افعال متعدیه باشند زمین را می توان کرد هم مستطاب
 حرکت استعدی است اکنون می آید شنید که جاسس نیز مفعول فی الصدوق را از این
 اعتبار ساکن گویند که جز حاصل و مقام سابق خود را از صدوق یا متعین ملاحظا شده باشد
 اعتبار توان گفت که آن که اما کان بضمه بر جان کیفیت است که بود تعیری با و را دنیا فترت
 مژوبه آفتاب نیز باعتبار کیفیت ذاتی خود همانسان است که پیشتر از آن بود و اگر از جای
 کیفیت از طرف آفتاب با چیزی دیگر عارض حالش گردید جاسس سفیر را نیز کیفیت تازه عارض
 بایشین و در عجب و از یک طرف بکناره دیگر ممکن نبود با اختیار راست از حرکت گویند یا
 سکون لیکن اگر کیفیت عارضه بر جاسسی به جدول است کیفیت عارضه بر زمین نیز می
 بر هوب است اکنون اگر کسی آفتاب را گوید که موصوف بان جسته است که عارض
 بر زمین است از مایه صدرا اختیار است بگوشتش با وجه پادشاه و آخر صفوسم
 از تخدیر الناس دفع و دخل کرده ایم بعد ضرورت یک جمله از آن مرقوم است آن است

باینجه بر وصف آفتاب کا ذاتی زمین تو جاسس که موهی موصوف بالذات بود که الیه
 و آخرین عبارت را بنور بنگرند تا در صورت آفتاب را و اسطیغ الثیرت گویند و فخر
 مستطاب را که لاحق بزین شده اند اسطیغ العروض نام هم بر فغانیاند که در سخن مانعش از
 کدام طرف را خواهد یافت زیاده ازین نوشتن فصول می بنمیزد غیرت بفضله تعالی عالم
 کمال اند با اینجه اگر غلط کرده باشم مگر الا نه اند اگر پاشا و انغز بکلیه تمسبید و دیگران هم
 اگر غیر غلطی خود مطلع خواهیم شد ما بنور علم همین دارم که انشا - الاعتراف خواهیم کرد مگر
 فهمید که شد است لیکن اهل فهم را سر و کار به طلبی باشد اگر انقض در و اسطیغ العروض
 ره غلط کرده باشم ما هم مطلع بر اخطا گفتن خطا است چه عرض نیست که سلسله موصوفات
 بالعرض بر موصوف بالذات اختتام باید و بقصد بیان خود مختصی می توان کرد و حاصل
 این اعتراف این وقت آنست که وقت انصاف معروض موصوف بالذات را و اسطیغ
 فی العروض گفتن خطا است و میداست که این منزله لفظی باشد نه فقهی معنوی تا اهل
 فهم را اختیار انگشت نهان باشد مناقشات فطیله کار الفاظ پرستانست نه منصب
 معالی سخنان یا قی در بار حقیقت زمانه بوجه قلت فرصت بخشی جدا گانه فسخن توانا
 با اینجه در جوابات انفسارات مولوی محمد حسینی بعد ضرورت نوشته ام و بدانم
 که انغز را همان قدر بر مضامین باقیه اگر باقیانده بجهتند راه خواهد بود و کمال است

toobaa-elibrary.blogspot.com

این نظریه را با آنکه در حدیث آمده است

این چند بطور قمر زده ام پس از حفظ این نام یا نقل این نام بفرست مولوی احمد علی صاحب
نیز در یاد فرستاد و فقط همین فقره در این کتاب مشتمل بر هزاران مولوی سید احمد علی صاحب
نما کاره پریشان خاطر خود قاسم سلیمان میسازد مقبول باد عزیزین عماره در زبان عرب
اگر سیاه و لگوئید بر هم افتد و حدیث کان فی عجم اشاره بوجود منبسط است که صلا
اول است و از هر صادرات اقدام دازد در این کان عجم اشاره به تجلی است که در
اوست و از تجلیات لفظ منبسط اشاره دعوت انبیا که ام ما هست و الله اعلم
چونان بخت من چیست همواره می باشد از مضاف الیه یا مضاف اضافی چه این
منهومات طایفه مذکور است از هر قسم که باشد و آنچه نام دومی هم مقبول در لفظ
رب یا انصاف فی عجم چگونه راست آید اگر تجلی اعظم را رب گویند و خود منبسط
را عماره دور از حقیقت نباشد و الله اعلم بحقیقت الحال صورت این تفرقات این شهید که
ذات بخت را عاقل قیود و تعینات و تخصصات برون است و در اول نظر برین
لا تعیند و لا تثنای از خواص اولیایان ذات باشد و چون لا تثنای را با ستاره و
کویت تشابهی و تجاسمی است چه هر طرف که روی تساوی است لاجرم تجلی اطراف
و وسط و انهم بطور محیط و مرکز است آید اگر چون اثنتیله نسبتی فحاشین لازم است
اگر نسبت تباین باشد و نسبت لا توجه اطراف بسوی یکدیگر در دو طرف را توجهی

toopbaa-elibrary.blogspot.com

وسط لازم آید و از اینجا که صورت استداره و کویت مسلمند توجهات را که در
مرکز ذات باشد و از اینجا که این لفظ به توار و توجهات غیر متناهی و نسبت غنی است
اطراف غیر متناهیها از دیگر نقاط مستند آمد شعاعانی که نقطه وسط را میسر آید هیچ نقطه
را میسر نباید بلکه نقاط باقیمانده یک توجه به یک نسبت مشتق شده اند نظیر برین
اجتماع نسبت و توجهات مذکوره تجلی اول پیدا میسر ازین چون حرکات توجه
و نسبت را هنوز مجال نفوذ از مرکز بر طرف ثانی باقی است آنچه از طرف آمده
همه بر طرف ثانی رفت و آنچه از طرف ثانی آمده بود با این طرف آمده اند نیز صورت
تجلی مرکزی همچو شعاع فقیله باشد و نسبت توجهات بمقابلش همچو نورانی شعاع باشد
که از هر طرف او را محیط است و باقیه گمان شعاع از هر متنازع عرض وجود منبسط
صادر اول و لازم ذات اول است و این تجلی اعظم تجلیات است و اقدام و است
انها یک جنبه که مرکز بصورت محیط باشد و همین است که اگر اندرون دایره دوازده
صفا و شوائی آنها ساخته بسوی مرکز فرو آید انجام کار فووت بر مرکز رسد و یک
دایره صغیره چنان مرسوم شود که در جوف او سوار مرکز دیگر نباشد اگر تجلی مرکز
را بشکل اصل ذات گویند بجاست و میدانی که در تجلی همین اتسام صورت باشد
و در کثره انطباعی وحدت منطوق از دست نرود و لکن همچون وجود منبسط

واقرب است از انابت بجهت از دیگر عنوانات ازین جهت بالفرد از دیگر عنوانات و عدم او را
 قریب تر بذات محبت باشد یا نه هر دو منبسط اگر چه در مرتبه فرود تر از مرتبه ذات است لیکن
 ناموجود است و سبب فی که اطلاق وجود از اطلاق هر چه مطلقا با است بلکه اگر حقیقی است
 بعین اطلاق حقیقی است چه معلومی حقیقی باشد از این مفهوم نیست اگر هست ذاتی است که با
 مفهومات هم هر دو کلامی ندارد و دیگر مفهومات تحقیقی که نسبت یکی با اندو از وجه نسبت
 این مطلق توان خواند نسبت دیگری فرود تر اندو از وجه اطلاق مقید اندو مطلق پس
 اگر چه تعلیقات مقیده لونی مقید از اولان باشد لاجرم هر این تعلیق می تواند گفتند که چنانکه
 و عدم اول که بی غنظت و عدم انکشاف هیچ نباشد و بر یکی هم پس باشد نظیرین اگر
 اطلاق علامه بر وجه منبسط گفتند یا باشد پس ازین اگر مورا یعنی غایبی که نیز چنانچه در مواضع
 کشید باین مضمنا آمده معنی ظاهر است و اگر اینجا هم تدبر را که فرود ازین خیال استقرآن است که
 این مضمون را بر حسب اتی خداوندی که صفت تدبیر اوست و از همان درگاه وندگان ناپاک است
 بجهت یافته اند و فرود آرزو چه کاش همین تحریک و تحریک است جنبش اراده و شرط با و است
 و سبب فی که این مضمون را با هوا خارج چه قدر تجانس است اگر فرق است همان فرق
 روح و جسد و غنظت و معنی اوست و صورت و معنی نماید پس است که سبب الفاظ مفرد بهر

حب یک سوی هر است و باین بهر ارتباط علم و حسب هم آید است که انکار نتوان کرد
 و اتصال و عدم حسیله تصقیف دیگر غیر این نیز از این قسم است که در و از این نتوان یافت
 پیدا است که کار علم همین تمیز و انکشاف است که اول از هر وقت تحقیق عملی اول و اعتبار
 او از حیث تحقیق گشت پس اگر آن مرتبه را تعیین علمی هم باین اعتبار گویند یا است این وقت
 این ارشاد حضرت موقر که علم عنوان الله علیه هم معین که تعیین اول تعیین علمی است هر است
 خواهد آمد و ارتباط این نیز محسبان خواهد شد و در عین تدبیر و گفتار شد تمام زیرا که اول سبق
 نشسته اند و وقت از حد تجاوز شده که هر که کم یا سخاوت این میسکند و صحت و عدم صحت
 این قسم مضامین بر این چنین اتمام را نصیر یا شماست اول گفته نماید که با اینهمه اگر فرض کنیم
 راست همین است بفرموده هر کس فلان کلمات نباید فرموده است یا عنایت منشی جمیل ازین
 سوره الله تعالی سرانگانه و نموده قاسم پس از اسلام خون میگارد و مباحث بازن حالت معروض
 است و اگر فرض کردیش با شانه شیطان در خیالات ناپاک بوس خود بر آرد حکم پیرو با صلوات
 که در حالت غدی حیره یکدیگر در و در حالت صفره نصف و دنیا رفقا صدقه و بیانی سخن روایات
 مشکوه نصیر برین در و ولات دارند و ابن عباس و قال رسول الله
 صلعم اذا وقع الرجل بالهله وهو حائض فليصدق بخصه وینا
 رواه الذرمذی و ابوداود و نسائی و الدارمی و ابن ماجه و عند

این مضمون را بر حسب اتی خداوندی که صفت تدبیر اوست و از همان درگاه وندگان ناپاک است
 بجهت یافته اند و فرود آرزو چه کاش همین تحریک و تحریک است جنبش اراده و شرط با و است
 و سبب فی که این مضمون را با هوا خارج چه قدر تجانس است اگر فرق است همان فرق
 روح و جسد و غنظت و معنی اوست و صورت و معنی نماید پس است که سبب الفاظ مفرد بهر

toopbaa-e-library.blogspot.com

عبدالنبی صلعم قال اذا كان ذمًا احرمت دنيا مرد و اذا كان ذمًا احصر
 فنصف دينار رواه الترمذي بالجملة فاره ابن ركنت و اجربا يشد يا مستحب
 كسر و من شد و ازین تصدق ترميز این معصیت میتوان بر آورد اگر چه در بعضی بودی
 بشباهت حدیث شریف صلوة یا جماعت کفیران میتوان کرد و بکمال تصدق اشاره بان فرموده
 که این معصیت تقض نهدار و شکستن سوگند که بر نقصان آنها تصدق کرده اند بسیار است
 و بعضی روایات درین باره آنچنان تشدید می فرموده اند که از جو معاصی بر یکدیگر
 معصیت فرموده باشند هم در شکوه است عن ابی هريرة قال قال رسول
 الله صلعم من لم يتركها اذ امرت في دبرها او كاهنتا فقد كفر
 بما انزل علي محمد رواه الترمذي و ابن ماجه و الدارمی مکرر
 با و ابوداود این رکنت را زنا توان گفت زنا حکام زنا بران جاری توان کردن چنانچه
 در حالتی کفر است از کفر نمی براید و نه الوقت کفر بخوابد و عموفاً از دست
 بیرون و در حالت میض کی از جا زدن کفر نمی منوع نبود و هم در نجات برده دار
 و اجربیت یا تبلیص معانف که تصریح اجازت آن در حدیث شریف و ارواست
 چه رسد بلکه بعد اختتام همین ضرورت ترا می کرده و تجدید کفر و مهرنومی افتاد
 و زنا همون مباشرت را گویند که با زن غیر منکوحه اتفاق افتد و معمول در دو بر

خواه عالم این چه مردی را فرزند نمی آید خوشی پذیرد اما نه چندان اگر خوش و هم خوش عوام
 نباشد چه مضائقه و در تراه روز قبل از است معلوم تمام است رکعت که تا نماز است شب
 روز است زیرا چه پیش از آن توجیه معصیت و رضای شریف داعی او اقامت میل میباشد
 اجتماع بهیچ وجه مناسب است و اینها قاطعه که است که نوبت با جموع رسانید و خوب که با ترازان
 باین اختصاص مستحق اجتماع چون نشود و معمول به است از امارات تا که در وجوب و غیرت
 است بان بعضی واجبات را مثل ترو غیر رضای شریف به انفاض و محبتها و غیر آن اتفاقاً
 و خوب نکو یکدیگر کشیده انبیا همانند ایکنان معلوم است چسبیت بیانش بود و بطریق اولی تمام
 آری اینصفت میتوان گفت که وجوب و غیره فقط اصل شقیقتش اعنی حیثیت قیام پس نبود
 همانند دست رکعت که امری است فاجبی از هر حقیقت سزا این وجوب است و قیام
 میل رضای اگر چه باین حیثیت قیام میل مطلق داعی عدم تا که است اما اول خصوصیت رضای
 شریف و جمعی است قوی بهیچاک چه رضای شریف خاص بهیچاوندی است یا زود ما در
 خواش خود میگذارد چون این ماه بر سر رسد بسیار که در کار خداوندی سردیم و در پیشرفت
 است چنانچه فرموده اند و جعلنا النهار معكشاً ایامی که در روزها معصیت دست
 بر داریم و کماش اینست که از خوردن و نوش و مباشرت زنا کاصل و مقصود و چه در کربان
 و کلمات باز نایم و شب بهیچاوست است چنانچه میفرمایند و جعلنا الیل لباساً

foobaa-e-library.blogspot.com

باید که در شب که رحمت پرست بسته خدمت بر خیزیم باینوجه که مذکور شد صیام و قیام
 رمضان فرض و موکده و فرست و تاکید و اطلاق علی بنی حسنی و اجتماع و اتمام بدان تناسب
 دارد تا حال مطیع از عاصی معلوم گردد و حدیث که گاهش از آسانی تا ندوم مطلق قیام لیل
 می خواست که موکد باشد چنان وقتی است که روی غنایت با بندگان میکنند و متعالفا
 رحمت بسوی ایمان می آید یعنی بنا بر آنچه در احادیث وارد است تا آن اول نزول میفرماید
 این وقت بنده محتاج با چندین نیاز تا که دارد و گویک نیاز تا از آن بیه نیاز مطلق بودی
 در چادر و لحاف پیچیده و پهلوی بسته زنده در خور آنست که شریف گرامت و تقدیر که چنان
 از او بر گیرند و از درگاه خود بر نماند و میدانی که همین است حاصل تا که مگر رحمت لطیف آن
 رحمن را بین که با چندین دوامی و موجدات سرگرمی چنان از تن آسانی خوش پوشش
 چشم می پوشند و چشم چون نیست که در اوست این خدمت شد بر انسان ^{بنده}
 که خود مبرضا و گواهی داده اند سفیر ایند خلاقان خدا مضعیفاً و شوار خوا بود
 و بقدر رحمت تعلیم که در آرد هم چندی است با وجود آن قصار سبق و لاحق و شوار زیدند
 و قیام مذکور را نیز هر مکررات کشیدند با هم و جریته باها نذرن فعل شب و غیر رمضان
 و اجتماع بهر آن در رمضان است که عرض کرده شد و الا علم کمر حل وتر را باید شنید
 که و ایش هم که در نزد باز جماعت نخواستند چون در خواندن و تر هر روز به جماعت

ایهام تساویش باغراضی چون گماند بود اندیشا استقلال نظم بیان آمد و با وجود و جوب
 مذکور اشاره به تنهایی وقت تا امل دانش از توقعات جوب و این فرق به لغوی است
 و فرض با از واجب و واجب از فرض جدا شمسند با قیام تا آنکه نسبت رکعت از چهار
 حکم عبادت شب در روز دارد تفصیل این اجال نیست که در مجموع برود و آن ساعت
 تقسیم فرموده اند در نسائی و ابوداؤد و اخبار رضی الله عنده روایتی است مرفوعه عن
 از حضرت پیغمبر صلعم منقولست که روز جمعه و از ده شاعت است و ساعت اخیر است
 جمعه را که مطلقاً سحابت دعاست میانای طلبیدان نیست یا قیام این مضمون روایت
 پیدا است که خصوصیت جمعه با این حد و اتفاق است هر روز را همین مقدار است و باز
 ششم در اصل باروز هم بر پنج طرفین مجموع ساعات شب و روز است و چهار شد
 باز ازین است و چهار ساعت اعنی ساعت طلوع و ساعت غروب و ساعت
 ششم و هفتم که با این ان هر دو وقت استوار است ناقص بر آید باقی همان
 است ساعت مانند و این طرف بتوقیف تقسیم برود و از ده اشاره بان فرموده اند
 که تا یک ساعت کار معنیه توان کرد چون ازین هم کم کنند گنجایش کار معنیه بنماید
 بر خواندن استخواند تقسیم گمان فرود فرقی نشود و پیدا است که در نوع صلوه کار کرد در
 حساب یک رکعت است همین را بسفر آیند و همین را میکانند ازین نظر است

و این است
 و این است
 و این است

و ان تصدقت استنباط نظر بر دو کلمه است جامع جلا جزا صلوة نظره تمام صلوة است بلکه اگر
 گویند تصدقت صلوة بمن گفته است و برین بجاست نظر برین بقابل یک است یک گفته اند
 زیاد و این اگر عرض دارم این کلمه است بخط لادلی شود دوم در صبا ج الزواج نیز بر چیزی است
 فایض شده ام همین که در کرم و قلم را با نوازم خدمت جلا باوران بشرط یاد اسلام مانند
 دو اقداد و محمد قاسم بغیر از جان مکافات نشان مولوی احمد حسن زاده عمره و قدرد و
 کمال این اسلام و شوق بنویسد بیاید بشنید که مکلف اضافتی است که تفتیش بر با کمال ملک
 متوفی است اگر یکی از این دو کلمه منهدم شود نسبت بغایب رحمت بعدد شده و در شیا
 مگر که با بعد از جزو واحد نیز انعدم اصل لازم است چه تصدقت استنباط مگر که بر این است
 میباشد که آنرا همیا کمال تعبیر مگر با کمال از ان تمام اگر کون و فساد آن دفعی است تصدیق نیست
 که ربع ثلث نصف و غیره اجزاء و بعضی علی سبیل المتعاقب را مل شده نوبت زوال
 کلی برسدنی بلکه پس از اجتماع جملار کان و مجموع داده و فترت حادث میشود دلیل از انعدم
 یکف هم از آن مجموع و از آن کان هم فترت زایل میگردد و تحویل صایب بهتر شهاوت
 این دعوی کافیت و دلیل دیگر کجا نیست پس اگر تخفیف گندم را با سیاساید همانا تصدقت
 گندم کوشی است از اجای بود که با اجتماع اجزاء او و فترت بر تناسب و تقارن خلص صدا
 شده بود باطل شد و بدین وجه ملک ملک با تعلیق داشت و بعد کمال این تصدیق

باینکه این کلمه است

و این کلمه است

foobaa-elibrary.blogspot.com

رو نظر بر آ و رو که آ و آ رو گویند مگر حروف آن با فعل این کس مگر است و سید علی که بنا
 ملک اول همین احداث ملوک است که بوجه کمال خصم و ذوات آن ذوالجلال است و ثانیاً
 قبض که از تقریبات احداث است مگر چون غرض از ملک تصرف و انتفاع است که
 علت فرید آن قبض مالکیت و بی ادراک مالکیت قبض نهادند اگر قبض این آن
 قابض مطلق که در کمال قبضه بیوم القیمه و السموات مطویات یمین
 اشعای ازان است نزد لیکن اگر بر همین قیاس احداث نام تمام می آید و بر این وجه است
 ملک فرادند بد بر جاولی از قبض نام تمام و اوشان زیبا است با بعد از کمال صایب برین کلمه
 که این احداث با این کیفیت که نوز بر دست خویشین است لاجرم از وجوب ملک باشد مگر
 چون این احداث مستلزم افتاد نیست اول است که ملک کس دیگر بود قیاس اینست که
 تاوان آن همچو ملک مفسوخ که بگذرد غاصب افتد بگردن این سارق خواهد ماند یا تمام کند
 اول صدق سرقه تحقق شد پس از آن ملک مذکور این پیش آمده که تقطع میازان حسابی
 نگرفتند و اگر اثر نوری بود آنرا بر اثر قرار نبردند و این است که اول سرقه و خصم غیر
 امور اگر مطلوب است بغرض تصرف مطلوب است قبل تصرف اگر کلی بران داده اند
 در پرد و غرض مذکور عمل دران داشته باشند و همین است که بر سرقه اشیا غیر متصرف
 دست نبرد لیکن اگر همین غرض متحقق نیست غرض موهوم و نظنون بد بر جاولی قابل

تفویح انکار باشد پس این انکار مذکور که تحقق شد از آن تعرف موهوم که وقت سر وقت موهوم بود و اگر
 اتوی و احری بالجماع باشد لیکن از آنجا که غضب و سر قمار از حد است اگرچه غضب با نجایم
 جان باشد که در سر قمار بود اعنی تعرف مذکور و بالفعل صورت غضب بر روی کلام است
 نظیر برین احکام غضب بنسبت احکام سر قمار و احب الی رعایت باشند بلکه واجب است که
 احکام سر قمار رعایت نگنند و زنده در برده اعتراف و اقرار اجتماع الضدین لازم
 خواهد آمد باجموعه مصداق سر قمار بلکه از ساحت وجود برجاست انکاش که بدست
 آن گرو بودند چگونه نبوی کار باشد غضب زوال علت موجب ال معلول شده این
 قاعده نه تنها عقلی است احکام نقل تیز رعایت ان شاید تا اول همین که بهلاک
 ملل نکوهه ساقط شود و باز عائد می شود در بلغار و غیره ممالک تالی که پیش از غروب
 شفق طلوع صبح صادق میشود علماء بسبق طراز عشا فتواد و اند علی هذا القیاس
 الغرض چنانکه قبل تحقق علت معلول بوجودی آید بعد انعدم ان بعدم سبک ایدانیت
 آنچه در جواب شب اول بدلم بخشد تا کنون جواب شبیه ثانی باشند و شباهه و شبهه در انکار و
 ضوری است لهذا تاثیر شباهت شبهه و تاها وقت باید که انکار باقی است چون انکار
 از میان برجاست شبهه و یک کار آید مبادی که بعض لغو گردد و اکنون انکار سابق و اول
 لاحق مغایر نشدند و فعل اللیس با و لمن ذالک چه تقدم و تاخر زمانه درین

باره قابل لمطابقت آخر بر دو قول است و نیز خبر جعل صدق است و کذب چنانکه کذب
 اول و صدق ثانی جعل است همچنین عکس ان و قصد تضاد و نسخ را در جاکشیده آوردن
 پیروده سری است سر قمار و غضب لاجرم با هم تضاد دارند و هر که آخر است همان را میجو
 قول گفت و دیگر احدی درم نه بکنس و سیدانی که در قول اول و آخر تضاد نیست نه اقوال مذکور
 نمینجا و صفات نه آنرا موصوفی متحد الی باعتبار تضاد اجتماع ممکن نیست گویا باشد اجزا
 حدود از حکم القانیت نمینجا تا آخر خبر است که تقدم و تاخر یکی بر دیگری هنوز معلوم نیست
 باینجه اندر حد و پیشهات نمینجاسلمات و الی اسلم هر چه نوشته ام با تمامه تا خبر از غیر نوشته ام
 اگر بالفرض شده و گویان است اینجه کلامی بزبون بریش خواهد ندانید اگر مستحکم است
 و هر چه نوشته ام تقدیرش توان شد و جیش است که سپیدم و پریشان و اسلام و ذوق
 دور افتاد و محرقا سلام سنون تقدیم رسانید و میرساند که قریه تغزیر اسمی می باشد
 صاحب را دیدم و بغضیل و دیگران سرور گردیدم بهطالع اعراف شش و دو چ و تب
 او شان جنت تحمیرم در گرفت این قصه نه اینجین است که فسمی و انهم تغزیر چنین در
 صحیح و تاب آید تغزیر من است و من بل مولی الفانم مولانا مملوک علی بر روایت او ستاد
 خویش احمی مولانا رشید الدین خان صاحب رحمانه تعالی و قدر اسرار کما او شان را
 باشیعیان معامله افتاد و مباحثه را داده می فرمودند که نقل شعری از کتب میوه است

خوب است این است

toobaa-elibrary.blogspot.com

فیمین برگز مطبق اصل نمیشد با تخریب و استغراق و دریاقتدایم که درین باره باتیله بود
 و نصاری از اسما حال و نحو احوال شان پیروی او شان باوشان چو بداست
 تخریف را بکار می برند بخیر و لایح و سابق یا بتغییر و تبدیل در معانی و اندازها
 شان درین بحث برگز قابل اعتبار نیست مر و مقابل لازم است که نقل با با اصل
 مطابق کند و این روایت نیز به روایت است با و ایت نیز درست و گریبان است و
 چون نباشد قوم میکردن او شان تقدیر و حد و ماعاد اسلام او شان باشد با بکار آنگند
 چه کنند خصوصاً درین افسانه یعنی معاد حضرت عمر و مگر در نقلیات اهل سنت و معتقد
 او شلفن کمال ایان حضرت عمر بنزله بدست است و تعلیقات است چگونه نواند شد که
 یعنی شایع بخاری این کلمه روح بصل طبرستان آرد کیست از اهل سنت که از کلمات
 حضرت عمر بنزله خبر ندارد و بر اخص او شان از اول مطلع نیست آری شیخان مثل دیگر
 خرافات او شان درین قصه اعمی در معاد سخنین است احوال آنها فیه دارند بعضی باین
 طرف هم رفته اند که او شان از معرفت القلوب بودند و شاید علامه عینی هم مثل شایع
 فعل کفر نکر نباشد این قول او شان در معرض تردید کرده باشند یا آنکه بطور تنزل بود
 کاش از آن شیعی که در مقابل است نشان باب و کتاب در ریاقه می نوشتند با بطریق
 این نشان اول در حاشی بخاری شریف تجسس کرده می شد و اگر از آن کار بر می آمدند و

toobaa-e-library.blogspot.com

موسوی عبد الرحمن صاحب بیخچه نوشتن می فرستادم در کتب شان موسوی احمد علی صاحب
 نصفت اول عینی بیشتر مزبور بود و در گذر گشته بعضی پارایشان نیز بهر سبب بود و تا اگر
 این کتاب و ان باب در آن پارا میورد و امید که تعلیقات آن باب را از مقام مقصود
 نقل کرده می فرستادند مگر اکنون چه توانند کرد که نه عینی در اینجا موجود است و او را نقل کرد
 تعلیق مذکور بر آورده شود نه بخاری چنین کتاب که امید بقضا باشد باشد این
 انرا پیش گرفته مقصود خود و خود و اندر سید الغزیر خود میداند که امام بخاری محمد العیله
 یک حدیث را بر کرات و مرات در ابواب مختلفه آورده اند و بعضی ابواب بیجا نباشد
 خفیه که در بادی النظر برگزیده می شود و بلا قبل از ایراد او شان باین معنی نمیتواند
 و مناسبت میکنند او شان شریح نمیتواند شد نیز چون چه اینهم ممکن نیست که قبل اطلاع
 نشان دیگر انرا بدایت کرده شود تا او شایع طابق اشعار یا نکات تواند کرد و باینها
 ایکه سلیمان علامه عینی اخیرین نوشته بهشتنا ما ازین قدر انکار نتوان کرد که حضرت
 عمر صلح حدیبیه انکار نداشتند احادیث صحیح شایع اند این انکار اگر راستی از انکار
 رسالت سید بر علیه صلح الافضل الصلوات و التسلیمات نیست باز چیست و
 همچنین تکلف حضرت عمر یعنی بقاره این گفت و شنود پر واضح او شان علم این
 متشرف بر استنباط و نزوه حضرت صلعم اگر نبود باز چه بود و تخریب ایشان چند نظر بر

خوش فحی آتیز سخن اطلاق می بینم اما بخیال آنکه گاهی اذکیا در امور علید میران می مانند تنبیه
 کردن ضرورتاً و غیرین بعد از آنکه احوال سابقه و لاحق حضرت عمر را این امر از کلمات
 او نشان معلوم میشود این دو مقدر معلوم عزیز خواهد بود ولی آنکه جز آن نظامات دینی و معنای
 نبوی بسوق بومی نبی بود و نه امر شاد و بزمی الامر معنی داشته بلکه احکام آن نظامیه که حضرت
 انزال کتاب مدی تعبیر کرده برای حضرت صلعم منوط بودند و بعد از این احکام حضرت سید
 امام علیه افضل الصلوات و السلام با خود مشوره بود و نگویس از ملا حظت نفر خداوند
 طعن با حکام دینی میشوند و دیگر آنکه خدا بندگان شاکر و دیگر بگنای می نامد و قبا ریخته
 و بر او مخدوم حکام میخیزد باشد - در نظر مخدومان ذوی الاقتدار که افضل و فرست
 و دیانت و مروت بهره وافر داشته باشند چنان مورد اطمان میشوند که در بعضی مواقع
 وقت آویده منازعتها میکنند خصوصاً در امر کثرت دشمنانست در آن خیرخواهی نمود
 خود باشد شام این دعا آریات سوره بود فلان اذهب عن ابراهیم الروع
 و جاءته البشیر یجاد لنا فی قوم لوط و از احادیث هم درین قصه
 حدیث با وجود ابرو می نمود که درین معنی و لفظ رسول در ابراست پس از پیغمبر اگر شیعیان
 بستند این حدیث معنی نفاق باضع ایمان حضرت عمر باشد لا یرحم حضرت ابراهیم
 علیه السلام و حضرت علی فراموشان خوانند شمر و آخر حضرت عمر کفایه کرده اند
 موز

tooba-a-elibrary.blogspot.com

حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت علی بر سر کعبه و نه خصوصاً حضرت ابراهیم علیه السلام را
 که منازعت بلکه مجادله او نشان خیرخواهی حضرت خداوندی با تائید دین الهی سبب صلعم شد
 و حضرت عمر را اگر در معامله مذکور چیزی عرض کردند نظر حقوق عاریت نشان حضرت سید ابراهیم
 صلعم و درین معنی عرض کردند اگر نعم باشد بعد فرقی نعلی الدینی فی دین ما یرین معنی گواه است
 و حضرت علی را چندین بار که در بیان عظمت حضرت رسالت صلعم کردند اما حضرت
 امر کردند حضرت عرضی از عند ابراهیم جافقا و بخوش حسیتم حضرت نبوی علیه و علی آله
 افضل الصلوات و التسلیمات افتاد و مخالفت امری روز داد و نشان اینها معجزه
 اگر اشتباه همین است که حضرت عمر را پیش آمده و باین وجه بر او نشان از ضعیف الا
 بودند سیدنا تم شیعیان حضرت رسول علیه السلام را ضعیف الا ایمان بلکه ایامی معجزه
 کرد باشند و آی سوره یوسف حتی اذ استیأس السلس و فظنوا انه لم
 قد کذبوا بقرآن تحفیف ذال که قرآن مشهور و متواتر است مستند است
 باشد شرح اینها است که در بین سوره یوسف فرمایند لا یأس من روح الله
 الا القوم الکافرین باطن کذب خداوندی از شک که مراد او اشتباه
 است بالاتر است و ایمان را اگر تحقیق است یقین صدق خداست خدا و برین
 واقع سوره بقره کوع دوم بار سوم و اذ قال ابراهیم رب انر کیف

تقی الموقر قال اولد تو من قال و لکن مصطفی قلبی دین امر شیعیان را
 مستند کمال است چقدر حضرت خداوندی را بر طبق فهم شیعیان در ایمان حضرت
 ابراهیم تر و افتاد و حضرت رسالت بنامی صلعم موافق فهم شیعیان این را یک لقب غیر بود
 نفس الحق بالشک من ابراهیم او کما قال و ازین جمله تنبها و شک بودن
 حضرت ابراهیم علیه السلام می بر آید بکه حضرت سید الانبیاء علیه علی آلا افضل الصلوة
 و السلام گرفتار شک حسب فهم شیعیان معلوم میشود و اگر بطرف در می حضرت ابراهیم
 علیه السلام ایمان را جعل و اطمینان را جدا قرار میدهند حضرت عرض می فرماید که در کتاب
 جواب آرتوشان نمی شنوند باز اگر تعصبی سخن بر روی خود بر خلاف دیانت و امانت
 عرض حضرت عمر گستاخان قرار دهد و با باغ فارسی تعصب و ابر و فصل این امر را نهد
 میگوید که در سوره بود بگذاشت شیعیان ملاحظه فرمائید و انصاف فرمائید که در مجادله
 چلبی است اگر انصاف باشد باطنی نخواهد بود که مجادله اگر ستافی هم در گذشتند
 اگر برین یکایه قناعت نباشد سوره اعراف که مستغنی معاد حضرت موسی است
 علیه السلام امضی آیه آفته ملکنا بما فعل السفهاء هذا از همه آله گفتند
 فضل بهما من تشاء و قهدی من تشاء را شیعیان ملاحظه فرمائید
 و اما من سبب خود را نخواهد شد و بر زبان کشا نه دحق انبیاء و رسول هم سبب و غیر

foobaa-elibrary.blogspot.com

بهم خواهد رسید که اندرین صورت حضرت عمر و طرقداران او شان را نیز شکایت
 طاعت اقدار انبیاء و پیروی سنت او شان شعرا بل سنت است اگر انبیاء نیز نفوذ
 بالهین بنده الخرافات تا بد به ایمان نرسیده بودند و همین به ایمانی سرانگمال
 او شان بود وضع الوقایق بمنجین قصه حضرت یونس علیه السلام و سوره انبیاء در باره
 اقرب سناس و تروم است شیعیان خود ملاحظه فرمائید خود خداوند کریم در حق او
 چه فرماید و ذالنون اذ ذهب معاصیا فظن ان لن نقدر علیه
 فنادی فی الظلمات ان لا اله الا انت سبحانک انی کنت
 من الظالمین لفظا مغاصبا و هم لفظ فظن ان من نقد علیه بالغور مطاوعه
 فرمائید باز در جوارب و شتم حضرت یونس هیچ اشتباهی باقی نخواهد ماند معنی
 چنانچه کفار و ادون حضرت عمر را اعتراف بتقصیر خویشستن است و دلالت علی
 انی کنت من الظالمین در اخبار این اعتراف بیشتر ازین است از اشاره بهما
 قرنی که سبست هویدا است باقی کفار ندادن حضرت عمر و قصه نماز خانه این
 سلول که سبب بودن انکار و بدید را شیر است بنی بران است که انجا و
 خداوندی تا تید رای عمری کرد و موافقت وحی باعث اطمینان شد که هر چه کردم
 حق کردم و هر چه گفتم حق گفتم اما در اینجا چون وحی موافقت نیامد این سناسعت

خوشتر را بوجه کمال وجع و غایت احتیاط و نهایی سوزن منقبس خود که شمشیر
 انبیا و امیر بیاست چنانچه او عید باثوره قرانی را از زبان انبیا منقول اند و نیز از
 صحیفه کابل که نزد شیعیان در صحیفه آسمانی است و او هر مدعو حضرت امام همام
 امام زین العابدین در آن مرقوم اند بر آن دلالت دارند گمان کردند که از من
 خطا واقع شد که در پیش حضرت رسالت پناهی صلوات علیهم اجمعین جرات کردم شاید این امر
 از عرق مصیبت و تعصب قوم و پاس عزت خود در مقام استیلا باشد شواهد این
 واقع در کلام الله بسیار اند از تطویل بترسم زین جهت بر یک گفتار غایت میگویم
 حضرت موسی علیه السلام در واقع عقل قطعی و سوره قصص پاره بیستم مرقوم است
 هذا من عمل الشیطان ان عدو و مضل مبین فقط و السلام
 [شقوق من مولوی منصور علی صاحب کلمه العالی السلام علیکم و علی من لدیکم
 عنایت نامه رسید بوالش اینست که اول بر این چنین احوال که بظواهر مخالف تصور
 قطعیه هم بر این عقلی باشد سندی بیاید پس اگر شهادت سندی نبوت بود
 که این سخن گفته فلان بزرگ است و اینطرف حسب تعیین ربانی علامات اجمالی از هر
 قول و فعل او شان بیشتر ازین سخن هویدا باشد باشد آنوقت البته در اول جمله
 تکذیب و تعلیظ آن سخن نباید کرد و در دلی تاویل آن شد بعضی پیوسته می آید

و در این سخن خندگری چه اندر این صورت هر کس فرنگس را حرآت از جنین بنیاد
 بدست خود برآمد و رونق داد با اسلاخ و خاک بگست گلبان پیرایه خاطر آن مشفق بنگذارد
 اگر کسی این را از لگویند میگویم که مصدر و کلمات چنانکه ذات فیض الدرجات حضرت
 خالق اشرف و سموات است همچنین مصدر صفات و اجسام همان مرفوع برکات است اینست که
 اینجا مدوت است و اینجا قده اینجا خلق است و اینجا لزوم اینجا بیان است و اینجا لازم با
 اینمیزان هم لازم ذات لازمی لوازم ذات اند که لزوم آن همان ذات فیض الدرجات
 مثالی اگر بفهمیم این مراتب و فرق با هم یکی است آفتاب و اشعه خارج و تعطیلات بود
 ارض بلکه آنرا به دهبوب تعبیر میکنیم پیش نظر کتب جسم آفتاب نه آن نور که در هر کجای
 سیرا کرده شکل گردیت در بر گرفته لزوم بنظر دو این اشعه خارج را که بنظر شکل مستقیم
 از ذات نور اول گرفته تا زمین تطویل آمده آمده اند لازم ذات آن بدان نقطعیات
 را از صفات آن خیال کن چون این مثال بدینست اکنون که گویند که چند و صفات تقدم و
 تاخر زمانی نیست که زمانه خود در اینجا وجودی و نمودی ندارد مگر از تقدم و تاخر زمانی
 است چنانکه ما حیات خود را مقدم بالذات از علم و علم مقدم بالذات از اراده و غیره
 صفات و افعال می بنمایند همچنین و صفات خداوندی اعتقاد تقدم و تاخر ذات
 شبهات بدیهه عقل لازم است مگر ابل حقان هم گواه اند و بر عقل هم دین باره

toobaa-elibrary.blogspot.com

عقل

عقل

مصطفی که صادر اول وجود است و هر چه جز این صدور یافته پس ازین صدور یافته و جمادات
وجودیه و صفات و کمالات وجودیه از وجود و علم و قدرت و افعال همه بدو منسوب بران
موقوف اگر چه نیست زید راز عالم خوانند ز قادر و همچنین قیاس باید کرد چون کلام تیرگی
از انست محترم که باشد جرح اولی ان جهان وجود مذکور باشد و الا علم و چون حال
صفات واجبی با وجود واجبی نیست حال وجود کمالات وجودی با چون نباشد که اینهمه مثل
تقطیعات نورین که یکی از مرتبه های نور آفتاب است ان شعوا حربه است اینخیز کمالات
مکملات از ظلال وجود واجبی است و الا علم سر کلام و پیام و گفت و شنود مایه آخر الامر
بان وجود چنین باین ارتباط رسد که احکام این تقطیعات نور آفتاب باشد انست
یعنی اینهمه تیرگی مبنی آخر الامر بافتاب است سکنی مگر چنانکه اعتبار اتصاف ازین بیان
و لوق دیگر کیفیات ممکنه از تزییح و تشکیل و تسلیس و تخمیس و غیره که تقطیعات
صغیر فاینها بر نور عارض میشوند باین است اینخیز همان تابان ملحوظ ما بدینا میگفت
که قاسم منصور علیخان نعوذ بالرعین ذات پاک صلواتی است با توجه چنانکه پیر و جوان
و عاقل و نادان درین قدر شوق اند که آفتاب چیز بی دیگر است و بالای آسمان و
وین هو بی چیز دیگر است و بر روی زمین اگر چه از همان آفتاب و لیل نور را بود
بچنین مکملات و ذات رفیع الدرجات را بدان که با روح نعت است و این در بعضی

همه بر آنجا و جویب آنجا اسکان آن ذاتی در است این چیزی دیگر چون اینقدر نشو
کردی دیگر نشود که حقیقت سجود نماند وضع جهت بر زمین همانها و کلاسیه تقسین
تذلل است که هر جا بنگی در نظره دارد و در بی آدم نظرش نیست و در آفتاب هم در خود جلال
و سجود و اب که نص الم تر ان الله یبصر الة من فی السموات و من
فی الارض و الشمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر و الودای
و کثیر من الناس و یدکی حق علیه العذاب ثبوت ان قطعی است
و انکارش نتوان کرد و نظارش در کبر مقصود و بالذات ظاهر باشد نه مظهر آینه اگر
مطلوب است بهر معاینه روی خود که در ان مظهر کند مطلوب است نه بذات خود و همچنین مثل
نذکر اصل مقصود است و نظرش بالعرض چنانکه معاینه عکس روی خود بی آینه
صورت نمیدد ملاحظه تذلل نذکر و به نظرش هر چه باشد مید نباید است تا کیفیات
قبلی قناعت کرده ازین حجب جهانی بی شکا نشود نذکر انی که باین مصدر و صادر
هر چه باشد و باین ملزوم و لازم هر کدام که بود و علاقه نامرئی از و استغناء و حجاب
و بی نیو چه یکطرف رنگ عزت و طرف ثانی رنگ تذلل بر گرفته لازم و صادر می
مصدر و ملزوم دلیل است گویند نسبت بر تو نامی لا تعدو حدان غیر باشد چنانکه
بعبادت شعل خارج چنانکه پیش نور کردی که مندرج و جرم آفتاب ذلیل است

toobaa-e-library.blogspot.com

و ان غیر مجتهدین طبعات مشا را الیهما پیش شمع خارج و دلیل از آن بمقابل لغز خون ازین
 بهم خارج شدیم سخن در کبر و شکر کما بین اجزاء زمانه تقدم و تاخر ذاتی است و باز انتقال من
 حال اول حال چنان اول قضا میشود آدم آن لاق بوجود می آید پس اگر باین نظر بر اتصالات
 و تنزلات و تحولات صفات که هم تقدم و تاخر ذاتی در آن است و هم در با بعد نسبت
 ناقص انتقال من حال اول وقت و زمانه در اوقات انرا استعاره گیرند از قانون کما یوما
 و سلوک بکام بلغا و در بنامش دلیل برین صفات شرح شعر مشا را الیهما پیشیم اگر قائلان
 شعر مخالف نفوس و بر این سخن من الوقت که در وقت کرم خدا را سجود که ذات صفات خارج بود
 شخصه کامل است و الله اعلم بعینش نیست که این سخن را اول بود قبله شوق راجع بوجود
 شبهه اصنی وجود و احیی و انند و ان ندل را که وجود مذکور بود وجود بر با مصدر خود
 اعنی ذات پاک خداوندی و در وجود انگار و نگار همچون تان تحول و تنزل که بود وجود
 وجود مذکور بر روی کار آمده با عقیدیه تقدم ذاتی نامی و نشانه از صفات دیگر نبود
 میتوان گفت که الوقت این فرق ذات و صفات نبود و هر یک یک احد بود در این معنی
 و ان را صادر این را ملزوم و اترا لازم این را ذات و آنرا صفات گفتن زیرا نبود که این
 اسماء تضاد که همچون فوق و تحت و بین و یسار و فاعل و مفعول و ضارب و مفعول و غلام
 و ولی و دیگر اضا صفات اگر سخن میشود باید که محقق نشوند لغز برین تقدیر مفهوم

تقدیر

نظرات باعتبار تفاوت اضراف استنباطات مفهوم لفظ صفات است چون مفهوم صفات
 نیست مفهوم ذات نیز نشانه و لغی برود و می باشد پس هر که گفته که ذات و صفات خدا هم بود
 اگر در و کامل و و اصل است نظیر بر مفهوم است نه مصداق لغز صداق اصلی که هستی
 محبت از ان ابد بر وجود و همچنان باعتبار تقدم و تاخر ذاتی از اول و مقدم مگر
 مفهومات مذکوره باعتبار تقدم و تاخر مذکور از مرتبه صادر اول نور و تر اند و الله اعلم
 تکلیف الیهما شانه با الیهما که سخن و تأسیب بر روی یا نه نمی آید و خوا و اعضا
 اول اسنوه بگیرد و کما خود را از ان مکیو چنین غلبه کلمات وجودی بر کلمات مفهومی
 و اعضا کلمات خود را یکا خود گرفته تا جرح غراته میاید بر نظار ازین زبان سخن می آید
 و حقیقت ضعیف ان همان ترند مذکوره می باشد و السلام فقط غیرین موده الله اعلم علی
 عبارات چند متعلق تعبیر است حتی از استیاس الرسل بر چه دیگر نقل بر در شکر بود
 مثل است بخود بنفاز این عبارات هو بیست که دیگران هم باین طرف و نه اند بلکه مانع
 المفسرین حضرت عبدالله بن عباس را این راه رفتند از روی مفسران دیگر همان مطلبان که
 در بادی النظر پیش می آید این راه را گذارند استند بلکه بعضی از مفسران استبعد کرده اند و
 مرجع را هم که باین جلالت تقدیم فخر الدین لازمی را چه شد اینجا نابدایم که هر چه
 ممکن است بر محتمل است و وعده خود دلیل قدرت بر مخالف موجود است پس اگر

تأسیب بر روی یا نه نمی آید و خوا و اعضا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاملان وقت بجز برب نیازی مثل غضب و علم و استبطا و دعون مومنان با
 دیگر و ز صمیمیهاست نه سلب کاین و خلق ان و نه تقبیله و نه اچاری
 ان لازم می آید با لوجرا تقدیر ثابت است که حضرت عبداللین عباس ^ع کتبه
 که میگوید بلکه باید از ان چه ما شرجه و ذکر بود قول آن بود که رسول عظیم
 السلام را حکم الحرم سوزانظن احتمال و سوسه بجان پیش آمده باشد و احتمال بخداید
 در امثال این مقامات از پیشتر شرع است اگرین باره گفتگو کنند شاید ثبوت
 این روایت کنند مگر این چنین گفتار و چه تقاسیر جاری است و ایکن این مجال است
 و ان ممکن بود محل نزاع است بلکه نظر لفظ امکان امثال این افعال صحیح آید
 و یکی که این همچنان را یعنی سیغور الامل و الذین امنوا معصمه حضور
 الله یا ایچتا اذا استیاس الرسل وین باره متناهی معلوم شده با هم یکدیگر
 متعانی نظری آمدند مگر اولی معده حضرت عبداللین عباس معصوم این خیال شدند
 باقی احتمال بود که شاذری مولوی محمد حسن صاحب دایره علم گفتگو کردند که
 اگر سلمنا ضمیر لوجرا بجانب رسول عادت است و این ظن هم محاب که برای است لیکن این
 چه جای که لغویان شاکر ثابت شود امکان احتمال این قسم خیالات شود نظن که خواه
 نخواه قوت احتمال به گمانی از ان می تراود و در کفر این قسم ظنون ماملی توان کرد

و بجا این اعتراض تهیه کرده بودم که حدیث الحرم سوزانظن را پیش کرده خواهم گفت
 که ما در اول نام بجا این اعتراض پیشگفته است و ایم و علا و درین آیه می آید
 الذین امنوا الجنبوا الذین امنوا الظن (النجس المظن) ام - و این
 و خیال است ام آری درین آیه نجاش با سلم نظری آید و حدیث مذکور این
 حجت را مساع نیست جنبه پنج موی است مگر از تقاضای شاکر ایها معلوم شد که
 در کفر ظن معصوم بود احتمال باک ندارد چون تخمین کسانرا نقل اقوال باید حجت
 عرض حدیث مذکوریم نه مذکور اول عرض حدیث و باز عرض اقوال مستحسن است
 و در سابقه زبانی اگر اتناق احد چندان مستحسن است که اول آیه ان الله علی
 کل شیء قدير را پیش کرده شود بخوبی اش اگر فرق معدوم ابدی بودن نظیر بود
 صلعم را پیش کنند باید گفت که نظیر صورت جناب هم معدوم ابدی است
 اگر گویند چه معلوم بود معصوم نبوت است و باره صورت ما چه وعده زنده باید گفت
 معدوم ابدی را چه ضرورت است که معلوم هم باشد با اینهمه این فرق موی را بی اعتبار
 نتوان شد اما احتمال امتناع موجه شود بلکه خود دلیل امکان است با اینهمه ثابت
 معهود همین ذات نبوی صلعم نیست پس اگر همین بنا را امتناع است لازم
 که نظیر ذات محمدی قطع نظر ازین وصف عارض ممکن و ضروری و غیر ضروری

toobaa-elibrary.blogspot.com

بودن قهضه محو خاتم النبیین هم باین بحث تعلق دارد باقی در تحقیق معانی نظیر و مثل
هم خیال احقر باید شنید نزد احقر صدق جزئی علی کثیرین متنع است اما نظیر آن ممکن عرض
قسمتی در استان داخل تحت الشی می باشد و نظیرش در گرانزد داخل تحت الشی می توان گفت
و وجود نظیر جزئی بطرز احقر از زیر گنجهای کثیر انطباعی است نه مگر انفسای تا یکی را قسم
و دیگر را مقسوم خوان گفت علاوه برین باین را قسم انرا مقسوم خوانند تری است علاوه بر
اثری شکر بر آوردن لازم خواهد آمد مگر آن مشترک و نظیرش از اثری بی حیثیت
و بر حصص تیانند پیدا شدنی خنیا چنانچه است از آن اگر است ظاهر است که در مثلث
و غیره می آید چون گفت که اگر خطوط را تعیین کنند به نسبت فوان بر آید مگر انفسای است
آید یا بجهت حقایق مکنند بهر قسم می آید و کثیر انطباعی در هر جاری آری که انفسای از
خواص وجود نور است که کسی بکلیات طبعی و موجودات خارجات هم صورتی مینویسد و
حصولی اشیا با انفسا با هم حدوث ان در باطن قوت علی ضرورت است نه احقر از نظایر است
بلکه یکس را بعد پیدا میکند و مقدر تسلیم آن لازم است بلکه بطور کلی نظیر لغتن ضروری است نه
کلیت جزئیات یا عدم تطابق صور یا معلومات لازم خواهد آمد. نظایر اضافیات بعد حق
نظایر بر صاف و مضاف و ملایم که است نظیر اضافیات را تا نظر اطراف لازم است. چنانکه
بسیار نظیر شبیه نظایر اطراف نظیر که از خصص وجودم نظیر پیدا کند. بسیار که بر تنهایی وجود

نظیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

منبسط غیر تنهایی نظیر برین مکنی نیست که کثیر انطباعی آن در وجود منبسط مکن نباشد. و وجود
ذاتی که از قوت علیهم هم میگوید بعضی امور نظیر وجود خارجی است بخلاف انطباعی با کل و بعضی
آن و وصف خاتمت مقبوم اضافی است تا نظایر مفهوم را تا نظر اطراف این اضافات
لازم است و قبل تا نظر اطراف اطلاق نظیر حجاب است و بعد تحقق اطراف و مقبوم اضافی
در تحقق نظیر بیخ خدش نمی توان شد. الف لام النبیین در خانم النبید نظایر آن است که بر عهد
خارج است و اگر چه استغرق است استغرق افراد خارجی است نه مقدر حق است
که لام همیشه بر عهد می باشد و معنی حقیقه الف لام همین است استغرق نوعی از اول
عهد است نظایر دیگر انبار کرام علیهم السلام را اول باید پرسید که ممکن است چه چیزها
متنع اند چه شش اگر همین خاتمت حضرت رسول اکرم است صلعم و در لام می آید
که خاتمت لذاتی خود موجود بر این نوع نظایر انبار کرام علیهم السلام است و اگر
وجهی در کاست دید باید. آیه ان بشاکه می ذهبکم ایها الناس و یأتی
بالخرین و کان الله علی الاکمل قدیلا برود و در ولادت دارد یکی آنکه
مشیر را وجود خارجی در احد لا یمنه الله ضرورت دوم آنکه معدوم ابدی بودن
چیزی مخالف امکان و مقدر بر نیست و چه ثبوت بر و ظاهر است مراد از آخرین
اینست که بر وجهی اول در مسائل کمی بعد دیگری می آید که مقدر است و امکان این خود

علاوه بر این در بعضی موارد نظایر انبار کرام علیهم السلام است

ظلم است باینهمه این امر را پس ضروری التوجه می نماید و ایات مشعوه موت
 کفیلین و عید شده اذ تعلیق آن بشیبه است از فوق فهم باشد خبر از غیر معناد بودن
 آن میدندان هول را از دل میراید + و آیه کل نفس ذائقة الموت درین با و
 حکم علم رسانیده باشد تعلیق آن بشیبه بجای و عید کار و عده میکند کار و عید از
 خلاف ندای علم چنین کلام مبروده کی تواند که مخفی بر بعضی عید گذارد و گفتگوی تسهیل
 کند بجز اینکه قطع نظر از توالد و مسائل آوردن بدل موجودین مراد باشد مگر چه
 گفته شود ظاهر است که با مخاطبین آن چنین نگردد شده متعین بالغیر بذات خود ممکن است
 و بود غیر که آن غیر مانع است متعین گمان مانع اگر خارج از ذات و صفات باشد
 لازم آید اراده خداوندی پیش آن غیر که خود توان کرد و ارشاد فعال لما یعمل
 لغو و بالذات غلط گردد و اگر آن غیر ضعیف دیگر با اراده است و همین است بر خلقت
 هم همین طور متعین است + از معلومات خدا ممکن است که قابل تعلق اراده خداوند
 باشد گوئی تعلق ترسد چنانچه بهرات آن اندک قابل تعلق ابصار باشند اگر چه
 نسبت فعلیه تعلق ترسد + فاعل حقیقی یعنی مصدر فعل فقط اراده است باقی صفات
 حاکمان آنخواه باعث تعلق باشند با مانع آن دریک صورت واجباً بغیر است
 و دریک صورت متعین مانع اند و هر یک باید شنید که اگر لغوی و لیتنه نعمته علی

دست زنده بود و افقش انکار تمام نعمت شخصی کرده تمام نوعی لا پس کنند و بنظر
 از کمالات عنصریه و مثال پیش کنند یکی مگر یکی از مبرهنه عناصر را بر قدری دلان نسبت
 نهاده باشند و دیگر یکی که در عنصر فقط سرمایه ترکیب بود پس چنانکه در کمال اول
 مجموع هر عناصر است و در ایجاد آن تمام انواع عناصر کرده اند از اشخاص آن
 همچنان از ترکیب کمالی کمالات خداوندی که هر یکی از آن غیر بنیاست است پاره صمیمه
 در وجود با وجود آن سر و موجودات علیه و علی آن افضل التسلیمات و التعمیات سپرده اند
 نه آنکه تمام شخصی تمام کمالات کرده اند و اگر کرده اند ولی با آید آورد و این شهر را جواب
 باید و او که اندرین صورت اول تساوی چهار یاری عنقه و حضرت عبد کامل
 صلعم لازم خواهد بود یعنی هر چه قدرت خداوندی میکند قدرت معصوفی هم از آن
 عاجز نیست علی بن القیاس کمالات دیگر را با این مقیاس چه در صورت تمام نعمت شخصی
 و نظیرت نام بطور مذکور اگر چه فرق بالعرض وبالذات هم باشد تا هم حسب رسوم
 ایشان مخدوم و مملوک لازم آید است چه اگر بالعرض هم است از دو حال غالی نیست آنچه
 آنجاست بهیچانست با قدری است و قدری نیست صورت تائیه خلاف مفروض
 است و صورت اولی مخرج مخدوم مذکور است علاوه برین موجودات دیگر اگر چه
 مستفیض از رسد رفاض اند لازم آید که همه کمالات بطور مذکور است لغو نموده اند

و اگر بواسطه مصطفوی صلعم کمالات شرف شده اند نقصان افاضه اگر تنگی و کمی وصل
 قابلیت است این خود بخوبی نمی آید چه بایات دیگر از ایات محمدی صلعم چندین
 تفاوت کمی و بیشی و کلا فی نیست کما بین ما بابت نبوی صلعم و ذات خداوندی جل
 مجده است چنانچه ظاهر است اندر صورت لازم است که بفرصتی صلعم نوبت نماند کامل
 نرسیده باشد یا احاطه کامل مخصوص بحضرت صلعم است بر رسول الله صلعم ثابت باشد کرد
 و به کل شیء محیط قابل شده قابل تغییر خداوندی باشد یا تا بدانکه انانیت لغز سوسی صحت
 و کسب جلال اشراف الایت که کلیات هر بنده است افراد خود و کل بهشت چنانچه از ایات نسبت هم
 بشهادت مفهم بود یا است بذات خود در مرتبه خود و آنها نیز جزئی مانده یعنی شخص متعین اند
 پس برین شخص متعین و تعین مراد است و زیاده این ندرین انصافت بجا است نه در انصافت
 و بگرد تعریف و تکریم تعین و عدم تعین را گویند و یکم اگر همین جزیت است لازم آید
 که در آن صفت علی که در تعین همین طور تمام مراد باشد و در و را بنیاس
 علیه السلام و اعیان فرق نماند از خطاب علیه کلایت مجموعی گرفتن شکر جاست پیشه
 سیاق و سباق مراد از این نعمت خود این دین است و ظاهر است که مجموع دین بر
 بر کل است نه اینکه پاره از آن را کمال است و پاره به آن در تخصیص احکام اگر تکلیف
 جوابی بر آورده شود مانع کلام مانع است بنوعی گفت حضرت سر و کلمات علیه صلوات

toobaqa-elibrary.blogspot.com

و التسلیمات برهما طلب جملا احکام شریف چنانچه از خصائص نبوی صلعم ظاهر است
 علاوه برین متحد وجود نبوی صلعم که از ضروریات امکان است چنانکه در بی و دلج دیگر
 است بر امکان نظیر احتمال بوجود تنهایی از غیر تنهایی که انجام خود در بسط خداوندی است
 غیر تنهایی قطع توان کرد و العوض تقییر با کل معلوم که یک کل نبوی صلعم نیز از ان سنت کار آمدنی
 انشاء الله این مضامین چند جمله محبت بطور بر ایشان نوشته ام اگر چه هر گوش خورد مانع از
 اندر گرام تنگتر آنها خالی از فائده نخواهد شد نشان از در خط پس از این گوش بهنگامند که حقی و دیگر سلیقه
 جزئی جزئی مجرد است مغشوش و متعق خود اگر چه هر چه جازای جازای نیرد متعاقب و در کمال است
 کلی فاعل و در مفعول مگر فرق نمایم مجرد و نیرد نیز نمی باید داشت القصد بجزارت فعلیت
 باشد تا بغافلیت بجانب دیگر هم باشد و در جاز مجرد و فعلیت بجزر یک طرف نبود چون برین فرق
 نظر گذاریم و از خصائص مجازات که همان عمل مامل نماید تفصیل این اجمال آنکه مومن را
 عبودیت و عبودیت خردی است و در مقام عبودیت و عبودیت ترقی فی القیض روز نماید
 اعنی به تبادلات قرب نوازل که مجموعی بعد و بیسبب از ان تعبیر فرموده اند نثران دیگر
 بحصول انجامد که اگر تعبیر کنند بمصیر الله یا العبد و یسمع الله یا العبد
 توان گفت العوض در مقام عبودیت بنده را بذات خود رضای و غنمی نمود رضا
 او بر رضای مولی بود و چون دوست و با چشم و گوش و بیکاری از کار اینش بجز

تعبیرات

بهر خدا تعالی بود اندرین صورت جزای بعضی عوض که محصل مجازات است
 چگونه صورت بندگی این معنی خواستگارانی است که نماز اعضا خود بنظر او را ندیده
 کسی نگردد باشد آری اگر چیزی بخیزی را معنی کافی میگوید بجای خود باشد چه
 پاس ضروریات تن و اعضا خود بدل هر کس ودیعت نهاده اند و این پاس
 لحاظ میدانی که بدرجه غایت است و از پاس محاذ ضروریات دیگران بر مراتب
 فزون غذا و هوا و جامه و مکان هر قدر که بهتر خود مطلوب است القدر
 بهر دیگران نیست مگر چنانکه مومنان از رضاء و غربت خود بخیزند بلکه رضاء و غربت
 خود را در رضاء و غربت خداوندی فدا کنند مگر نقد رفتار بصلحتی متصل و غیرتی
 جلگانه دارند نظر بر آن همه کارهای او شان بنحوی بود که بهر خداوند کردگار
 که جان و تن ما هم از آن خدای دو الجلال است و موافق و ما اختلاف الحیوان
 الهی است الا لیعبدهون ما همه را بهر عبودیت آفریده اند که مستلزم
 فناء رضاء و غربت است این رضاء و غربت مستقلا اصل هر معصیت نادر
 هیچ مجله ذنوبی سیئات بود لاجرم مجازات او شان منحصر در عذاب بود اما عمل
 ثواب نبود و چون مجازات خود منحصر در او شان بود بالفرض لغرض مجازات هم
 قطع نظر از اوصاف کافی منحصر فی فرد واحد بود باجمالی اگر بنظر دقیق بنگریم هر مجازا

toobaa-elibrary.blogspot.com

در کفایت عذاب بجای خود است درین نظر ظاهر بلائت قرآن مقام الحاق تید
 با سو بهر معنی این معنی می توان شد و انچه از محبت و تمیز خود پرسیده اند که جواب
 مولوی اندرین وقتند از جوابش بنحوی است که در هر کس که فرض شرح و تفسیر
 سخن آن عزیز هم سخن میگویم شدت کیفیات اگر چه بود بهر بقضای عاف و اجتماع
 کیفیات باشد چنانچه از روشن کردن یا آوردن چراغی دیگر بعد روشنی چراغی
 در مکانی میبود است لیکن این اجتماع مصلح اطلاق مثل می توان شد البته بهر معنی
 ضروریست و چه درین دعوی نیست که مائله از اوصاف همی اکل است و صفات
 اشکال در موده و در جمعی قطع نظر از یک اکل و اشکال این اوصاف را مجال نیست
 البته مراتب اشکال همی اکل با پایانی نیست مختصر نیست که حیثیت اطلاق مائله
 البته حیثیت تفسیر و قطع همی اکل باشد امکان تماثل است و چون نباشد
 در تماثل تجانس ضروریست و این امر بعد قطع البته متصور است زیرا گفتگویی که این قطع
 مائلان قطع دیگر است و میدانی که در مرتبه اطلاق این امر متصور است و در اطلاق
 نباشد پس اگر داده هم تماثل باشد بالفرض در نظر تفسیر قطع و تفسیدی بود و در
 مرتبه اشتداد اگر چه اجتماع و تضاعف است لیکن اشکال را بیضعت که معروف
 به شلیت بود در قضا شدند و شکلی نماند که مصداق شدت است با آید با جمله

کنون تعدد لازم شلیت بر خاست و حدیث صرفه ماند که محل شلیت تحول شد البته
این ترس و ضعف ترس اول باید گفت فقط

بسم الله الرحمن الرحیم

مخدوم و کرم نیازمندان سلامت - بنده کزین محرف و قاسم سلام ستون عرض بنیاد الهی
رسید بطاعتش معلوم شد که آن مخدوم را این بار از مناظره و انکار است خدام جناب
مبارکباد و متقاضی دانش دورانیش همین بود اگر این قصه بپایان نرسید تا شانی
معلوم میشد که کدام بر برابر اهل و کلام بر سر حق است الا بعضی غیر خدا نیست و وجود الهی
اشاره بصیفت تشابه را از حکم که میداند و تحقیق این شیب جز آنکه در میان گذار آنجا که
اجباب شربلی دارند درین بیت اشاه بان رفته - اگر صلح خواهی نخواهی جنگ
و اگر جنگی نمی نازد درنگ - اجباب با انگلیش دست و گریبان شدن بجهت نمایند
آنکون سخنی دارم قابل التفات امیدوارم که بغوره قائل خواهند دید و شکر آن ناممکنه
بجوابش عرض فرموده اند بجهت غوغا خواهند داشت ان میت که پس از مشاهده او در
خوش بگمانان گوناگون و استماع غلط حسناست جناب نیازی آواطمی اصل
برقیقت نسبت خوشستن است نه نجایش انکار نسبت جناب مگر چون غم بر سلوک
بان شیب است که این کار کافره - عملیست نه کار قوه علیه الرحمه غلط کار و کلام

اینهمه زبان تعبیر باشد که گفتند سه این بد که تو میروی تبرکستان است
نگوار خاطر مسیاد اگر آن مخدوم در فهم خود نگاه غوغا خواهند فرمود و از دیگران بنده شانس
خواهند پرسید معلوم خواهد شد که فهم فریاد این راه و اشارات بزرگان کار جناب
کارگران است و دیگران اگر اهل فهم اند چه حسی را گمانه بپوشند بدین فهم سلیم خواهند
که این شیب با فرار دوری ایشان در مقام آنچه قرب میدان ماند که گفتند و روان
یا خبر در حضور و نزدیکان بی بعد و در اکنون تهنید او شان دیگران را با بنیاد انگلیسها
خوش میجو سعادت طبیعت حاوی باشد که خود بتلاهی هر کونما رضی همکلام بود و جانی از لب
آوده باشد مگر از اراضی او بیاران را چه جز در صحبت جاهلان توانا چه سود و آبش
چندانکه موجب حیات است اتباع جاهلان توانا سامان ملامت این همه مضامین را
بغور دیده هر سکوت بر لب نهند و بار در گوشه تنه ترند سلسله جنابانی مخصوصت
رسد جاهلان است خود را از اعظام شرمون و با زاین کار کردن نیز سید مایه
تهذیبان اگر انیکار کنیم چه است این بار که دستایم و در نا مکنونات خود را بصیرت
نفع و غیره کشیده و ضمن نظم و شترند جناب میتوانیم از اندیشه فریاد بود و بنیاد بود
داین اشعار را با تامل ملاحظه باید فرمود بیرون و عینی با لعی و در سلام
صلوات الخیر اللهم صل علیهم

بنا بر اصول و احکام شرعی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عصا المرء یكفیه و انزل الیك به من السنم شیء كل افع و اسود
 فایا اباک المرفأ ننه كما قال الحسن ان لتهدید معتد
 لسانی و سفی صا و اکلها و یدبلغ ما یدلغ السیف یزید
 مخدوم و کرم من جناب مولوی عبدالغزیر صاحب مباحث کرمین خلدی محمد قاسم
 تسلیمات مسنونہ عرض می نماید عنایت نامه سامی ناگاه رسید یارب این چه بجز
 که آن مخدوم نظر ارتفاع اختلاف دارند خیر چه باشد درین زمانه منبر رفعت
 این کافریت اگر اجازت باشد بمولوی غزیر حسن یا کسی دیگر از اصحاب و بنویم
 از آنجا حق طلبان را در استفسار از مبلین عار نباشد میدانم که این گذار تر عرض
 قبول خواهد رسید اگر چه که پذیرم من است فیها ورنه ناخیر خواست است عاقبت
 طرفین خیر باد باقی مانده اند وقت مکاتبه سابقه بحث از وحدت وجود خارج از بحث بود
 در جزم افکنده مانند آنست که مساوی مقدمات مباحث پیش کرده خارج از بحث می
 مخدوم من خارج از بحث اگر بود در استماع نظیر و اثباتان و در امکان نظیر قابل
 تخریب بود و نامرد اول من بیاد خدمت هم دوام مگر از اصل گل ناشنیده گذشتند و
 بر وجه نوبت ما دور رسائید چون چنین مباحث دور و دراز باونی بجان و
 که تحریف زیر قلم اندازد ماغ ان کجا قدم باز پس نمود و بدان سو کرم اصحاب

و کبر این مهمل با بنجام نوانند رسانید انشاء الله العزیز بخیر بطور نصح که حق پرست است
 عرض میکنم تا کلام رسا و ظاهر شرع را اصل باید داشت و تشابهات را بر حسب خدا و
 رسول صلی الله علیه و سلم و اسحاق فلی علم باید گذاشت بر نسبت تشابهات امثال
 ماوشما ایمان بحقیقت آن کافی است اما در تفریق تفریق حقیقت نباید شد که تا بکنه
 آن بچو از دامن نا قاعدتوان رسید بسیارست که مردمان ایمان خود در تفریق درازند
 علیه السلام معبود و خالق را مخلوق جدا باید داشت آنچنین این نتوان شد و کلمات بزرگان
 را اگر موم خلاق این مضمون برآیند اول تاویل باید کرد و اگر نتوانند باید گذاشت نقد
 باید میدید که آنچه فهمیده باشند جدا باشد اگر آنچه فهمیده می آید غلط است بالجمله بر کلمات
 بزرگان و پاس آنها ظاهر قرآن و حدیث را بسوی آنها نباید کشید بلکه کلمات بزرگان
 بسوی آنها باید بر چون باشابهات خداوندی و نموی صلی الله علیه و سلم چنین
 میکنیم باشابهات بزرگان چرا کنیم ما را بکاران چنین کنیم وحدت وجود و لا اله الا الله
 همه در صحت میدانیم و ظاهر حکمت شرع را از ان هم برتر ماییم حسب سالی آنها
 ناقصه دیدیم که اینها همه متعاقب و متواضع اند اصلا تعارضی نیست آری بعضی
 بزرگان یاد غلبه حال سخنه گفته اند که موم چنینست است یا سقط اشار و شان
 چیزی در گراست و پیر این الفاظ چنانکه باید مطابق بر معانی نیاید از ساحت

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظر سزای لفظی بجای لفظی برآمد زیاد وقت ندارد بعرض تحقیف معمول نقل
عاریت بلف خط سزای لفظی محلی الدین خانی صاحب از مسکنم
فقط تمام شد

کتاب خبیر سید احمد الرحمن الرحیم از علوم قاسمیه
تالیف سید اناس الحانفا بود که سال در سوال بر دیگری می پیچید یعنی بر دیگر می پیچید چیزی
می طلبد و اگر برای دیگر سوال میکند در حقیقت آنرا سوال بنا بر گفت بلکه آن سفارش
و شفاعت است سوال آنست که برای خود اگر کسی چیزی طلب نماید و بس و چون آنست که در
سوال بچیدن سائل بر دیگری و در پی او افتادن ضروری است در سوالی که برای غیر باشد و اگر
طلب بر چیدن در پی او افتادن بوقوع آید اما نظر حقیقت سوال نیز بگفت آری صورت
سوال است و فی الحقیقت سفارش است مگر سفارش ممنوع نیست بلکه شروع و طلب
و مستحسن است نظیر این لفظ الحانفا از کلمات بمعنی پیچید نیست بیان حقیقت سوال آنست
نه قید و گانه و حاصل نیست که آنان از مردمان سوال که اندران همین پیچیدن در پی او
آنها میسازند نمیکنند بلکه این معنی از نشان بطور سفارش بر بر نیز از ضرورت لفظی سوال است
نه لفظی الهامت بنا بر آنکه هر چه در سوال است ان تبدیه العاطفه فنمای و ان نحو الاله بود که
در صدقه فرض و دیگر فرض مثل صلوة و حج اعلان بر ضرورت و در صدقه نفاذ و عبادت الله
انفا بر است مرشش بیکه صدقه در اصل همین تر است که در فرض مطالب از لفظ باو
رسیده و در مثل تبرع نیست که در مجمع باشد تا فرض کافر کشش را در حد از هم باشد و بر غیر
و کبر الاله و در ضرورت ظاهر است که این معنی در تنبیه و پیش جمع مدعی نایز خاک است

toobaa-elibrary.blogspot.com

و شوارز است از آنکه این صوره ریزی از علوه و تنهایی بکار برید و در صادات ملاحظه فرمایید
 از طرف خود مکنید و این زیاده بر صلاست نباید بگذرد و غرض از این است و درین اعطاء
 و تقبل ترغیب موی خوشین است نظیر این انفعال آن کتاب آنرا از است بکار که سنان موی
 است ملاحظه نمودن و آنکه از من تمام ابراهیم صلی یعنی این تمام ابراهیم صلی سزید و تمام
 تمام در بر و بر تمام صحت است که صلی نام از هر مقدم می باشد و تقدیر این از پس او و بکار
 بزبان بناید استاد مصره بجای بزبان بناید نیست و و قیقولن ان نسین غیر اتمح
 یعنی انبیا را حق قتل نمودند و در غرض غیر اتمح اشاره است باینکه این قتل انبیا علیه السلام
 از نشان میوه در است بپوشد و در عالم بخیر می بود اگر بجای بخیر می بود غرض می بود در این
 اشاره بکافی آنرا که علم شیر غلظه است بجهت انظار غلات ایوم تقیبه سوره انجیلی است
 پس صوره انبیا را این لفظ فهم میشد که اطفالی بر هر روز در غلات حمل و نادانی کردند
 و ظاهر است که این امر حریفان قابل مزاحه نیست چه غرض نادانی در در و در و در این
 اسلوب کلام گذراشته بر لفظ غیر محسوس بفرموده گوید است و از اینجمله است آنکه در این
 فصل کاروانی از نشان صفا کرده و در غرض از این شایسته گروه و ظاهر این جنبه در این است
 بعضی مجال را اقرضی بر آنکه و غلبه اش از هم باور آن است که سوزنا را خود نیست
 و کفار را خود را به موجب اعمال محدود که همین در این باب از نشان وقوع آنکه بر هر روز از انکشاف

ست میبایست که هر دو فرقی را بقدر زمانه صورت حاصل که بماند از نه حیات او نشان است
 در جز او سزا بر دفع و منت نمی کشد از تا قابل زمانه محدود و غیر محدود از نام آنرا هر دو هم
 غیره جو اشن نیست که سوره فی الجلاله است اگر فهم و انکشاف بشتره بجای اقرضی است
 بر هر کس فاکس می بود است که احوال احوال نیک بشمارید با بقدر زمانه و مکان و ملاحظه حاصل
 و امر و امور آنها به تفاوت ملاحظه کنید که با بانی از اوله زار اشلا متکرر که با بانی از اینجمله است
 اما باین تقارب بنده از خواهر و عمه و دختر خجسته زبانت و چه باید فراوانی در بر و سندی از
 دارد علی نه العیاس زمانه جاهل عالم ————— صبر تفاوت ملاد و همچنین فرقی
 غنوت و رجوت موهوبه است و تفاوت مکانی را در نظر بناید اگر اوست کسی عهدی از کوه
 و خانه کعبه این شیخ جعفر صلی را فرغش داد و بگوید کیصل فعل نه است که با صبر است
 شمار ایها چه تفاوت است می بی با باین از در این و صبر در است شده و صبر در صبره عصیان
 اندی بود بکار می آید چون انقدر شنید بشنود که هر چه سوزن بر تصدیق شناسی غرض حقوق و
 سمت است تقابل بر صورت و چون حقوق سزا در بر صبر نیست و اسامات بکارش را با باین
 نی و بگونه باشد که می اصطلاح وجود سزا به جمله غم آنکه و کلی حالات وجودی در این است
 و بنده از بر فرمان خود شنیدند که سرفرازی او نظر بر آن انکشاف فرستاید چه باید رشتی بود
 بهشتر و همچنان انقدر ملاد و مقبره فرست می با باین ز امر خود و او دره با پس خود بر کفایت کفار

toobaa-elibrary.blogspot.com

منارین مکتبه و صورت است یا گویم که چون بر من ایان آورد و مستقیم جلال حکام کرد و کافر کوفیه
 و از اقتدای سر و عجب که کشید آن سخن لغات بدی و این مستوجب تزلزل می بود و چون
 نباشد که احکام ضروری را نشان تو را کرد و لاف و کتبی متواتر گفت نظیر این گویم من با بیست
 شان از هر دو ابله بودم و در وقت غییم می گم و از هر دو کفار و بخدا ای الهی از هر دو بیایان طلب
 و فرخ بسیار تر شدی زیاده بود و تصویر این تصویران اگر نسبت که چون بر من سرای سعادت
 برست نمود و چهار دستم نیز احکام فرستاده بود و او را گویان تخم ایمان در مضرع و در شل
 مستم گرفت و بزبان حال نغمه سرخ بیخاک گردید که علی مالدور و کواکب استار هرین سلان نیز فرمان
 و از این طایفان مانده و تمامی احکام را صادر و همچنین کفکرات کفر انجمن از هر دو ابله گرفتند
 که اگر سعادت الهی باید از اول کفر بزیست برنده شود نسبت برای بر منان و دو عالم تا کفار
 تره همین نسبت را تو بیشتر بهر چهار چهره از نشان است با کجوه بر طرف کفر می گویند این چهره را
 دائمی از هر بر منان از هر دو کفار غایب من است عجب حکم با اهل است تا کافران در صلح
 بر هم نشود و افعال آن حکیم علی اللطاف از خاوند مکتبه بر بنفشه است اوقات الکاظمه بریم
 این امر مصفاک و عجب که مصفاک علی ساروا من منصفه سکه نسبت که نزد آن استسانی
 بجز خدیجه و دیگران نبود و منی از مردان مودنه از زمان از این نسبت بظهور نشان هم کرد و از خبره
 مریم علیها سلام و می از نظر برین مود که بنده و خرم نسبت شود و جز از آن می نی بر نه است و بنده و خرم

مریم علیها سلام که این نسبت هم در است جواب و می در دست یکی و می
 احکام که در بسته تخی است و آن مخصوص بنای علیهم السلام و دیگر غیر احکام شاد را بر نشان
 و این انصاف است بنده است و این همین قسم می باشد که در دست شامل و فریزه تخمین شانی در آید
 شریف وجود است که فرخ کجای با بیست تا این اشارات خیره را می در نظر از آن سخن می گویند
 از جود مصفاک علی ساروا من هم فضیلت خیر هم علیها سلام بر تمامی زبان عالم علی علیه
 و این خلوت مفیده این اسلام است بر نزد نشان بر کوشه سوره صولکی از منی ظاهر می شود
 و محبوبه شرواک این هم که در کتبه مشهوره علی ساروا منی است از هر دو بر افضل اند
 از اول این عجبان نسبت که بر فعل را از فرود و تمات و صفات خود را گرفتند
 اما از هر دو بر نسبت خیار جاده این نیز بر جنبه از این کجای نشان در کرب هم رکب عجز محبت
 و بیان تنهایی نسبته عالی است اما این فرموده است و بدان است بر این اندر گوش کجای بنو
 که همچنین فعل مصفاک و کجایی حسین و بر این چنین از دست است از بعضی بنای که مشهور است
 گو حسین و جگر عزیز با او فرم نسبت لازم آید از خیرش را ایسا جاره خود نظر فاعده مودره چنان
 علت اصفاک تجسس گویم چون کوه مسوی می باقیمر که ظاهر است که اول مسوی بر نایز خاص است
 نایم کجای نایز از هر دو نظیرین مصنونی که از اصفاک مفیده مشهوره خرم را به نسبت نشان
 جان نایز باشند نسبت زمان از هر دو معلوم می گویم که جو امیر باشد یا خلیفه او و دیگر بر اطلاق

toobaa-elibrary.blogspot.com

خودت بسیار دشمن از آن من نماند آن شتره نامی در استقبال جانیز بر مداره و دانا نغیر
خست نهاد انقدر بخوبم اصفا میری بنسبت زمان نماند حال مراد بشتره صبیح از نزد و مسلم
در کعبه رب نگره است در میان قبی اعاده و دفعه موم استراق در اده اعتقادی استقام
است که بنسبت کلام ربانی که جانوران بجز انسان است که باطنی برت بود و جو ملائکه فرقی بود
از غن قرآن انقدر در غیب بود و قاعه انکه که زاید از این چه پیشتر سخن مراد شعر و کلامی گشته
و بعضی قدیم در بیان صفاتی مانند زبان نغیر رب است و قاعه بجز در شیشه بود و جویان کوش
هر شش با پیشتر که کتاب بود و حق معلوم بود و با این غنا معلوم آسانی نمی که اگر سوزنی بیک
شش ششم نیز نظری نماند و او با وجود صحت بجز نظر شایسته نقصان اصداء نمود گفت همچنین است
که کیفیت نظر از آیه اشیا کبریه بنظر نماید و صوره اولی ضایع میر است و در صوره ثانی نقصان نظر
چون سلایم معلوم باید فهمید و از ایجاد آیه ششمی که در صحت نظری استنباطی از علم معلوم
سوزن در آن ضلالت گشته بود و در آن شش در ماضی چه هم رب از نقصان علم در شش گمان برکت
جهت که انجا در ششها فرموده از نظریه این ششها خارج کرده اند و در صحت و احمی و ان
کشم فی مین غا از صحت این استقامت سلب نمی بر همین اشارت است که گفته شد و هر چه معتقد
در اید و اول استینه شود و در این نظریه بری مضامین میاید که هر چه استقامت از خود بر حال ارج
بشتر بجز در بر میماند گشته بود بشتره تقوی امری است و حق صفتی است سوزنی که در صحت شش

tooba-e-library.blogspot.com

انتهای بنها شده بان سفته و اثرش بین نگرش و خود انکه برکت که چهاره دل را
بجز دارد و تا بجا سوزنی امر و استنباط نواهی بر او و آن سفته استبانی را هم شش صفت دیگر
در صحت است یکی الهی و دوم باطنی و مرتبه با قوه تقوی نام بشتره مرتبه با بعضی ایمان که بعد از فیه
در این بود مرتبه اول است همین قوه در صفت است که چون تقوی نغیر از کلام بر او مرتبه اول است
شش ششم صبیح و بعضی صفت علم که در انسان است و صفت بنامه مرتبه اولی و انسان است که در آن است
لطیفه تیره که در شش و چون این حکایت است که در شش نغیر از مرتبه اولی که با بعضی در او مرتبه اولی
چون شش ششمی است که در شش است که این کیفیت نغیر از خود و طلب ما نمود و از او اثر خوانند بنامه
استفاق از او در زمین لطیف نفس از هر چه است پس از آن نفس بر او است بر هر چه که بشتر
چون نغیر از شش ششمی است که در شش است که این کیفیت نغیر از خود و طلب ما نمود و از او اثر خوانند بنامه
یزدانی مراد تقوی بر امان نشان خود بخیزد و آن شش ششمی است که در شش است که در شش است
خود با طیفه نغیر برین صفت که در شش است که این کیفیت نغیر از خود و طلب ما نمود و از او اثر خوانند بنامه
صد آن در گوش نشان خوانند قاعه در اقصا آن استینه شود و در صحت استنباطی است
ان لغزین که خواست که علم الله هم علم شد هم لایق و چون لا سواد صحت است و از انکه در اول
تا امر یکسان بود و در احوال و تقوی میاید و چون در آنکه در علم بر اصل صحت است که استقامت است
در صحت است که در صحت نغیر از خود مستقیم و در این ماسته را با نماند از او نشان بر صحت نغیر از او

تو ایضا از ادراک کرده بانی که ایمان نمی آید پس از آن وجهش خود را شایسته فرماید که ختم غم علی عظیم
 و علی سحر و علی الصبار هم نشانه بر آنکه در حال مستی است چه اگر کسی قریب الی ادراک از نی است دیگری
 نشانی که در غیب است و در استیج سحر شبها نشانه فریب نیست حال الصبار است نشانی که با نوبت قره
 سحر که در حال غافله قرار دادند تقرب بر اوج که در نور و سحر با نور و با نور با نور قلب بر سر آمد
 که در خواب بود یا در غرض یا در خواب بود بر سر آمد یا در غم که بود با او آب بچشمین ادراک کردی
 نیز تقدیر یک چیز است بر هر دو در غم است و در غم است که با نوبت که در غم است که در غم است
 ادراک کند نظیر برین جمع در غم بر ادراک اوسع است و در غم است که در غم است که در غم است
 چه در کس که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 خود شنیده باشی بنام او در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 مناسب است یا نیز چه که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 ادراک بر تصور بر غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 اور در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است
 در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است که در غم است

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بصود و صلوة برب است سمرت نو بایر شست بر شش و در شش و در شش و در شش و در شش
 محبت خود ایستاد بر محبت دنیا و عدم غلبه آن بان کسی نفس را نفس آماره و نفس مطهره و نفس پاک
 تحسین و این میان ناز که تخلف و حدود ابتداء است مختلفه پیر و پیر و برادر تو انگشت و حکم و هر
 را با صفات خود هر کله و محبت تو ان نماز تقصیل این احوال است که محبت با ملائجه با نعم است
 که از کم خواستی بر این درون باشد که در حق تحقیق لغزش نه بر طلب است محبت محبت نفس آماره
 تو انگشت اگر بر حسب است عند الله و با حسن و نهاره و با نهاره و با نهاره و با نهاره و با نهاره
 محبتش بیاید بر الله است آماره با سوره و نهاره با بصیبت بود که از آنجا که از آنجا که از آنجا که از آنجا که
 است خیا نچه بری فریاد و الذین انما ارشدوا بناسد و بجهنم بر سر است که آن است بجهت
 انقبض السعد و عمل السعد و من عمل السعد استکل ایانه و غیرت محبت آب و نان غیر غم و غم

نفسانی در عواض آن در نهادم کشیده اند و در جمیع کدورت تعارض اشارات برود محبت
 انفس را میبوی کیلانت بیشتر که در این میلان و او توحش است یکی که محبت جانب مخالف محبت
 جانب موافق نمود تلافی نمود یافتند بلکه محبت جانب مخالف را فزونی از فزونی بخش و غلبه
 باقی باشد در صورت اول جانب اگر محبت مخالف است انفس را مطیع گویند و اگر محبت
 دنیا است فزونی کفر باشد در صورت ثانی یعنی اگر میلان یکجا است اما محبت جانب مخالف را
 از پی باقیست اگر میلان جانب طاعت است فزونی تا او به ما بیگت و اگر میلان جانب معصیت
 فزونی را تا که با خود گویند و در تفسیر ماده جان طلب است که در پیشتره دو در تفسیر ماده آن بشکر
 بزجر و توجیح در وقت نیانی که در فرائض و در محبت از پی تفسیر عواض طبعی معصیت کشیده و در
 دو برابر طاعت مطیع این بشکر محبت خداوند است بنابر امتیاز از تفسیر اول گفته که تا به حرکت حاصل
 اضطراب نماند بلکه پیشکش که گزاش بر من گزاشند دست با زدن خوانند این پیشتره که در کتاب
 انتقام بود و در هر دو که استعمال این الفاظ یعنی بر اصطلاح است و در اصطلاح بیشتر قبیل که تفسیر است در هر
 اینهم استعمال است بعضی بیگانگان معانی این الفاظ را بطور دیگر تفسیر کرده اند که در باب ما در تفسیر اصطلاح
 ما در محبت خداوندی و محبت ما را میگویند که در هر دو معنی است در هر دو معنی است در هر دو معنی است
 ایسان بر پیوست در معنی است ایسان است که انفس را در هر دو معنی است در هر دو معنی است
 یکی در هر دو معنی است که تفسیر است که در هر دو معنی است که تفسیر است که در هر دو معنی است

توان گفت که در هر دو معنی است که در هر دو معنی است که تفسیر است که در هر دو معنی است
 موافق آنکه گفته اند از اشرف از اشیاء است بر او به محبت دنیا یا طلب است در اینها بیشتر از هر شیء محسوس
 بنور اندر صورتی نظر بر حقیقت است تا که طیب گرم را بود با طبع گوید و بر این آن الفاظ را بیشتر از دیگر
 اصیقت شناسان انفس را طبع ماده را در هر دو معنی است در این الحلقه با طبع طبعی که بیشتر است برین
 تفسیر معنی است و در این معنی انفس را طبع ماده بود و فزونی بیشتر در این معنی است که در این طبع را
 نظر ظاهر شود و این اصیقت بر اصیقت اگر این طبع را بقدر طبعان محسوس انفس را طبع گویند
 منافق آن نیست که این حقیقت است با حقیقت انفس را در گفته اند به حقیقت که اینها را انفس را طبع
 قبل نیست در هر دو معنی است انفس را در هر دو معنی است که در این معنی است که در این معنی است
 او شان طبع بیشتر بر معصیت ایشان قبل نیست انفس را در هر دو معنی است که در این معنی است
 بی الهیانی محبت در مذکور است در اشرف از اشیاء است بر او به محبت دنیا یا طلب است در اینها بیشتر از هر شیء محسوس
 معصیت انفس را در هر دو معنی است که در این معنی است که در این معنی است که در این معنی است
 معصیت بطور دیگر که در هر دو معنی است که در این معنی است که در این معنی است که در این معنی است
 و اسما علم به احوال الموضع و احوال است بر حسب سوال هم تفسیر است در این معنی است که در این معنی است
 بشهادت امارت شیمین است است اگر از ارباب خود منافق معلوم بودی این امر بر وقوع است
 و ظاهر است که در هر دو معنی است که در این معنی است که در این معنی است که در این معنی است

toobaa-elibrary.blogspot.com

از قرأت قرآن بازماند و بدینا میر که پس ازین حفظ شکر که در غم است می توان گفت که مصداق است
 و انصوات تیج انصوات همچنین اگر کسی با بزرگ یک تیر یا ده باشد و بجز قرآن نام مناسبه قراة
 بکرات و مرات همان یک آیت یا میخواند آنوقت هم قرآن گفت که مروتی متعلق نماز پیش از آنکه
 نماز کند و بکشد اگر در آن عادت است او خود معلوم باشد که از تقسیم قرآت معلقه نماز و بهیچ
 تکمیل خوبی حاصل میگردد و سلم آیت مذکوره بود اگر او بدینست بود که بعد از اتمام این عمل میسر و اتمام
 دعا و نذر خوشی و ادا شدن بکرات و مرات تلاوة فرموده و ظاهر است که این نماز در صورتی است
 مسوومه است و نماز تقنیات آن آری نماز مذکور مسوومه وقت مجزوم است این مجزوم نماز نماز
 بان تا بهیچ برسد و در غم نفس سلسله اش را در این غم که در خود نماز عادت بفرم و منق
 قرآنی و مخالفت کون مرتب متعلق به نماز است چنانکه انظر کم این عبادت است و این مجزوم کرده
 از محنت آن مغزین اگر کسی با او در نماز عادت قبل از نماز متعلق وقت انگشت آن از مغزین اصل
 مبارک اولی که بر کمر او بماند و بهیچ آن نیست که وقف از موقع وصل و وصلی متعلق فصل
 در نفس قرآنی همچنان محنت که در کوی زیادتی الفاظ فعلی آن بود که کسی نمیداند که از فصل صورت
 آن تفرقه منعی بود و همچنین از فصل فضیلت تبصره و پیش آید و این تکریر از لغات بزرگتر زینتی
 است که چون رسول الله صلی الله علیه و سلم بفرمود که قرآن که این پنج کلمه تکریر در او داشتند و در کتاب
 شان نگار است چون در او بود و در آن تکریر میفرمودم از قرآن تلاوت کنید که بکتابت او قضیه

شده و در حق متولد شده و در حدیث صحیح آمده است که هر کس در نماز پیش از آنکه در نماز متعلق
 الحاق و در آن مجید بر او با کمال ابرویم: بی اختیار در شکر است از جز آنکه در مغزین کوفتادی
 مغزین یکدیگر بکشد و تسبیح نماید و میفرموده وقت که در آن است و در نماز است و در آن است
 شادان حدیث آمده است که روزی رسول الله صلی الله علیه و سلم مجامعی فرموده بود و در وقت صلوات بر او
 حفره ابو بکر صدیق رضی الله عنه امام کوفه نماز پیش از آنکه فرموده بود که رسول الله صلی الله علیه و سلم فرمود
 آورد و بعد از اطلاع ابو بکر صدیق دانستند که حفره رسول الله صلی الله علیه و سلم نماز پیش از آنکه حفره
 رسول الله صلی الله علیه و سلم به فرمودند که بجا میفرمودش حفره ابو بکر صدیق را دست شکر باشند و صفت
 رسیده حفره رسول الله صلی الله علیه و سلم بود که فرموده است بعد از آنکه بر او صلوات در یکدیگر بخورد
 رسول الله صلی الله علیه و سلم در آنکه در این است این خبر صحیح ابو بکر صدیق میخواند و فرمود هیچ لغتسانی
 بجز این خود که حفره رسول الله صلی الله علیه و سلم نماز پیش از آنکه نماز میفرمود که در زیاده
 از این چه باشد که خود رسول الله صلی الله علیه و سلم اجازه داده و در شاد فرموده که بجا میفرمودش دوم آنکه
 مقدما نماز است و تقسیم اصلاح که پیش از آنکه بنام امام خود روست آری تیر است که بر تسبیح اگاه
 پنج چیز است این تقیه که در نماز شاد بر آن شاد است مگر چون محنت است و تکریر ایام خود و بجز اولی
 جا نماز باشد لغت قبیل این حال تکریر است فضائل نمازی که امامش خود رسول الله صلی الله علیه و سلم باشد سننی
 ایسان نماز است و آنحضرت که هیچ وجه است رسول الله صلی الله علیه و سلم در فرضیه نماز است که کسی نمیداند که

toobaa-elibrary.blogspot.com

اول است از فرض نماز نیست باز است حضرت رسول ص و مسلم و انجیلان نیست که بر کس را
 میفرماند که با این تعلیم عام بخواند آری قرآن شریف را چون بخوردیم دانستیم که همه
 قرآن لایق آنست که در هر کس فرض کرده شود چه قرآن را بعد از نمازها و جواب
 اینها هر اول مستقیم نیست که در همه اول باشد و آنکه کتابک فی قسم صحیحی است یعنی خطاب
 فرموده است و دانستیم که متعلق ما بر آن فرض است یعنی خوانی به نسبت مستفیدان بود و بر این قرآن قرآنی
 بلاغت ضلعی می گویند اما در هر خود انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا
 بود باز که جو علم این ان تصور قاری میگویند که انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا
 قرآنی چشم انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا
 بر قدر که خواننده شود به فرض باشد انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا
 امنیت که کم از آن است انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا انرا
 بر قدر که اتفاق افتد بحساب فرض می شمارند و تا فرض کلمه از فرض قیام در آنکه سبب به خود
 حقیقی آن میسازند نظیر این اسلحه در مقدار سه استیم ایس زمان مستند است بود
 و اسلحه ایقدر که در شش بار سوال ناست که یکبار نظیر آن دیده شده بود و شش بار
 باز که بعضی تعلیم است بحال که در سوال نظیر آنست بظاهر سوال از آسان و در این آسان
 بر آنکه نظیر این حرفی چند بار فرض کنیم که همین دلیل است انرا انرا انرا انرا انرا انرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مگر چه بهتر بخونیم که کلمات از طرف مستفیدان خالی از کرامت ذاتی نیست چه اصل نیست
 که امام علی علیه السلام بنده مستفیدان اگر این مصدق اصلاخ نماز عارفی این که در تم نیکو و در توبه و توبه
 لهذا مقصد و مستفیدان ساکت باشند در اوست ما خواننده از قصه است حضرت صدیق اکبر
 عزه افتخرد که این اول بار اتفاق افتاد بی آنکه در این باره حضرت رسول ص معلوم بر این بود
 باشند سببم خود کاری که در آری در حدیث چون ما گفتیم که در حدیث که با یکدیگر
 معنیهم مشهور و در هر داده میشود از فرض انحال اتصال صافته سبب و عدم که در حدیث
 استیلا نام است در هر صافته سبب است و آنرا خود نیکو کار است که در حدیث که در حدیث
 نیست که اتصال فساد و توبه است بجز که در حدیث که در حدیث که در حدیث که در حدیث که در حدیث

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال است از حضرت بن عباس علیه السلام که آن حضرت را چه بود که او را با برادرش محمد بن ابی بکر
 بنحو آنکه آن جناب بر وی خوار گشته و سب آن جناب را کرده است که آن حضرت گفت که در صورت تقیید از خود
 از من که گم کند اما ساطع بن ابی اسحاق فرمودند که در این که شهادت از جناب آن رسول صلی الله علیه و آله
 فرمود که در این نظر و خطبه فرمودند که این فرزند جناب سب بر سر است یا نه سوئی که آن مشرک
 این است فرقه قدری را گفت که در این سوئی که گم کند که گم کند و سب است چگونه که آن فرقه قدری
 است چه این که حضرت صلی الله علیه و آله فرمودند که این سوئی که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند
 جناب عزیر است یا نه بنوا ابراهیم جواب بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین بسم الله الرحمن الرحیم
 و السلام علی خلیفه من خاتم النبیین الودیع و الوفا و انما جبرئیل علیه السلام فرموده که بنده منم که گم کند
 این سوئی که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند
 وضع یکی از تو با خصوصیتی ندارد و نظریین تخصیص آن بنده گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند
 کسی است که با اهل بیت نبوی صلی الله علیه و آله هم سرو کار می دارند و طایفه برین سوئی که گم کند که گم کند
 نه خصوصیتها که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند
 را بعد از آنکه نبوی صلی الله علیه و آله هم که هر قاری غمزه صلی الله علیه و آله هم که هر قاری غمزه صلی الله علیه و آله
 مدار باشد که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند که گم کند

آن کسان بیارگشت یا در ستمندانشان از ایشان و میباید خود حفظ کرده آن می بود هر چه بود که ازین
 نقاب برودش خود ستمند تعضیل این کلمه کلیدی کتب است نیز بقوه قوی و قوتی محلیه است بیشتر با خود
 و است فهم بر او اینم بر او علم و لایک و بعد از علم و حکامه نیز کسیرم و غیره این است با اینهمه بیشتر اند
 چه جلالت آیت تعظیم بکلمه با بر اتر شد و بر تزیین قوه تلخیص و بر اتر کرد که اشاره بر تزیین علم
 نیاید بر اتر اشاره است که از کلمه یعنی یک کرون است و نیز وجهی است نشان است که از کلمه ای تا
 بقوه علمیه است و پس نظر برین نکته یعنی پاک نمودن هم از آن قوه عملی است تعضیل این است
 کتفه علمیه باشد بقوه علمیه ذات خود و با علم است از تمام جسم ستمند که ستمند و در علم و در علم
 در ستمند که از آنجا که در علم و عمل از هر ستمند است و بیغض و بیزاری آن غرضه نفس را
 در ستمند هر چه ستمند کمال که با قوه علمیه باشد که ستمند در داخل نفس علم اگر ستمند است
 سوء مفعول است و ستمند است و در ستمند است بر او تحصیل علم که از آنجا که است و است و در او
 در علم و ستمند است که از این که برین ستمند است و در ستمند است که از این که برین ستمند است
 ستمند است و است و در او را ستمند است که از این که برین ستمند است که از این که برین ستمند است
 توانست که دستکها را بر آن هم تعظیم نیاید و است و در او اگر انیم است که نام فاعل حرفی علم
 این است توان است در قوه علمیه هر چه که باید بر طبیعیه و احد است اگر ستمند است که در ستمند
 فاعلی باشد میاید که بر عالمان و علما و انما که باشد نیز بر علم و علم در احوال انهم ستمند است که ستمند

toobaa-elibrary.blogspot.com

و در این مردم لوم است که چون علم بر ستمند فعل قوه بمنزله طبیعیه و احد بر آن فاعلی است عالم
 نیز ستمند و احد خود را در این عاقله و تباین شبیه و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند
 تباین از قسم تباین نوعی بود یا شخصی و در این تعادله طبیعیه فاعلی بود یا تعادله نفسی است که ستمند است
 و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند
 ستمند و در احوال تباین کن تعادله نفسی فاعلی از ستمند است که ستمند است و در ستمند و در ستمند
 عمل و در احوال ستمند و در احوال ستمند که در او می ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 لازم است و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند
 لازم و در او دلیل تعادله و جملات لغوی است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 الامم بود که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند
 عمل بود میاید که از نظر علم که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 امکان هر چه ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 باشد و در ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است که ستمند است
 ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند و در ستمند

که صفا صغیرا معلما هم چنانست که بود کس نیز که در نوک آب هم فرست تقیضش از صفت خود
 نه بر گزیده آری لافرق بالادست مستقیم و طبیعت خود آمده یکی آنکه فرود بر خزان را بود و در صفا
 مستعار است دوم آنکه بصفت تشکیلی که نشان آن تعبیر است و در تلامذات است این صفا
 در سخافی که در اصل بود تالیخ فرست سر در فرق در جواب مکان و قدم و صورتش آن فرق اول است
 که در اصطلاح قوم باقیست ذاتی و عرضی ترش کند و مسلم در نشان است که در فرق ثانی
 است ظاهر بی جویست با هم فرق در جواب مکان و قدم و صورتش است که در طبع خود بود چون
 فرست بی صورت که در نشان صراط معلوم حاصل بود اول هم بر طعم و عمل شبانه پیدا کرده و هم در خود پیدا
 فرست که در لایه در صفت سخن اول بود که در این فرست که در این مسلم سخن بی معلوم است
 اتصال که در ذاتی تقویت معلوم نایک بود که در فرست همان بر بر زار خا در تفرقه و در با کوه است
 در صفت کلماتی که در ذات یک صفت است از جمله اولی در صورتش نایکی پیشین حاصل نماید
 اولی در آن فرقه میوز در کوه علی و در سینه و گفتن لازم که در صورتش در فرق اولی در کوه
 خود در سر در صفت آن در سخن اول آن که در صفت است آن در جواب است مثل میان سخن
 در کوه است نشان طهارت و در صفت مثل آن امینی بر آید و در کوه صواب است جان حاصل است یا
 که در صورتش آن فرود بی خیانت است نایک صفت در سلم نظرت تند تیزه علیه علیه علیه است
 در نیمی که آن صفت هم چون خود کار بود به تفرقه صغیر بود نظری در آن است که در بر طهارت

سلامتی گذارند لیکن بر تهنیت قوه طایفه بجز از قرآن اگر بی نظری نماید که تباها تکامل شش نشان
 او فرموده اند البته بر تهنیت قوه طایفه خود صاحب قوه طایفه که حیاست تا با بغیض افروش
 از ادوات خمیده نیز در ادوات سپین نیز غیر از قصد بر کتاب اسباب همان نیز صحبت
 صاحب ملی باید که رضا خود اور رضا معلومی در چشم مرکب بود جهان ناخته باشد تا همین
 صحبتش هم آری نایک با بغیض صفت افروش نام افشار نیز بود هم بزرگسان صاحب حال بود
 ظاهر است که در نایک در حفظ تهنیت صفت ملی کافی نیست در نایک افروش گرم سازد و آب
 سرد نماید بر گرمی سردی کافی بود که ظاهر است که این علم نقد با صفت طلب و آتش شود
 که آله گرمی سردی است خود آله لیکلیا در قرآن شش همچنین اینجا نیز در غلط و مالک گرمی حاصل
 سمبلیکی و سپین بیکی احوال از ادوات نبوی است اصل بر علیه و سلطه خاک را شواقل گفته قرآن
 اند خاتمی بیکبار اندر بال شده میزبان لازم که بر کس نایک از تهنیت نبوی معلوم هر مانده مانده
 کس نایک باید که از معدن قوه سرد بوده باشند امینی بر لیکلیا میاید که اولاد با جاذبه قوت
 و آثار بر غیره با صفت معلوم که در شسته اند بر فرج تابع اصلی شش در اولین صفت مثل
 خاک بود که در کوه گرم بر کوه و از وجود و از آبی لوی نایک و از آب و همچنان در بی آدم که
 بمشاهده صفت انسان همان که کوه اولی در صفت و در صفت هم حکم باشد در تفاوت اطلاق
 که در اصل تفاوت نشان می شود امینی ارواح است افروش در آن تهنیت است که در صفت

اولاد و محاربه و غیره و علم انشراح و کتب معتبره و کتب معتبره و کتب معتبره
 قرینه اولی که قرینه است بر این است که اولاد و محاربه و غیره و کتب معتبره و کتب معتبره
 نشانده باشد نظیر این که با این مسئله این بر این که بر این که بر این که بر این که
 گذارشته است لیکن این نوعی مخصوص است که از قرینه خود با خبر از این خبر کرده است و جواب
 خبره سال نام او نشان می خوانم از این خبر که گفتیم نیست که سقط استاده احکام طبعیه
 همین است بی پایه است و علم طبعیه که در باره علم احوال اشکال متعدد در طبعیه است
 در این که در اول کتاب از این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 اعتدالی و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 باشد و وقت نشاء طبعی آنها بود و معتدبا با نام از نصب بی توانی و قدره در این است که با این خبر است
 اجمالی سال تحریر کتب سبلی در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 اول متشکل گوش و بینا و اگر بهائی میسر و سلمانی خانه فرود آید اگر کم او تنها با تمام تمام
 بگویم و احتیاج بکار کم در میان است این اگر در هر اول پیشی و دستاوردی کشنده حاضر
 بره بینند و او بر این فرود میاید که در میان بکار آنها اگر گفته می رود شش قدم بود و این خبر
 لیکن اگر به از اشکم بره به در میان است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 موقوفه کانی است که در باره او بر این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است

toobaa-elibrary.blogspot.com

نام دیگر فرزند است که اولاد را بر حسب وقت و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 عمری را در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 برین محل فرود میاید و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 شبها نخل می جامع علوم است کانی است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 فاسط من الله علیه بر علم سوره شسته انقدر فضا که در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 همچنان بود همچنان در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 شفقت بوده بود فرود در شرحی و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 المکتب کم و نیک است حکیم نیتی بهر لغت معنی باشند لغت باقی تا از این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 حاوی بود علوم بود اهتمام نویسی علم بر این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 مورد علوم خود شبها نخل می و فرود میاید و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 انشایات که با این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 که علوم فرود برین حکم در مقایسه و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 جناب شخصی است که با این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 مایعین تعیین حکم باشد که با این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است
 و شوق ثابت که در این که با این خبر است و در این که با این خبر است و در این که با این خبر است

و اتباع و غیر هم تمسک حکام لا اگر ضروری بخدا بر من معنی آن این باشد که هرگز در افعال غیر مذکور
 متابعت مندر بنیاس مع لای غیرتیه و در جواب دستینه و استجاب حرمت و کراهت ترک اولی
 جواز متابعتی بطریق کشنده که منکرانند که این معانی است گرامین از ضروری بودی نسبت به خدا و محمد ص
 که چون کسی بر سر راه من و من غیر او باشد و او را با او اسباب و تشبهات و انی الین و سلم الین من استبطونه بیکدیگر و بیج
 بود چون ضروری باشد که مردم اظهارش نامحیی از تشنه بود بگویند که او را بدانند همه مردم به رو
 اجماع موجودند و همچنین تحقیقات تطبیق و معقین میورید لازم که فدرات منصات امیر بکار برده اند
 مرتبه ضروری فرزندان است که منکرانند که علمات منصات معتقد بر انصافت های انصاف و انصاف
 است و به یکبار تحقیقات و تحقیقات فکرمه چندان ضرورت بیان یافته و مسوده و کربانی و
 جلال و کرامت خدای جل جلاله و تکریم الهی استبداد و انصافت زیاد از آن میجوید و بدان که کانی
 که نیز گران و کرامت اند که بر نهاده شود و حق انعام عامه بجز نوزده ای است و در حق منصف
 بیفتت در اظهارش بر سر باقیه زیاد که معتقد برین عقاید و منقول این حکام که است و کس که
 خود که کرده و سزاوار نموده است این مسلم هم نفوذ است این نیست و منی است که تکریم شخصی
 و تشخیص مناسک یا بر وجهی که در کتابت و در راه و دهانه کرده شی و در این منصف
 او نشان نموده و نیز در غیر است علم بسیار منصف است که ضروری بود چون انصاف
 شود و بر این بر شنبه با این عدم ضروری بنظر اینده هم ضروری قرانی است معقود و کلام خود مکتور

که مانند تکلیف و صغیره نیز قرآن است و ستاویز محمد بن زین العابدین میان اهل بیت با هم
 اینجا رنگی مشتبه اند و در انی تارک فکام انقلین مغرود انی تارک فکام انقلین مغرود چه
 قلع نظر از آنکه انخیال مناصت میان تکلیف است که علوم اهل بیت با هم در این معنی بودی
 علوم عمومی معلوم است که هر چه که در انصاف اعتبار است و ضروری که بر این است
 که اعدایت نیز قرآن است و بنسب انصاف انصافیم معتقد از او که در علم است علوم
 این است هم معنی علوم قرانی باشد نیز دیگر تا علم نور اگر است این علوم را در خوب
 علوم قرانی نمادند و همینستند از انی تارک فکام انقلین مغرود و چون انصاف است
 قرانی در باره علوم باطل می شود و با هم با هم عقاید و علم ظاهر است که قرآن باقیه میگوید و در
 این عقاید اعمال بجز بر نهاده است و در کس است و بنسب هم بنسب انصاف است که
 نیز استند نیز بر این راه هم در انصاف نیز و کلمات قرانی در هر قرانی که باقیه میگوید با هم
 مصلحت آن خواهد بود بنسب علمت طریقه و این لیکن این جزئی است که علم کل مفروضه آورده
 عرض خود در جواب کل و تارک و دلیل این است با کجور است بر این که با ما نزلات و تحقیقات است
 کلمات باشد و در کتابت بنسب در راه و در وجود کلمات همه است و در وجود کلمات
 علامت است که این معانی علمت بر این بنسب کلمات خود کرده و مصلحت
 آن عقاید و حکام است که محمود و در اول اصل است که علم است که در هر بنسب مخط

toobaa-elibrary.blogspot.com

کارباز از اموال طایفه قوه طایفه بود تا آنکه از معلم علوم غریبه تفسیری بوقوع آمد و ما شناخو کا
 کار آفتاب نیست که عالم را نور برین کشد با اینهمه اگر کسی غریبی بنماید او بکند کار او عطا نور نیست
 توفیر عالم است و برین مقصد حکم و انما معذب من تمی تعذب رسول توفیر است و توفیر غیبی است
 نور بصیرت نور نیست در عین حکم بر یک کرم کار فرمای قرآن علیه السلام در صورت خلق قوه نوریه نشان
 نیست در زمانه نام منوال و در حجاب و کفر و فسق از جهان بر خاستی و این استحقاق مقصود که میگوید کم
 انما احسن عبادان فرسیده بود و بمقابله بی آدم این استحقاق نشان نیست تا به حقستند نشان نه
 نوره و لکن طایفه است و تری بر عیال نیز در یکبار نیست با لیل و نجره به عاونه استی امیر و قرآن
 آمد و انما طایفه سلطه دارند و بهدایت قرآنی همه را بشناختند او شان را در باره علوم ما حاضران
 که نشانند که با این نشان کج طبعان صغره خوبی است و سلطه علم غریب غنیمت ترش است که با
 آری گویند تیره ترش می رسد حضرت شیدا او تعریف خلاصه صدیق تعالی هم زمانه نماند کتابکار
 تعلیم او نشان فرموده و هم تری فرموده و شفقت کار فرموده و کفر و کفر و کفر و کفر و کفر و کفر و کفر
 از تمام جبهه و شفقت بهای کج طبعان علوم در باره صغره محمدی میسر می باشد و شفقت است که با تمام علوم
 و ابد عالم جمعیت تعالی اینک میگویم بقدر فهمت مردم صغره فهمت زیاد با این
 چه گویم که اینهمه کفر نیست است و در زمانه کفر با مردم کجاست جو است سال دوم
 خبر و از آنکه اگر لاریه است این است موجود است که از آن خبر تعالی زانی می گوید

معلوم می شود در این رشته خلافت او شان جوید است اگر از لفظ خلاصه میانه که در آن حدیث
 است خلاصه را شنیدیم که هر چه را در گویند چنانکه مقتضا است مسافت است ای لفظ خلاصه او
 و اقتضا است سابق و لفظ امام است آن وقت که بعد از آن مرده جنود است از شهر وجود
 با وجود حضرت امام موجود است استقامت خود را به دست و اگر شما را انما لفظ ضمیمه امام دلالت
 بر حکومت دارند از خلاصه و انما مطلق حکم را در گویند در تعالی نیزه او شان هر چه نیست که در
 صوره وجود او شان را مقتضا این خبر در تعالی این مرده آن حضرتی خود را بود و یکبار نیزه آن
 باین نشانست که میفرمودند که تا خون سال مین قوه و قدرت خواهد ماند که موی حساب قبا
 عزت مین وجود معنی فطرا هم مثل خلاصه را شنیدیم یعنی اصحاب ایضا باشد و جو است سال دوم
 معتزله نکران قیامت عاونه در پی بپشت افعال اختیاریه مخلوقات نمود از این سبب این معتزله بنده قوه
 خود را در نظر برین مصداق تقلید میجو او شان که با شکر از خود اصحاب این قوه را می دانند و از این
 تشبیه میگویند که در حدیث است که در آن است خود را بر این راه است جو برین با نظیر مقبول و خاص غنیمت
 که سائق خیر و از آنرا بنده شد و خالق شکر هم برین با آنکه شکر شد و معتزله که با سپاس او شان
 با نظیر تعدد خالق را قرا کرده اند که خالق افعال مختار است که قسم آن است صدرا شکر نامند و
 خالق افعال اختیاریه کسی قسم است خود را اختیار شده با اینهمه در بسیاری از روایات بتصح آمد
 که قوه بندگان قدرت و پیداست که همین اقتدا بقسم خلق افعال و خالق و توفیق که در حدیث آن

toobaa-elibrary.blogspot.com

بوجه تصور فهم که افاضت محل خداوندی قیامه موجب انکار تقدیر غیر از تقدیر حق است که متعلق
 این لقب بهرین فقره و ابداع شان اندر جواب سوال مابین لایب عمل افاضات کلیه
 خداوندی است که حاصل خداوندی نیست که حقوق در اعمال و احوک و حقوق و بیانی که کار
 باو شان است نه در نه نما بود بود بود بهر این امر خود و حقوق برحق اولوک حقوق تعالی
 او شان است اگر چه کسی مانند که مالک ملک متعلق حق تعالی است پیش مالکیت او تعالی مالکیت سلا
 مالکان نیز مالکیت است بر این مالکیت ملک است ملک است ملک است ملک است ملک است ملک است
 بهر این صریحی دلیل است روشن بقیامه از انیکه حقوق ایجاد است بر ادم از ان نیست که کسی بگردد
 کسی نهاده اند و اجبر و استعجاب و باج و شتر می برد و دست کش لیکه گران و چون این است را حکم
 لا قدری ایست که تقرب که نفع با نفع رسان می بر بویست نه از ادم شایسته است که است م
 میان باشد حق تعالی که حقوق را حقوق ایجاد و حقوق وجه باینه شایسته است بر حق تعالی
 که است کشش کی لیکه بر حکام و در حکم تهر می کرد و دست اندر دست و بر این
 میباشد معابد ایتیم حقوق تعالی است که حقوق تعالی اگر تقرب از ان کرده خود زیادت
 مادم از ان استحقاق خدا را از افاضات غیر اگر چه بر مبر قدرت علی بن ابی طالب در خیرت است
 و گره زاری و محرومیت از بهر فقره شش در یکا خود می اندر از ان هم اگر چه بر مبر استحقاق خود
 مگر این استحقاق از ان است که با بهر او که تو زنده است و ان بهر او که تو زنده است و ان بهر او که تو زنده است

و کبر و مایه شین که خداوند عالم را باج و شتر می اندر از ان هم اگر چه بر مبر استحقاق خود
 و صورت توان شناخت که استحقاق از ان بهر فقره شش در یکا خود می اندر از ان هم اگر چه بر مبر
 از ان فرشتگان است که نفس مانند که باج و شتر می اندر از ان هم اگر چه بر مبر استحقاق خود
 اصحاب مع و جانشان از نفسین همچنین اجبر است بر محتاج لیکه گران و در عادت صورت تعجب
 مال امر استیجاب مال داغ و فقره بر مبره حال نبی آدم نیزه بود لیکه از این میان که گرانده
 میرفتند از فقره حقوق تعالی در مگر کم در کار و رسد ان شایسته است
 تصور حقوق تعالی در ان نگاه نیز باقی است که اقتدر خود را در فقره خود را در مگر کم آن
 تا دل را با جان مگر همین انجمن است که حاصل ان باشد که هر که است این شایسته است و در ان
 از ان فقره و هر که در فقره انمایه تصور بر مبر در ان شایسته است و در ان فقره خود را در مگر کم آن
 غایب حق تعالی در فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است
 خفیه شایسته است و در ان فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است
 در ان ایست مابین هم سیلون ابر که در ان فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است
 گفتن در فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است
 از جواب سوال مابین اهل عقل و مابین شایسته است غایب حق تعالی در فقره شایسته است
 از جهت تعالی اندر حق ملک علی که در ان نیست که حقوق تعالی خود و خرد ان و جبر

سلامه اهل اسلام و اهل انجمن است از ان هم اگر چه بر مبر استحقاق خود

toobaa-elibrary.blogspot.com

مفید بود و در زمان که مانع بود باقی ماندند که کتب علی غرض ازین جهت است که در وقت تشکر فی
 فیضین دلیل کمال غرض نیست جناب عالی در جواب محقق را که فرمود حق تعالی باریز موسی
 در جواب علیه ضرورت است نفسا آری مطروده پیش ازین است که خداوند بفرمود خود آنرا
 کرده که چنین غرض که در کمالی نامحسوس است که که از نظر جبرش اندوه مترواک نمیدارد مخصوص
 رحمت بر او در جواب محقق هم حکم عدل است و جواب بود اگر در جواب بی بود بود
 و جواب بی بود و حقیقت دو معاد منفرد و خود منفرد اندر بی که بقضای هم سداک غیر و قضاء
 از احوال معانی کماله او تعالی است همه احوال و معنی بود بی معاد برین موجب محقق کمالی
 اگر در احوال است آن کماله معنی است که کلید او تعالی آورده و اگر خود او تعالی است از خانه
 انرا هم فرموده اول از این است مالتو برتره و در جواب بر معاد و در جواب هر از این است که در
 صورتی خانه است امور و چیزها را آسان فرود جواب سوال ششم هر چیز که خداوند تعالی
 بفرماید معنی کرده و بعد از آنش را آن زمانه خاص کرده از این تخصیص تعیین سرشته اختیار
 از دست آن مختار مطلق برین نمی بود آفرمایه تعیین جان اختیار مطلق است که انانی
 است از صفات کماله و در کماله او تعالی است تعلق صفاتی مثل ما بره و صفاتی دلیل
 تحقق گوشت است علاوه بر ذرات آن پس این صورتی ممکن است که او تعالی آن چیزی را
 در آن وقت بر آفرماید آری بهترین علم فعلی جانب قوی را ترجیح داده نه آنکه عدم قوی را

موردی که در آن کماله او تعالی است که در آن زمانه خاص کرده از این تخصیص تعیین سرشته اختیار از دست آن مختار مطلق برین نمی بود آفرمایه تعیین جان اختیار مطلق است که انانی است از صفات کماله و در کماله او تعالی است تعلق صفاتی مثل ما بره و صفاتی دلیل تحقق گوشت است علاوه بر ذرات آن پس این صورتی ممکن است که او تعالی آن چیزی را در آن وقت بر آفرماید آری بهترین علم فعلی جانب قوی را ترجیح داده نه آنکه عدم قوی را

toobaa-e-library.blogspot.com

از حسیه اختیار بر آن کشیده معاد برین یک احوال معاد تعیین علی معلوم این مقام است
 که خداوند بفرمود در وقت ظهور آیه و خداوند بفرمود در وقت منفرد ذاتی و قوی آن چه
 منفرد ذاتی وجود را که جانها در جواب ذاتی است ضرورت که ذات وجود و تعلق خود بیان
 خود را که موضوعات در صفتها خود را خود را خود را پس مثل اربع زوجیت را نوشته فرود تر
 مگر این امر منحصر در ذات معلوم ذات او تعالی است نیز که وجود هم مثل دیگر صفات او
 خالی توان شد که مثل حراره و نور و غیر او صفت محسوسه باشد ذات بر صورت برادر خداوند
 بودی مطروده اوقات انش بی جنبه ماز خارج برت است زیرا که در برگ هم درین مشایخ
 می کنیم احوال معاد برین احوال معاد است چون بود نیز معنی ما به الموت بود که از احوال
 است در آن اشتقاق موجود را چه معنی بود احوال معاد برین احوال معاد است که در آن وقت
 وجود ممکنات از خارج آمده در آن احوال معاد است که می بود که علاوه وجود خود ذات ممکنات
 بودی و از آنجا که معمول از صفات مختلف شود لازم بود که معاد آنها ممکنات برسانی غرضی هم
 انانی بودی در هم لایمی معلوم از صفات آنها جان ما به امیر است که بی با از او که می گفتیم
 و ظاهر است که معاد این نیز معنی وجود نیست که آن خود است و بعد از وجود است اگر گفته
 نیز که خاص باشد تمام باقیانند میس که لحوق چیزی بی چیزی خود مستحق اعتبار داشتن
 است و از آنجا که لحوق نسبت به احوال است میباید که عاشقین این نسبت قبل تحقق نسبت

بطور عینی نیست تحقق در آنستند انصاف صورت وجود و قبل وجود لازم خواهد بود بر اینست اول است
 که این که اتفاق این محصل بر او را وجود از محمول است الحق خود با موجود است سبقت وجود
 نمی خواهد بود تحقق عینی قبل نسبت لازم بود ویم سیکه مایات ممکنه از آنستند اصیبت و محمول
 نه آید وجود از آنستند مایات محوره در نه موانع که وجود از آنستند اصیبت مستفاد از آنستند
 آنستند مایات محوره که حرکت جاسان نشینند که خود حرکت نشینند فرق که سبقت فرق
 آنستند که یک طیف با لذات آنستند مایات محوره که یک طیف با مایات محوره از آنستند اصیبت
 وجود نشینند از آنستند مایات محوره که یک طیف با مایات محوره که خود در تحقق خود محتاج
 دیگران موجودند و دیگران محتاج بود و ظاهر است که این عقیده مقید خطا است اطلاع وجود بر وجودات
 خود بود بر حقوق وجود است و ایند مایات کامل بر وجودی که وجودی مایات ممکنه از
 اعتبار مایات از آنستند اصیبت وجود یعنی مایه الوجودی هستند و این بیان بهتر که تعلیقات
 از ششمی موعود که موانع اند از آنستند مایات محوره از آنستند اصیبت از مینمی مایه الوجودی هستند تحقق
 آنها قبل وجود خود و تعلیقات شدنی که تحقق تعلیقات نور قبل از نور محال است و متعین از نقد
 واضح شده باشد که موهوبه تحقق حاکمین قبل از آنستند در جنیبات آیینی از غیر نشینی از شمع
 و از آنستند با محمولات ممکنه مصدر وجود یعنی مایه الوجودی هستند مایه الوجودی از مایه
 است یعنی از وجود محمول موهوبه در آنستند مایه الوجودی و این صورت بر اینست که از آنستند مایه الوجودی

گزارش خواهد بود و صفت خارج بر صورت که در واقع با لذات باشد اصیبت لذات از مایات
 شده باشد موهوبه تسلیم نام که با وجود ذاتی چنین مایه الوجودی که متعین از مایه الوجودی است
 وجود باشد و با مایه الوجودی مایات محوره در آنستند مایه الوجودی است که متعین از مایه الوجودی است
 لذات باشد و معلول از مایه الوجودی است و لذات موهوبه است و موهوبه است و موهوبه است و موهوبه است
 موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 همان حال خواهد بود اگر مایه الوجودی در واقع ارتباط و وقت سبقت بود بر مایه الوجودی است که موهوبه است
 که یکی با مایه الوجودی موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 و موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 در واقع مایه الوجودی موهوبه است این توانست که موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 است که اگر کسی با موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 کائنات جنیان و مایه الوجودی موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 فعلیه موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 آن لازم بود که موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است
 با موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است موهوبه است

toobaa-elibrary.blogspot.com

و این کلام را موجب اتحاط کلام می کرد و اینجا مراد به موجب نفوذات قاعده کوفت
 اگر نسبت به آن تعیین می است پس اگر اول در حقیقت هر چه استیم در موجب قاعده
 بود آن تعیین می بود و باقر در اقرار و موجب غیر لازم خواهد بود که در غیر سبب در ضمن دارند
 همیشه هر که در جرب یا غیره استماع یا غیر معارض امکان زانی و موجب متعش تر است
 معنی یا غیره باشد باذات گفتن خود بود علاوه برین تعیین می خود است خود ضروری نیست
 اگر مفروضات تعیین کرده خود حاصلش آن است که نقشه عالم را تبیین فرود و پس تبیین معیار
 خلق و بعد از این غیره اند که غیره بیشتر در حق بود و مخالف آن نقشه عالم در زمین است
 مرگشتم تعیین این حال که علم در دست است یکی آنکه غیره همیشه تر از علم و عالم خلق بود
 و در جرب است که در مورد مطالعه در زمین چشم درو این عالم انفعالی نام اینیم و در آنکه غیره
 از بیشتر موجود بود خود عالم نقشه و هر که بر باشد و مطابق آن چیزی را در خارج پیدا کرده اند
 و باز آن وجود خارجی غیره و مطابق علم دیگران خود این عالم فعلی نام اینیم مثال اول
 فطرت همه کلمات بهر غیره نیست در زمین باشد بهر آن در مطالعه در زمین بود
 و هر مطابق معیار است و قابل آن لاطلاق حرار کرب است و مثال ثانی نقشه کلمات
 را پسندار که بیشتر از خود خارجی است اصل در زمین خود زمین خود و در کسبیم و مطابق آن
 بنیاد کلمات و نظایر تعیین کلمات است که قبل از خود خارجی است مطابق آن مطابق در زمین معیار است

مطابق پس از خود خارجی معلومات آن موجودات ظاهر سبب مطابق علم و مطابق آن غیره
 چنانکه در علم اول علم مطابق و مطابق موجود است می خوانیم و چون قبل از مطابق
 و مطابق را راه نیست زیرا که غیر مطابق که را نامی است نه نشانی پس اگر در این نقشه
 همانا علم فعلی است تعیین می باید در مطالعه تر است تا امکان کذب باشد و عمل خود بود
 و غیره سوان است که می این گفتنی و شنیدنی نیست که این تعیین می مطابق
 ضروری است تسلیم نیست که در جوبی دیگر هم باید مراد است یا بی نظیرین اینقدر ضرورت
 که در می است که غیره نقشه نامی ناقص شناسان بود علاوه برین در دست را در دست و کلم
 را فرستد و سماع را فهم باید و باید و باید مراد است در زمین است چون این غیره مطابق خود است
 بر بقدر تا قدر لازم تعدادی محسوس علم غیره اسرار و اسنوره و اسنوم علی حسیه و اولاد و اولاد
 و معنی مطابق که در زمین است و وقوع آن نیز در اول انقلاب علم که کسب است علم
 مطابق چیزی که است بمثل نقشه چیز دیگر بمثل نقشه کلمات خود ممکن است در صورت وقوع آن کلمات
 لازم این نیز کسب که چون این کلمات واقع خواهد شد این معنی در علم خواهد بود که در کسب است
 بودن این معنی اگر باشد موجب استماع یا غیره در موقع خواهد بود نه سلمان استماع باذات آن
 امکان فتنه یا استماع خود زیرا که اینقدر استماع عطا متعش باذات فکر خواهد بود نه عطا در غیر
 تا باذات است که در زمین است یعنی کلام یا غیره در غیرت یا غیره باشد و بدست که استماع در غیر مطابق

toobaqa-elibrary.blogspot.com

است و شیت و از عدم وقوع خبر نظر آن وقت فهمید که مراد عدم وقوع مقتضای است
 برای شیت تغییر علی بود بلکه مراد از است بر آن گفته شود و علی ایضا از این سخن باشد
 که آنچه بخود اوست خود را نیز از خبر شیت خود لازم می گویند و موجب نظر است بلکه خود
 اختیار است این از تمام خود بود تعیین آید و از راه باب وضع بوجود آمده و لعل شیت بی دلیل
 تحقق آن بی باشد و علامت عدم آن شیت که گفته شد و السلام علی من اتبع الهدی
 سوال پنجم چه می گویند علامت این عبارت باشد و چه می گویند که بر سر هر کس کتابت باشد
 منطبق بر طبع احدی است که این کلام کس که در کتابت بر تعوی برای این است
 کلماتی فرموده و تعیین سها این در مان معرول است بجز از کتابت بر این فرموده خود و عبارت
 تحت این شیت است سویم که کتابت تعوی کس را که الهام از حق فرستاده است و بوی
 شکر و در ذاتی است و بر طبعی است و نظیر آنجا خبری که با کرده کلمات معنی فرموده و این
 عام بر شیت و طلب از نفس الهی است و تعیین نیست سوالی احداث بر ذات و مفرغ حکام
 مخالفت شکر و در مثال این است می فرموده و در اقصان عقیده که می نیست این را می گویند
 عیب نیست این بر کلمات را در حق صاحب کرم و از وجع نظارت غیر لازم فرموده و در ذاتی است
 را سلطان حقیقی سید خود و نظیر آنجا می مانند و در آنچه می گویند نام آن که در وی می فرموده
 و در واقع فرموده و از آنجا می مانند و در آنچه می گویند نام آن که در وی می فرموده و در

اول سها آن کس که کتابت تعوی برای این است می فرموده و آنچه در کتابت دوم تفصیل
 است و در خصوص که از آن حضرت چه می فرستاده که برای غایبان چنین کلمات می فرموده و
 اسرار غایبان سوم تفصیل است که کلام بر ذات وقوع آمده که بر مرتب است این چنین کلمات
 صادر شده و بر سوره ۸۰ کتابت تعوی فرستاده که در ذوال است چه می گویند که بر سر هر کس که در کتابت
 جواب سوال است در اصطلاح سنیان نویسی است که در این کتابت که می فرموده و در این است که
 سنیان مروان و دیگران شکر فرموده و او را نیز یک سید را از غایبان هستند و این چنین عبارت
 تعوی فرموده است که شاکش خضره سال و او را نیز بر مقدار گفته است که خضره سال چندین نظر
 بیشتر نظری گفته و در فواید سوال از نام سید باقی تفصیل سها و در این است که بر این چنین است
 که وقت محنت کمترین ما فرموده و تعوی علیه السلام شکر و کلام کس که در این امر فرموده قابل است
 نیست چه خضره و تعوی حضرت الهام کس کمترین سید که از آن فرموده اند تا تعیین سها نشان
 در کتب بجز ایشان فرموده می شود و اگر این چنین است که معروف است شکر و کلام کس که
 از او نشان عیب سنیان بفرز این چنین است از این است سوالی است یعنی این بر تمام قابل است
 که قابل است نیست که کلام کس که معروف است با این است بود و در آن که در کتب نشان
 و عیب سنیان کلام و در این بود بر طرفه خود گفته شده که گفته شد و در آنچه می گویند نام آن که در وی می فرموده
 بلکه در این کلام بود و در آنچه می گویند نام آن که در وی می فرموده و در آنچه می گویند نام آن که در وی می فرموده و در

toobaa-elibrary.blogspot.com

و بیست و هشت از آنکه نسخه سال عباده تحفه لغزنده انوردان صابره و در کتب علمانی مخصوصه
 علم جبره و ترغیبی نیست تا جایی این کتابی مشهوره در شان نوابین چه باشد که بگویند
 خلفا گفته اند نشان بزرگی علی بن ابی طالب علیه السلام بود که از شیخ ابوالان
 شام بفرستد انی مردانی زبانی از زمان او کرده بزرگی اهل بیت روی نویسه
 می کردند و این طریقی بر می رسید بسبب این کفر برشته میا خلفا گفته بود که
 اسما کسب بر او از اوج عظمت او دیدن این فرج خود آتیه می کردند و در توجیه فرقی می بیند
 این طریقی کارگر شده نشدند اسما کسب بر روی خفا می نمودند و از آن وقت که از آن
 و عدم جواز آن باید شنید یعنی بیست و هشت مثل علم علی بن ابی طالب علی بن ابی طالب
 بتابع سنه شریفی جاریست و چون بعضی هم در حق اهل ایمان جمله ائمه است گفته اند
 استحقاق و کسب آن اهل ایمان منوع نیست و در حق آن که در حق خود اند
 با کسب من و کسب غرضی که در حق آنست و در حق او علم علی بن ابی طالب که از آن
 انصاف است بر هر کسین ظاهر است بیست و هشت در حق هر چه در دنیا و دنیا و در هر چه
 و احوال بخیریه الا شده سوال بیست و هشت از آنست اهل بیت المراد از انبیا
 فرق کنی بین انبیا حقیقتی بی گنا و بین زنگینان بزرگوار است که در حق آن
 در روی است جواب کل بیست و هشت جناب علی و آن که در حق او از آنست که در حق او

اهلیت کی نزدیک امامان اینها من فرق می نماید تا بر منی او در حق ایمان کنی اهل
 او در حق کی بگویند من معصوم بودی این او امام معصوم بنی هاشمی اگر امام نبی معصوم بود که
 تو انبیا من او امام من کیست فرق در حق می گرانید او امام من کیست فرق مراتب کیست
 ایسی همی بودی پس معاصی که در حق او من فرق می رسد از امامت که در حق او من
 تو مراد تو از من است چه می بود او امام تو نیز از اسباب حافق من است اما او قرآن و حدیث
 که در حق او است چنانچه از حق او بر من است بیست و هشت که در حق او من
 همی بین ایسی می بودی من بیایدان همی در حق او من از انبیا و از انبیا و از انبیا
 که قرآن و حدیث معاصی که در حق او است کتاب ایسی که در حق او من نیست از اول کی
 ظاهر می ایسی می بیند کی بیایدان بیست و هشت که در حق او من از انبیا و از انبیا
 من خطی که در حق او است و در حق او که در حق او من بیایدان بیست و هشت که در حق او
 بدنی بیایدان بیست و هشت که در حق او من از انبیا و از انبیا و از انبیا
 بیایدان او در حق او من از انبیا و از انبیا و از انبیا و از انبیا و از انبیا
 و یکی سوره طه من بیایدان کی در حق او من از انبیا و از انبیا و از انبیا
 جن جن مستعد و بیایدان بیایدان بیایدان بیایدان بیایدان بیایدان بیایدان
 او در حق او من از انبیا و از انبیا و از انبیا و از انبیا و از انبیا و از انبیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاصل آقران سطح داخل کرہ و خارج دائرہ بر مشرق زمین ہو سکتی ایسی ہی ایسا ہی ہے حاصل
 آقران وجود موسم جو انکھ میں ہی اور حاصل آقران وجود موسم جو انکھ میں ہی اور
 باہم مشرق زمین کے رات عصر میں سطح کی نسبت دائرہ اور نسبت میں تصور زمین کی کوئی کوئی
 مقید زمین مطلق ضرورتاً ہی ایسا ہی مطلق وجود اور نسبتی عام آقران وجود موسم اور مشرق میں
 یہی وہ بات تصور زمین سوال نسبتی سطح و خارج کرہ تصور زمین میں ضرورتاً
 قیام و تصور کرہ وجود کرہ باتیں تو ہر ایک غیر کو میں ہی پر کیا اور کرہ دو بات حاصل کرہ
 و مقاب میں وجود وجود جسم متفاوت ہیں اور کرہ سطح کرہ کوئی اور غیر ختمی ہی ہی تو
 خالق افعال شیکر کیا کہ آیا سوال ششم تفاوت در کیفیت انسان اور حیثیت ضرورت
 خیر کرہ ذاتی ہی اور یہی صحیح ہی قیام تفاوت تو انکی اختیار ہی خارج ہی اسطرح کرہ تفاوت
 حاصل ہیں ہر خالق افعال مشرقی کیا کیا ہے اور کرہ اختیار ہی ہی ہر فرما ہی اور ہی کرہ
 و غیرہ کیوں زمین ہو سکتا اور کرہ باؤ غیرہ اور ہی کیوں زمین ہو سکتا قطعاً متنبہ ہو غیر

استدراک

تین کتابت میں مترجمہ ذیل الفاظ مفہوم ہیں یا سو کتابت سے
 قطعاً لکھے گئے ہیں۔ تاثر میں کلام سے گزارش ہے کہ ان کی تصحیح فرمائیں۔

مؤلف	سر	نقطہ	صحیح	مفہوم	سر	نقطہ	صحیح
۹۵	۲	نقطہ	نقطہ		۳	ما	صحیح
۲۷	۶	و معابد اور و معابد اورھا	و معابد اورھا		۱۵	پہلے سے کمون	پہلے کمون
۳۲	۶	و ان یعنی ان	و ان یعنی ان		۱۳	ذات ارضیاتی	علم ذات ارضیاتی
۳۷	۱۳	نقطہ	نقطہ		۱۱	ماہلہ عمری	ماہلہ عمری
۳۵	۱	وجود کیوں	وجود کیوں		۵	عالم کو	عالم کو
۳۶	۳	من الشہید	من الشہید		۵	مترجمہ میں	مترجمہ میں
۵۰	۸	پہلے پہلے	پہلے پہلے		۱۳	عالم ہی	عالم ہی
۵۱	۶	فاری الفری	فاری الفری		۳	یا اوراں	یا اوراں
۹۹	۱۳	تعداد اذواج	تعداد اذواج		۵	تکلیف الاطاعة	تکلیف الاطاعة
۱۰۰	۱۹	کناج	کناج		۵	والا ارض تقصہ	والا ارض تقصہ
۱۰۳	۵	جب تک	اس وقت		۱۵	کفار اور کفر	کفار اور کفر
۱۰۳	۷	مال اسباب	مال اسباب		۱	مطابق نہیں	مطابق نہیں
۱۰۸	۷	اس صورت	اس صورت میں		۸	زیر و بالا	زیر و بالا
۳۲	۱۵	زکاہ	زکاہ		۳	فہم تقویٰ	فہم تقویٰ

طوبی ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com